PAGES MISSING WITHIN THE BOOK ONLY

TEXT CUT WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224194
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. آ - ڈ / ۸۲۳ Accession No. ۱۲۳۳۴

Author آرتھر کانن ڈائل 4123

Title آتشی کتا مترجمہ شیر محمد

This book should be returned on or before the date last marked below.

تعارف

ناول خواں حلقوں میں نہ اس کتاب کے مصنف سر آرتھر کانن ڈائل اور نہ ان کے زبردست لیٹر شرلک ہومز کا نام اس قدر نیا ہے کہ تفصیلی حالات کے بیان کی حاجت ہو۔ آرسین ون کے متعلق بعض ناولوں کے سلسلہ میں جہاں اس شہور عالم نیک نہاد چور کے مقابلے رلک ہومز سے ہوئے ہیں۔ ناظرین ایک مدت سے آخر الذکر کے کسی علیحدہ کارنامہ کے ہمہ بے چین تھے۔ بڑی تلاش سے یہ ناول دستیاب ہوا جسے اب بار اول اردو میں پیش جاتا ہے۔ میرا خیال ہے اس کے مطالعہ پر اس مصنف کی بعض اور کتابوں کی اشاعت لیے بھی اصرار کیا جائے گا کم از کم موجودہ افسانہ کی دلچسپی میں کلام نہیں۔

سر آرتھر کو روحانیات سے خاص لگاؤ ہے۔ اور اس شوق کو وہ ایک خالص جاسوسی ل میں بھی پا انداز نہ کر سکے۔ آپ دیکھیں گے اس قصہ میں روزمرہ کے واقعات کو ق الفطرت معاملات سے کس خوبی کے ساتھ آمیز کیا گیا ہے۔

کسی ناول کا صحیح واقعات کی بنا پر لکھا جانا اس کی خوبی کی دلیل نہیں ہوتا۔ تاہم یہ ہر قسم کی دلچسپیوں کے باوجود ایک حقیقی روائت پر مبنی ہے۔ جو سر آرتھر کو اپنے ست مسٹر رابنسن کی زبانی معلوم ہوئی تھی۔ تفصیل اور انداز بیان ان کا اپنا ہے۔

تیرتھ رام

۲/۵ رام گلی لاہور

روزے آدم بر بلیسے کو شقی ست

از حقارت و زیافت بنگریست

خویش بینی کرد و آمد خود گزین

خنده زد بر کار ابلیس لعین

بانگ بر زد غیرت حق کائے صفی

تو نمی دانی ز اسرار خفی

چون بسے ابلیس آدم روئے ہست　　　پس بہر دستے نشاید داد دست

مثنوی مولانا روم

آتشی کتا

حصہ اوّل

سگِ اسود

باب ۔ ۱

ڈاکٹر مارٹیمر

میرے دوست شرلاک[۱] ہومز کی عادت ان اوقات مصروفیت کے سوا جب وہ ساری ساری رات آنکھوں میں کاٹ دیتا ہے بہت دیر سے اٹھنے کی ہے۔ آج بھی ۹ بج گئے۔ اور وہ ابھی تک ناشتہ کی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کے پیچھے آتشدان کے پاس کھڑا تھا۔ ناگاہ میری نظر اس چھڑی پر جا پڑی جو ہمارا کل رات کا نادیدہ ملاقاتی سہواً کمرہ میں چھوڑ گیا تھا۔ ایک خوشنما اور مضبوط چھڑی جس کے بالائی حصہ میں گھنڈی کے عین نیچے لگا ایک انچ چوڑا چمکیلا چھلا چڑھا ہوا اور اس پر یہ حروف کندہ تھے:-

جیمز مارٹیمر صاحب ایم ۔ آر ۔ سی ۔ ایس کو

احباب سی ۔ سی ۔ ایچ کی طرف سے

سنہ ۱۸۸۴ء

---

[۱] ... مرحوم ... شرلاک ہومز کے عجیب کارنامے دیکھنے ہوں تو کتب ذیل ملاحظہ فرمائیے۔ مقتول خون ... ... خونی ... ڈاکٹر واٹسن اس کا گہری دوست ... کا ...

زندگی فراغت سے بسر ہوتی ہو۔ شہر چھوڑ کر دیہات جانا پسند نہیں کر سکتا۔ پس سوچنا یہ ہے کہ شہر میں رہتے ہوئے یہ شخص کیا کام کرتا تھا؟ ہم دیکھتے ہیں اس کا تعلق ہسپتال سے تو تھا، مگر ہسپتال کے عملہ سے نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس جگہ ہاؤس سرجن یا ہاؤس فزیشن کی حیثیت رکھتا تھا جسے ایک ترقی یافتہ طالب علم ہی سمجھنا چاہیئے۔ چھڑی پر سنہ دیکھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کو ہسپتال سے جدا ہوئے صرف پانچ سال گذرے ہیں اس صورت میں تمہارا ڈاکٹر سن رسیدہ کیسے ہوا؟ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ قریباً تیس سال عمر کا بااخلاق ہے جو صرف طبیعت سے خیالی مگر بیان کا ہے اور ایک پالتو کتا اس کے پاس ہے۔ جو ٹیریئر سے بڑا اور مسٹف سے کچھ چھوٹا ہے۔"

اتنا کہہ کر شرلاک ہومز اطمینان کے ساتھ پیچھے کی طرف کرسی پر جھک گیا اور سگریٹ کے چھلے چھت کی طرف اڑانے لگا۔

اس کا یہ بیان میرے لئے بہت شافی تھا۔ تھوڑی سی خاموشی کے بعد میں نے کہا "اس قدر نتیجہ کا ذریعہ تحقیق تو میرے پاس نہیں۔ البتہ عمر و پیشہ کے حالات معلوم کرنا سہل ہے۔ ٹھہرو میں دیکھتا ہوں۔"

کتابوں کی الماری میں میڈیکل ڈائرکٹری کی جلد رکھی ہوئی تھی۔ میں نے اسے کھول کر اس نام کی تختی نکالی۔ مارٹیمر نام کے کئی ڈاکٹروں کا حال اس میں درج تھا۔ مگر یہ معلوم کرنا بہت مشکل تھا کہ ان میں ہمارا ملاقاتی کون ہے۔ اس کے حالات میں نے اونچی آواز سے پڑھنے شروع کئے۔

مارٹیمر جیمز سکینت گریمپن ڈارٹ مور ڈیون شائر ۱۸۸۲ء میں ایم۔ آر۔ سی۔ ایس کی ڈگری لی۔ اور ۱۸۸۲ء سے ۱۸۸۴ء تک چیرنگ کراس ہسپتال میں ہاؤس سرجن رہا۔ طب نظری میں امراض کے اثرات طبعی پر ایک زبردست مضمون لکھ کر جیکسن پرائز حاصل کیا۔ سویڈن کی مجلس تحقیقات طب کا ممبر اور متعدد مضامین کا راقم ہے جن میں حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔ "بعض طبی عجائبات" (مندرجہ رسالہ لینسٹ ۱۸۸۲ء) "کیا ہم ترقی پر ہیں؟" (مندرجہ رسالہ نفسیات مارچ ۱۸۸۳ء) گریمپن تھورسلے اور ہائی بارو کا میڈیکل افسر ہے۔

"بتاؤ اس میں شکاریوں کی جماعت کا حال کہاں آیا؟" ہومر نے شوخی سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "البتہ جو نتیجے میں نے اخذ کیے تھے۔ ان کی اس بیان سے پوری تصدیق ہوتی ہے تین باتیں میں نے دھر رکھی تھیں۔ یعنی وہ صاحب اخلاق حرص و آز سے خالی اور نسیان کا مریض ہے۔ تو اس کی تحقیق یوں ہوتی ہے۔ کہ اول ایسے تحائف صاحب اخلاق لوگوں کو ہی دیئے جاتے ہیں۔ دوسرے وہ آدمی یقیناً حرص و آز سے خالی ہوگا۔ جو لندن کی مصروف زندگی چھوڑ کر دیہات کو چلا گیا۔ رہ گیا مرض نسیان تو وہ اس طرح ثابت ہے کہ ہماری ملاقات کیلئے آیا۔ اور ایک گھنٹہ انتظار کرکے چلا گیا۔ مگر اپنا کارڈ چھوڑنے کی بجائے چھڑی رکھ گیا۔"

"اور کتا؟ ... اس کا حال کیسے معلوم ہوا؟" میں نے سمجھ ناکامی میں غوطے کھاتے ہوئے اس آخری تنکے کا سہارا لیکر کہا۔

"اس طرح کہ وہ کتا اس چھڑی کو منہ میں لئے ہوئے آقا کے ساتھ ساتھ چلنے کا عادی ہے۔ چھڑی چونکہ بھاری ہے۔ اس لئے کتا اسے وسط سے پکڑے رکھتا ہے۔ یہاں اس کے دانتوں کے نشانات صاف نمودار ہیں۔ اور ان نشانات سے اس کے جبڑے کا جو حال معلوم ہوا۔ اس سے میرا اندازہ کہتا ہے کہ وہ ٹیریر نہیں۔ کیونکہ ٹیریر کا جبڑا اس سے بہت چھوٹا ہے۔ اور میسٹف ... نہیں میسٹف بھی نہیں۔ کیونکہ اس کا جبڑا خوفناک ہوتا ہے ... آج معلوم ہوا۔ وہ گھنگھریالے بالوں کا سپینیل کتا ہے۔"

وہ اٹھ کر ادھر ادھر ٹہلنے لگا تھا۔ یکایک کھڑکی کے پاس گیا۔ اور آخری الفاظ وہیں سے کہے۔ اس کے لہجہ میں اتنا اعتماد دیکھ کر میں نے بھی اسکی طرف حیرت سے نظر ڈالی۔ اور پوچھا "کیوں کیسے یقین ہوا؟"

"آنکھوں سے دیکھ کر... وہی کتا اس وقت ہمارے دروازہ پر بیٹھا ہے۔ اور اس کا مالک دستک دے رہا ہے۔" مجھے رخصت ہوتے دیکھ کر "ذرا ٹھیرو۔ واٹسن ذرا ٹھیرو۔ تم بھی ڈاکٹر ہو ڈاکٹر ٹھیرو۔ شاید تمہاری موجودگی ہماری گفتگو کے لئے مفید ہو... واٹسن یہ میری

زندگی میں بڑا اہم وقت ہے۔ ایک نیا آدمی ہمارے پاس آرہا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے۔ اس سے فائدہ ہوگا یا نقصان۔ سوال یہ ہے کہ ماہر طب ڈاکٹر جیمز مارٹیر ماہر جرم شرلک ہومز سے کیسی امداد چاہتا ہے ... آجایئے۔" یہ آخری الفاظ اس نے ڈاکٹر سے مخاطب ہوکر کہے۔

میں اس نووارد ملاقاتی کی صورت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ مجھے ایک عام دیہاتی ڈاکٹر سے ملنے کی امید تھی۔ جو میرے نزدیک۔ قوی الجثہ۔ بھاری بھرکم رشیایل آدمی ہوگا۔ مگر میں نے دیکھا۔ وہ ایک دراز قامت دبلا پتلا نوجوان تھا۔ ناک پرندوں کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی آنکھیں تیز اور چمکیلی اور ان پر سنہری کمانی کا چشمہ لگا ہوا لباس عام ڈاکٹروں کی وضع کا مگر ذرا بھدا۔ فراخ کوٹ میلا پتلون کا رنگ اڑا ہوا اور بوٹوں پر گرد کی تہ جمی ہوئی تھی وہ عہدِ شباب میں ہی خم کمر ہوچکا تھا۔ کچھوے کی طرح آگے کو سر نکالے جھپکتی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھتا کمرہ میں داخل ہوا۔ آتے ہی اس کی نظر اس چھڑی پر جا پڑی۔ جو اب تک ہومز کے پاس تھی۔ وہ اسے دیکھ کر طفلانہ خوشی سے اس کو لینے کے لئے دوڑا۔

"شکر ہے مل گئی۔" وہ اس چھڑی کی نسبت کہنے لگا "میں یہ سوچ رہا تھا کہ جہاز کے دفتر میں رہ گئی۔ یا آپ کے مکان پر حضرت یہ چھڑی بہت قیمتی ہے۔ اور میں ہمیشہ اسے جان کی طرح عزیز رکھتا ہوں۔"

"اس لئے کہ ایک تحفہ ہے؟" ہومز نے پوچھا۔

"جی ہاں"

"کیا چیرنگ کراس ہسپتال کی طرف سے؟"

"ہسپتال کے بعض احباب کی طرف سے۔ میری شادی کی تقریب پر۔"

"اوہ! اوہ! یہ اچھا نہ ہوا۔" ہومز نے سر ہلا کر کہا۔

ڈاکٹر مارٹیمر نے شفاف چشمہ کے اندر جھپکتی ہوئی آنکھوں سے حیران ہوکر دیکھا۔ اور کہا "کیوں اچھا کیوں نہ ہوا؟"

"آپکے اس بیان سے ہماری ایک غلطی ظاہر ہوگئی۔ کیا آپ کی شادی ہو چکی ہے ؟"

"جی ہاں شادی کے بعد ہی میں نے ہسپتال سے قطع تعلق کیا تھا۔ کیونکہ اپنا مطب کھولنا چاہتا تھا۔ آپ سمجھ سکتے ہیں شادی کے بعد آدمی کے اخراجات ہمیشہ بڑھ جاتے ہیں۔"

"خیر مضائقہ نہیں" ہومز نے جلدی سے کہا "میرا خیال ہے ہمارے باقی اندازے غلط ثابت نہ ہوں گے۔ اور اب ڈاکٹر جیمز مارٹیمر۔۔۔"

"مسٹر جناب مسٹر میں تو ایک ادنیٰ قابلیت کا آدمی ہوں۔۔۔"

"اور حد سے زیادہ منکسر مزاج بھی۔۔۔"

"ماہران علم کا ادنیٰ خادم۔ ایک ہستی ناچیز جسے علم کے بحر زخار کے اندرونی خزانوں کا حال کچھ معلوم نہیں۔ کیونکہ آج تک محض ساحل کی کوڑیاں چننے کا ہی موقعہ ملا ہے۔ غالباً آپ کا اسم گرامی۔۔۔"

"مجھے لوگ شرلک ہومز کہتے ہیں اور آپ میرے دوست ڈاکٹر واٹسن ہیں۔"

"اوہ ڈاکٹر واٹسن آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ اس سے پہلے مسٹر ہومز کے کارناموں کے سلسلہ میں آپ کا نام بارہا سنا تھا۔ مگر آرزوئے دید باقی تھی۔" ہومز سے مخاطب ہو کر "صاحب آپ کی بھی کیا زبردست شخصیت ہے۔ امید نہ تھی آپ کے کاسہ سر میں وہ سب خوبیاں نظر آئیں گی جو وحید العصر کاملان فن کی ذات سے مخصوص ہیں۔ اجازت دیجئے کہ میں آپ کے فرق مبارک کو چھو کر دیکھوں۔ میری ناچیز رائے میں جب تک آپکے کاسہ سر کا اصل دستیاب نہ ہو۔ اس کا نمونہ ضرور کسی عجائب خانہ میں رکھا جانا چاہیئے۔ منہ پر تعریف کرنا میرا شیوہ نہیں۔ اس حیرت خیز کاسہ سر کو دیکھ کر تو یہی جی چاہتا ہے کہ اسے ہر وقت اپنے پاس رکھوں۔۔۔"

شرلک ہومز نے اس عجیب ملاقاتی کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور کہا "معلوم ہوا آپ بھی میری طرح اپنے فن کے پرجوش شائق ہیں۔ آپ کی انگلی بتا رہی

ہے کہ خود سگرٹ تیار کر کے پیتے ہیں۔ تکلف نہ کیجیے۔ یہاں سگرٹ پینے کی رکاوٹ نہیں ہے"
ڈاکٹر مارٹیمر نے اجازت پا کر سگرٹ بنانے کا کاغذ اور تمباکو نکالا۔ اور غیر معمولی پھرتی سے سگرٹ تیار کیا۔ اس کے ہاتھ کی پہلی انگلی حیرت خیز تیزی سے کام کرتی تھی۔

ہومز اب چپ چاپ بیٹھا تھا۔ مگر میں نے اسکی چھپی ہوئی تیز نظروں سے جانا کہ ہمارے پر اسرار ملاقاتی کی ذات میں گہری دلچسپی لے رہا ہے۔

تھوڑے سکوت کے بعد اس نے کہا۔ "بار خاطر نہ ہو تو عرض کروں کہ کل رات میری عدم حاضری میں اور آج صبح پھر آپ کی تشریف آوری محض اس ناچیز کا سہ سر کو دیکھنے کی غرض سے نہ تھی۔"

"بالکل نہیں" ڈاکٹر مارٹیمر نے جلدی سے کہا۔ "گو میں اسے اپنی انتہائی خوش نصیبی سمجھتا ہوں۔ کہ ضمناً اس سر کو دیکھنے کا بھی موقعہ مل گیا جس میں ایسا عالی شان دماغ رہتا ہے۔ دراصل آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے مدعا یہ تھا۔ کہ ایک عجیب و پراسرار معاملہ میں جو میرے فہم ناچیز سے باہر ہے۔ آپ کی مدد حاصل کروں۔ چونکہ سارے یورپ کے ماہران جرم کی صف میں آپ کا نمبر درجہ ثانی پر ہے۔۔۔"

"اوہ! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ درجہ اول کا اعزاز کن بزرگ کو حاصل ہے؟" ہومز نے کسی قدر آزردگی سے سوال کیا۔

"خالص علمی طبیعت کے آدمی کو ایم۔ برٹیلین کے طریقے بہت موثر معلوم ہوتے ہیں"

"تو بہتر تھا۔ آپ انہی کے پاس تشریف لے جاتے۔"

"مگر میں نے عرض کر دیا ہے کہ ان کے طریقے محض علمی پہلو سے دلچسپ ہیں۔ عمل کے میدان میں آپ کا نمبر روئے زمین کے سراغرسانوں میں سب سے اول ہے۔ لیکن بے خبری میں میرے منہ سے کوئی بات ایسی نکل گئی ہو جس سے آپ کو رنج پہنچے۔۔۔"

"بہت نہیں۔ مگر تھوڑا ضرور پہنچا ہے۔" ہومز نے کہا۔ "بہرحال آپ تکلف چھوڑ کر

اس کام کی نوعیت بیان کیجئے، جس میں آپ کو میری خدمات درکار ہیں۔"

باب ۲

ایک عجیب داستان

"میری جیب میں ایک مسودہ ہے۔۔۔" ڈاکٹر جیمز مارٹیمر نے کہنا شروع کیا۔

"جسے میں نے آپ کے آتے ہی دیکھ لیا تھا۔" ہومز نے روک دیا۔

"ایک پرانا مسودہ۔۔۔"

"کوئی اٹھارویں صدی کے آغاز کا۔ بشرطیکہ جعلی نہ ہو۔"

"کیونکر معلوم ہوا؟" ڈاکٹر مارٹیمر نے انداز حیرت سے پوچھا۔

"اس کا وہ حصہ دیکھکر جو آپ کی جیب سے باہر نکلا ہوا ہے۔ اور جس کو میں اثنائے گفتگو میں برابر غور سے دیکھتا رہا ہوں۔" مسٹر لک ہومز نے کہا "کسی دستاویز کو دیکھکر اس کا کم و بیش صحیح حال معلوم کرنا ماہران فن کے لئے دشوار نہیں ہوتا۔ میں نے اس سوال پر ایک مضمون بھی لکھا تھا۔ جو شاید آپ کی نظر سے گذرا ہوگا۔ آپ کا مسودہ غالباً سنہ ۱۷۳۰ء کا لکھا ہوا ہے؟"

"سنہ ۱۷۴۲ء کا" ڈاکٹر مارٹیمر نے کاغذ کو جیب سے نکالتے ہوئے کہا۔ "یہ خاندانی دستاویز سر چارلس باسکرولی نے میرے سپرد کی تھی۔ جن کی ناگہانی موت بعض دردناک حالات میں قریباً تین ماہ پیشتر واقع ہوئی ہے۔ اس سانحہ پر علاقہ ڈیون شائر میں بڑا جوش پھیلا تھا۔ میں جو سر چارلس کا گہرا دوست اور ان کا طبیب تھا، ذاتی مشاہدہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ بڑے ذی حوصلہ اور جرار آدمی تھے۔ میری طرح ان کو بھی خیالی افسانوں سے دلچسپی نہ تھی۔ اس کے باوجود یہ ایک حیرت خیز امر واقعہ ہے۔ کہ اس دستاویز کے مضمون کو بالکل صحیح سمجھتے تھے۔ اور اپنی زندگی میں ہی اس انجام کے لئے تیار ہو چکے تھے۔ جو بالآخر

ان کو ملیش آتا۔"

ہومز نے ہاتھ بڑھا کر مسودہ لے لیا۔ اور اسے کھول کر اپنے گھٹنے پر رکھتے ہوئے کہنے لگا "دیکھو واٹسن اس تحریر میں حرف "ایس" کہیں لمبا کہیں چھوٹا دونوں طرح لکھا گیا ہے۔ یہ طریق تحریر اٹھارویں صدی کے آغاز میں رائج تھا۔ اور اسی کو دیکھ کر میں نے اس کی تاریخ بیان کی تھی۔"

ہومز کے پیچھے کھڑے ہو کر میں نے بھی اس میلے زرد کاغذ پر جس کی تحریر امتداد زمانہ سے مدھم ہو چکی تھی۔ نظر ڈالی۔ سب سے اوپر باسکرویل ہال اور نیچے موٹے ہندسوں میں ۱۷۴۲ء لکھا ہوا تھا۔

"کسی قسم کا بیان معلوم ہوتا ہے۔"

"ایک روایت کی تفصیل ہے۔ جو مدت دراز سے خاندان باسکرویل میں قائم چلی آتی ہے۔"

"مگر ڈاکٹر مارٹیمر میں اس قسم کی روایتوں کا ماہر نہیں ہوں۔" شرلاک ہومز نے مسودہ کو تہ کرتے ہوئے مایوسی سے کہا "میرا خیال تھا۔ آپ کسی جدید واقعہ یا عملی سوال کی نسبت مشورہ کرنے آئے ہیں۔"

"سنئے تو۔ جو واقعہ میں عرض کرتا ہوں وہ نہایت تازہ اور اتنا ضروری ہے کہ اس کا تصفیہ ایک ماہ کے عرصہ میں ہونا چاہئے۔ لیکن سارا معاملہ چونکہ اس مسودہ کو پڑھنے کے بغیر واضح نہ ہوگا۔ اس لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ مضمون لمبا نہیں۔ آپ اجازت دیں تو میں ہی پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔"

ہومز نے انداز کسل سے کرسی کی پیٹھ پر جھک کر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے سرے جوڑ لئے۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔ ڈاکٹر مارٹیمر نے مسودہ کا رخ ادھر کو پھیرا۔ جدھر روشنی تھی اس کے بعد اونچی مگر پھٹی ہوئی آواز میں عہد گذشتہ کی یہ عجیب و حیرت خیز داستان:

پڑھ کر سنائی ۔

ہمارے دشمن خاندان کے نسبت کی ابتدا پر مختلف بیانات مشہور ہیں۔ مگر میں کاتب الحروف چونکہ ہیوگو باسکرولی کی اولاد سے براہ راست تعلق رکھتا ہوں۔ اور میں نے اس روایت کو اپنے باپ سے اور انہوں نے اس سے پہلے اپنے باپ سے بالمشافہ سنا تھا۔ اس لئے جو معلومات میں قلمبند کرتا ہوں۔ اصلی اور صحیح معلوم ہوتی ہیں۔ مجھے اس تحریر کے ذریعے اپنے بیٹوں کو یہ نصیحت کرنا منظور ہے کہ گو خدائی انصاف اٹل ہے اور انسان کو اس کے گناہوں کی سزا ضرور ملتی ہے۔ تاہم وہ ذات اکبر جو ارحم اور رحیم ہے اور جسے ہم سارے فیض و کرم کہتے ہیں۔ وہ اگر چاہے تو آدمی کو جوار رحمت میں لیکر اس کے گناہوں کو بخشش کے پردہ میں بھی چھپا سکتی ہے۔ اور عتاب الٰہی کبھی اتنا سخت نہیں ہوتا کہ توبہ و استغفار اس کے اس قہر کو کم نہ کر سکیں۔ پس میرے عزیزو جب تم اس داستان کو پڑھو تو اسلاف کے گناہوں کی خوفناک سزا سے ڈرنے کی بجائے اعمال صالح کی کوشش کرو۔ اور اس بات کا ہمیشہ خیال رکھو کہ وہ جذبات حیوانی جن کی وجہ سے ہمارے خاندان پر یہ قہر الٰہی نازل ہوا ہمیشہ دبے رہیں اور کبھی ہماری فطری نیکیوں پر غلبہ نہ پا سکیں۔

انقلاب اعظم کے زمانہ میں جس کی تاریخ لارڈ کلیرنڈن نے لکھی ہے (اور جس کے مطالعہ کی میں تم لوگوں سے بزور سفارش کرتا ہوں) یہ عمارت جس کا نام باسکرولی ہال مشہور ہے۔ ہمارے بزرگ اکبر ہیوگو باسکرولی کے قبضہ میں تھی۔ اور گو ہم لوگوں کی جو اس کی اولاد سے ہیں صدق دل سے یہ دعا ہے کہ قادر کریم اس کی روح پر مغفرت کرے تاہم اس حقیقت کو چھپانا غیر ممکن ہے۔ کہ اس قدر آوارہ اوباش اور ناخدا ترس آدمی جتنا ہیوگو باسکرولی تھا نہ کبھی اس سے پہلے اور نہ بعد ہمارے خاندان میں پیدا ہوا۔ یوں تو ہر انسان مرکب من الخطا والنسیان ہے۔ مگر ہیوگو کی طبیعت میں وہ انتہائی بے رحمی

اور آوارگی پائی جاتی تھی۔ جس سے اس کا نام اضلاع مغرب میں ہر شخص کی زبان پر مشہور تھا۔ عہد شباب میں اس کی ایک زمیندار کی نوجوان بیٹی سے جو ریاست کے قریب رہتا تھا محبت ہو گئی۔ (مخفی نہ رہے کہ میں نے اس جگہ محبت کا لفظ عام معنوں میں استعمال کیا ہے۔ ورنہ ان جذبات بہیمیہ کو جو ہیوگو کی طبیعت میں پائے جاتے تھے۔ اس پاک نام سے موسوم کرنا داخل گناہ ہے) مگر کچھ بھی ہو یہ امر واقعہ ہے کہ ہیوگو اس نازنین پر سو جان سے فدا تھا۔ اگرچہ وہ پاک عصمت لڑکی جسے بزرگوں کے نام اور خاندان کی عزت کا پاس تھا۔ اس شخص کی بدنامیوں کو سن کر ہمیشہ اس سے پرے رہتی تھی۔ انہی ایام میں ایک دن ہیوگو پانچ چھ بدمعاش اور آشفتہ مزاج دوستوں کو ساتھ لے کر ایسے موقعہ پر جب اس لڑکی کا باپ اور بھائی مکان سے باہر گئے ہوئے تھے۔ ان کی جھونپڑی میں جا گھسا۔ اور یہ لوگ اس بیچاری کو زبردستی اٹھا کر باسکرولی ہال میں لے آئے۔ یہاں لاکر اس کو تو انہوں نے دوسری منزل کے ایک آراستہ کمرہ میں رکھا۔ اور ہیوگو اور اس کے دوست جیسا ان کا معمول تھا زیریں ہال میں شراب پینے کے لئے بیٹھ گئے۔ ان لوگوں کی لب یار نوشی کا حال کیا کہنا۔ خم کے خم خالی کر دیئے۔ اور جتنی زیادہ پی اتنی ہی ان کی شوریدہ سری نے ترقی کی۔ اسی سلسلہ میں اونچی آواز سے گانا۔ شور مچانا اور ایک دوسرے کو گالیاں دینا شروع ہوا۔ جس کا دور آدھی رات تک جاری رہا۔ میں نے سنا ہے کہ شراب پی کر ہیوگو باسکرولی عملی طور پر جامہ انسانیت بالائے طاق رکھ دیتا تھا۔ وہ وہ شرمناک الفاظ اس کے منہ سے نکلتے تھے جنہیں سن کر بڑے سے بڑے سنگ دل آدمی کا زہرہ آب آب ہو جائے۔ ایسی حالت میں وہ بے یار و مددگار حسینہ جسے ان لوگوں نے بالاخانہ میں قید کر رکھا تھا اس شور و شغب کو سن کر جتنی مضطرب اور بے چین ہوتی ہوگی اس کا حال محتاج تفصیل نہیں۔ حالت یاس میں ہر طرح مجبور ہو کر اس نے آخر کار وہ کام کیا جسے کوئی

نہایت دلیر اور بے باک مرد بھی نہ کر سکتا۔ یعنی عمارت کی جنوبی دیوار پر جو کائی اُگی ہوئی تھی۔ اس کو پکڑ پکڑ کر اکھڑی ہوئی اینٹوں کا سہارا لیتی نیچے اُتری۔ اور کچھار کے رستہ اپنے گھر کی طرف بھاگ نکلی۔ جو باسکرولی ہال سے قریباً تین فرسنگ کے فاصلہ پر واقع تھا۔

"اس اثنا میں ہیوگو اخوان الشیاطین کے مجمع میں بیٹھا ہوا برابر شراب پئے جاتا تھا۔ خدا معلوم یہ دور شیطانی کب تک جاری رہا۔ مگر اس کے تھوڑی دیر بعد جب وہ اس مظلوم لڑکی کے لئے کھانا اور شراب لے جانے ... اور غالباً اپنے بدترین ارادوں کو عمل میں لانے کے لئے اس کے کمرہ میں گیا۔ تو دیکھا کہ چڑیا اُڑ گئی۔ اور پنجرہ خالی ہے! اس وقت جو حالت اس کی ہوئی۔ اس کا بیان طاقت انسانی سے باہر ہے۔ یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ شیطان نے اس کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیا ہے بے تحاشہ دوڑتا اس کمرہ میں گیا۔ جہاں باقی احباب جمع تھے۔ اور دسترخوان کی میز پر اس زور کا مکا مار کر کہ بوتلیں اور گلاس زمین پر گرتے ہی ریزہ ریزہ ہو گئے۔ اس نے بلند آواز سے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ نامسعود لڑکی گو اس وقت بھاگ گئی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ مجھے اس کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اپنی روح اگر شیطان کے ہاتھ فروخت کرنی پڑے۔ تو اس سے بھی دریغ نہ کروں گا۔ ہیوگو باسکرولی کو اتنے جوش کی حالت میں دیکھ کر۔ اس کے دوستوں پر سکتہ کی حالت طاری ہو گئی۔ دیر تک سب لوگ حیرت سے منہ پھاڑے اس کی طرف دیکھتے رہے۔ آخر ایک آدمی نے جو شاید اوروں سے زیادہ شقی القلب یا مخمور تھا۔ چلا کر کہا۔ اس لڑکی کے پیچھے شکاری کتے لگانے چاہئیں۔ ہیوگو اس تجویز کو سن کر بہت خوش ہوا۔ اسی وقت دوڑتا ہوا باہر نکلا۔ اور نوکروں کو حکم دیا۔ کہ میری گھوڑی پر فوراً زین کسو اور کتوں کو کھول دو۔ بدنصیب لڑکی کا ایک رومال ان کتوں کو دکھا کر اس نے انہیں کچھار کی طرف ڈال دیا۔ اور خود بھی گھوڑ...

پر سوار ان کے ساتھ ہو لیا۔ چاندنی رات میں آدمی اور حیوان جوش میں بھرے ہوئے کیمپار کی طرف دوڑنے لگے۔

ہیوگو کے دوست تھوڑی دیر فرطِ حیرت سے وہیں بیٹھے رہے۔ شراب کی بدمستی میں انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ آخر جب ان کے مخمور دماغوں نے اس واقعہ کی اہمیت کو سمجھا تو سب نے صلاح کی کہ اس کا انجام ضرور دیکھنا چاہیئے۔ اب باسکرولی ہال میں چاروں طرف شور و غل مچ گیا۔ کوئی پستول مانگتا تھا۔ کوئی گھوڑا اور کوئی شراب کی بوتل ہی ساتھ لے جانے کی فکر کر رہا تھا۔ باعث سب لوگ جو تعداد میں تیرہ تھے۔ گھوڑوں پر سوار ہو کر کیمپار کی طرف ہو لئے۔ چاندنی کھیت کر رہی تھی۔ یہ لوگ گھوڑے دوڑاتے ہوئے اسی راہ پر چلتے گئے۔ جدھر سے غریب دوشیزہ کے مکان پر جانے کا رستہ تھا۔

"قریباً دو میل چلکر انہیں ایک چرواہا ملا۔ جس سے انہوں نے پوچھا۔ کیا تم نے شکاری کتے بھی دیکھے ہیں؟ روائت ہے کہ وہ آدمی شدت خوف سے تھوڑی دیر ایک لفظ تک منہ سے نہ کہہ سکا۔ آخر دوبارہ سوال پر اس نے سہمی ہوئی آواز سے جواب دیا۔ کہ میں نے ایک نوجوان لڑکی کو دیکھا تھا۔ جس کے تعاقب میں شکاری کتوں کی قطار تھی۔ مگر اس سے بہت زیادہ خوفناک منظر جو میرے دیکھنے میں آیا یہ تھا۔ کہ ہیوگو باسکرولی کی سیاہ گھوڑی کے پیچھے ایک قد آور اور جسیم کتا جس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ اور جس کی صورت دیکھ کر بدن کانپتا تھا دوڑا ہوا جا رہا تھا!

"ہیوگو کے دوست شراب میں غرق اور اپنی دھن میں مست تھے۔ انہوں نے گڈریے کو گالی دی اور آگے چلنے لگے۔ مگر تھوڑی دور گئے تھے۔ کہ سنسان جنگل میں بھگدڑ کی ایک عجیب آواز نے ان کا لہو خشک کر دیا۔ کوئی حیوان اندھا دھند دوڑتا ان کی طرف آ رہا تھا دیکھتے دیکھتے ہیوگو کی سیاہ گھوڑی اس حالت میں کہ منہ سے سپید جھاگ اڑ رہے ہیں۔ کاٹھی خالی ہے۔ اور لگام زمین پر لٹکتی چلی آ رہی ہے۔ بگٹٹ دوڑتی پاس سے گذر گئی۔ اسے

دیکھ کر سب کے بدن سرد ہو گئے، نشہ ہرن ہو گیا۔ اور خوف سے دانت بجنے لگے۔ پھر بھی یہ لوگ اس خیال سے آگے چلتے گئے کہ ایک دوسرے کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے۔ اکا دکا آدمی ضرور درمیں سے پلٹ جاتا۔ لیکن مرگ انبوہ جشنے دارد۔ سب آدمی ایک دوسرے کی طرف دیکھتے چلتے چلتے اس مقام پر جا پہنچے۔ جہاں سب کتے جمع تھے۔ باسکرولی ہال کے شکاری کتے اپنی جراری اور بہادری کے لئے مشہور تھے۔ مگر اب جو دیکھا۔ تو ان میں سے ہر ایک دم دبائے آنکھیں پھاڑے اس تنگ وادی کی طرف جو سامنے واقع تھی، سہمی ہوئی نظروں سے دیکھتا ادھر ادھر پھر رہا تھا۔

اُس نظارہ کو دیکھ کر سب آدمی ٹھٹک گئے۔ بہتوں کو تو آگے جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر ان میں سے تین جو فطرتاً دلیر یا شاید بدمستی کی اس انتہا کو پہنچے ہوئے تھے جب خارجی حالات دماغ پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ وادی کی تنگ گلی میں چلنے لگے۔ تھوڑی دور جا کر ایک کھلا میدان آتا تھا۔ جہاں دو بڑے بڑے پتھر جنہیں خدا معلوم کب اور کیوں اس جگہ رکھا گیا تھا۔ اب تک دیکھے جاتے ہیں۔ چاند کی نکھری ہوئی روشنی میں ان لوگوں نے دیکھا کہ میدان کے وسط میں حسین دوشیزہ تھکن اور خوف سے مردہ پڑی ہے۔ اس سے تھوڑی دور ہیوگو باسکرولی کی لاش بھی نظر آئی۔ مگر جس نظارہ کو دیکھ کر ان کے پاؤں تلے سے مٹی نکلی۔ اور بدن پر رونگٹے کھڑے ہوئے، وہ ان دو لاشوں کی موجودگی کے علاوہ یہ انتہا درجہ خوفناک اور عبرت خیز واقعہ تھا۔ کہ ہیوگو کی لاش پر ایک بہت بڑا سیاہ حیوان جس کی صورت شکاری کتے کے مشابہ تھی۔ گو اتنا بڑا کتا کبھی اس دنیا میں نہیں دیکھا گیا۔ کھڑا ہوا اس کی گردن زور زور سے جھنجھوڑتا تھا! ان کے دیکھتے دیکھتے اس دوزخی حیوان نے ہیوگو کا گلا پھاڑ ڈالا۔ اور اس کے بعد ایک بار اپنی مشتعل آنکھوں اور خون آلود منہ کو ان لوگوں کی طرف پھیرا۔ تو اس کی صورت ایسی بھیانک نظر آئی۔ کہ تینوں دوستوں کے منہ سے بے اختیار خوف کی

زوردار چیخ نکلی۔ اور وہ اندھا دھند گھوڑے دوڑاتے اُلٹے پاؤں کچھار میں واپس ہوئے۔ خدا معلوم وہ کس طرح اپنے گھروں تک پہنچے۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ ایک کو تو دوسرے دن شدت کا بخار ہو گیا۔ اور وہ اسی سے ہلاک ہوا۔ باقی دو بے شک زندہ رہے مگر اس حال میں کہ ان کی صورتیں دیکھکر پہچاننا مشکل تھا کہ کون ہیں۔

"عزیز بیٹو یہ روایت ہے جو ہمارے خاندان میں مدت مدید سے نسلاً بعد نسلاً قائم چلی آتی ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ دوزخی کتا اسی زمانہ سے ہمارے خاندان کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اور چند ایک افراد خاندان کی موت اسی کی بدولت ہوئی ہے۔ میں نے یہ حالات صرف اس لیئے قلمبند کیے ہیں۔ کہ جس بات کو صاف اور واضح کر دیا جائے۔ وہ انسان کے لیئے اتنی خوفناک نہیں رہتی۔ جتنی وہ چیز جس کی نسبت محض قیاسات موجود ہوں۔ کم از کم اس امر واقعہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہمارے خاندان کے اکثر بزرگوں کی موت فوری پر اسرار اور خون آلود ہوئی ہے۔ گو ان اموات کا باعث وہی دوزخی کتا تھا یا کچھ اور۔ اس کا حال تحقیق کرنا مشکل ہے۔ مگر کچھ بھی ہو۔ خدا کی بے پایاں فیاضی اور رحم پر بھروسہ کرنا ہر انسان کا فرض ہے۔ ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ ایک گنہگار شخص کے گناہوں کی سزا عرصہ لامحدود تک اس کے بے خطا جانشینوں کو نہ ملیگی۔ پس تم کو میری نصیحت یہی ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو خدا کی عنایات پر بھروسہ کرو اور ہر وقت اپنے خاندان کے حق میں دعائے خیر کرتے رہو۔ مگر احتیاط کی راہ سے رات کے اندھیرے میں کبھی اس نامبارک کچھار سے نہ گذرو۔ کیونکہ بدی کی طاقتیں ہمیشہ رات کی تاریکی میں ہی پیدا زور حاصل کرتی ہیں۔

"یہ بیان ہیوگو باسکرولی کے جانشین کی طرف سے اپنے عزیز بیٹوں راجر اور جان کے نام لکھا گیا۔ اس ہدایت کے ساتھ کہ وہ زنہار اپنی بہن الزبتھ سے اس کا ذکر نہ کریں۔"

اس عجیب و حیرت خیز داستان کو ختم کر کے ڈاکٹر مارٹیمر نے اپنا چشمہ پیشانی کی طرف

اٹھایا۔ اور شرلک ہومز کی طرف نظر غور سے دیکھنے لگا۔ ہومز نے جمائی لے کر سگرٹ کا ادھ جلا ٹکڑا آگ میں ڈال دیا اور کہا۔

"پھر؟"

"یہ بیان کیا آپ کی رائے میں دلچسپ نہیں ہے؟"

"فقط ان لوگوں کے لئے جو پریوں کی کہانیاں سننے کے شائق ہیں۔"

ڈاکٹر مارٹیمر نے اپنی جیب سے ایک تہ کیا ہوا اخبار نکالا اور کہنے لگا۔

"مسٹر ہومز یہ روایت عہد قدیم کی تھی۔ اب عصر جدید کا حال سنئے۔ یہ اخبار جو میرے ہاتھ میں ہے۔ ڈیون کونٹی کرانیکل کا ۱۴ جون سنہ حال کا پرچہ ہے۔ اس میں سر چارلس باسکرولی کی موت کے اکثر واقعات درج ہیں۔ ان کی موت صرف چند دن پیشتر واقع ہوئی تھی۔ سنئے کیا لکھا ہے۔"

ہومز اپنی کرسی پر آگے کو جھک گیا۔ اور اس کے چہرہ پر دلچسپی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ہمارے ملاقاتی نے چشمہ درست کیا۔ اور پڑھنے لگا:۔

"سر چارلس باسکرولی کی اتفاقیہ اور رنج دہ موت سے اطراف ضلع میں غم کے بادل چھا گئے ہیں۔ مرحوم کی نیک طبیعتی اور فیاضی ان کی ہر دلعزیزی سے ظاہر ہے۔ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ آئندہ انتخاب پارلیمنٹ میں وہ مڈ ڈیون شائر کی طرف سے لبرل پارٹی کے امیدوار ہوں گے۔ ہرچند انہیں باسکرولی ہال میں رہتے ہوئے بہت عرصہ نہ گذرا تھا۔ تاہم اس مدت قلیل میں ہی ان کے اخلاق حسنہ اور اوصاف ستودہ نے سب لوگوں کو ان کا مداح بنا دیا تھا۔ ضلع بھر کے لوگ ان کی تہ دل سے عزت کرتے تھے۔ اور ایسا ہونا قدرتی تھا کیونکہ نو دولتمندوں کے اس دور جدید میں سر چارلس ہی وہ شخص تھے۔ جنہوں نے ایک قدیم اور معزز خاندان کے نام لیوا ہو کر سعی دماغ سے بے شمار دولت جمع کی۔ اور اپنے خاندان کا نام روشن کیا۔ ہمارے ناظرین میں سے بہتوں کو معلوم ہوگا۔ کہ ممدوح نے جنوبی افریقہ میں

سٹہ کے بیوپار سے لا انتہا روپیہ پیدا کیا تھا۔ بعض لوگ اپنی ناعاقبت اندیشی سے اس وقت تک مبتنی کئے جاتے ہیں۔ حتےٰ کہ بربادی اور تباہی ان کا ہاتھ روک دیتی ہے۔ مگر سر چارلس اس خیال کے آدمی نہ تھے۔ انہوں نے دولت کماتے ہی یہ کام بند کر دیا۔ اور جتنا روپیہ جمع ہوا تھا۔ اسے لے کر انگلستان چلے آئے۔ تقریباً دو سال ہوئے کہ انہوں نے باسکرول ہال میں قیام کیا تھا۔ اور ان کا ارادہ اس عمارت کو از سر نو بنوانے اور اس میں کئی طرح کی اصلاحات عمل میں لانے کا تھا۔ مگر افسوس ان کی مرگ بے ہنگام سے یہ ساری تجویزیں درہم برہم ہو گئیں۔ لاولد ہونے کے باعث وہ سارے مزارعین سے اپنے بچوں کی طرح سلوک کرتے تھے۔ اور ان کی دلی خواہش تھی کہ مستحقین میری دولت سے پوری طرح فائدہ اٹھائیں۔ رعیت پر ان کے احسانات عظیم تھے۔ اس لئے ہر شخص کو ان کی بے وقت موت کا دلی رنج ہوگا۔ ان کے عطایائے بے حساب کا ذکر جو وہ مقامی غریبوں اور وہاں کے محتاجوں کو دیا کرتے تھے۔ ہم بارہا ان کالموں میں کر چکے ہیں۔

سر چارلس کی موت نہایت پُراسرار حالات میں واقع ہوئی۔ اور یہ امر باعث افسوس ہے۔ کہ تحقیقات بعد از مرگ سے بھی اس واقعہ پر کچھ روشنی نہ پڑ سکی۔ مقام مسرت ہے۔ کہ ان افواہوں کی تردید میں جو بعض جہلا نے اوہام پرستی سے اس بارہ میں پھیلائی تھیں کافی سعی و اہتمام سے کام لیا گیا ہے۔ حتےٰ کہ اب یہ کہنا سراسر غلط ہے۔ کہ ان کی موت خارجی اسباب سے ہوئی۔ یا قدرتی نہ تھی۔ سر چارلس کی بیگم کا مدت ہوئی انتقال ہو چکا تھا۔ اور اب ایک عرصہ سے ان کی طبیعت میں کچھ عجیب تلون پایا جاتا تھا۔ صاحب مال و دولت ہونے کے باوجود ان کی ضروریات زندگی مختصر اور سادہ تھیں۔ گھر میں باری مور اور اسکی بی بی یہی دو نوکر تھے۔ شوہر داروغہ کا کام کرتا تھا۔ اور بی بی گھر کی منتظم تھی۔ ان کی اور متوفی کے احباب کی شہادتوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سر چارلس کی صحت ایک عرصے سے خراب ہوتی جا رہی تھی۔ سنا ہے۔ انہیں ہول دل کا عارضہ تھا۔ عصبی تکلیف۔ دم پھولنا۔ اور چہرہ

کی رنگت بدل جانا یہ اس مرض کی علامات ہیں۔ ڈاکٹر جیمز مارٹیمر نے جو متوفی کے دوست اور ان کے ذاتی طبیب تھے۔ اس بارہ میں بڑی مفصل شہادت دی ہے۔

"واقعات سادہ اور صاف ہیں۔ سر چارلس باسکرولی خرابی صحت کے باعث رات کو سونے سے پہلے باسکرولی ہال کے پاس ایک گلی میں جہاں دونو طرف بید مجنوں کے درخت اُگے ہوئے ہیں۔ سیر کرنے جایا کرتے تھے۔ ان کے نوکر باری مور اور اس کی بی بی کا بیان ہے کہ یہ ان کی دیرینہ عادت تھی۔ ۴ جون کو انہوں نے اگلے دن لندن جانے کا ارادہ ظاہر کرکے نوکر کو اسباب تیار رکھنے کا حکم دیا۔ اس رات وہ حسب معمول سیر کرنے کے لئے گئے۔ اور جیسا ان کی عادت تھی۔ ایک سگار جلا کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے بعد وہ مکان پر نہیں آئے۔ نوکر نے رات کے بارہ بجے تک انتظار کیا۔ آخر جب آدھی رات گذر گئی۔ تو باری مور کے دل میں کئی طرح کے وسوسے پیدا ہونے لگے۔ ایک دستی لالٹین لیکر وہ آقا کو تلاش کرنے چلا۔ دن بھر ہلکی ہلکی پھوار پڑتی رہی تھی۔ گیلی زمین پر سر چارلس کے پاؤں کے نشانات صاف نظر آتے تھے۔ ان کے سراغ پر جلدی ہی معلوم ہو گیا۔ کہ وہ اسی گلی کی طرف گئے ہیں۔ جدھر ہمیشہ جایا کرتے تھے۔ گلی کے وسط میں ایک دروازہ کچھار کی طرف جاتا ہے۔ علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ سر چارلس تھوڑی دیر اس جگہ ٹھیرے رہے اور اس کے بعد گلی کے اگلے حصہ کی طرف گئے۔ اسی گلی کے سرے پر ان کی لاش پائی گئی۔ ایک بات جس پر باری مور کے بیان سے کچھ روشنی نہیں پڑتی یہ ہے کہ جب سے سر چارلس کچھار کے دروازہ سے گذر کر گلی کے آخری حصہ کی طرف چلے۔ تو ان کے پاؤں کے نشانات میں تبدیلی کیوں ہو گئی؟ یہاں سے گلی کے آخر تک ان کے پاؤں کا پورا نشان غائب ہے۔ اور فقط انگشت پا کے نشانات موجود ہیں۔ ایک شخص مرفی نامی جو گھوڑوں کا بیوپاری ہے اس وقت تھوڑی دور کچھار میں چل رہا تھا۔ مگر اس کا اپنا بیان یہ ہے۔ کہ میں نے بے حد شراب پی ہوئی تھی۔ اس کی شہادت سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس نے پے در پے بہت سی چیخیں سنیں۔ مگر یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ چیخیں

آئی کہ عمر سے میں۔ سر چارلس کی لاش کا معائنہ کیا گیا۔ تو اس پر جبر و تشدد کی علامات بالکل موجود نہ تھیں۔ اور گو ڈاکٹر کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے چہرہ کی ہیئت بدلی ہوئی تھی۔ حتّے کہ ڈاکٹر مارٹیمر کا بیان ہے کہ انہیں دیر تک یقین نہیں آیا کہ یہ ان کے دوست سر چارلس کی لاش ہے۔ تاہم اطبا کی یہ رائے بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ اگر موت حرکت قلب بند ہونے سے واقع ہو۔ تو چہرہ کی ہیئت عموماً بدل جاتی ہے۔ اس خیال کی تصدیق امتحان بعد از مرگ سے بھی ہوئی۔ اور افسر تحقیقات مرگ کی جیوری نے اسی شہادت کے مطابق فتوٰے صادر کیا ہماری رائے میں یہ فیصلہ نہایت مبارک تھا۔ کیونکہ ترقی ریاست کے لئے سر چارلس کے جانشین کا باسکرولی ہال میں قیام کرنا اور ان اصلاحات کو جاری رکھنا اشد ضروری ہے جس کا آغاز انہوں نے چند ماہ پیشتر کیا تھا۔ ہماری رائے میں اگر اس فتوٰے عام سے ان عجیب روائتوں کا خاتمہ نہ ہو جاتا۔ جو کئی روز سے اس واقعہ کی نسبت مشہور تھیں۔ تو کسی آدمی کو باسکرولی ہال میں قیام کی جرأت نہ ہوتی۔ سر چارلس باسکرولی کے نئے وارث ان کے بھتیجے ہنری باسکرولی ہیں جن کی نسبت تحقیق معلوم نہیں کہ اس وقت حیات بھی ہیں یا نہیں۔ مدت ہوئی۔ تب امریکہ میں رہتے تھے۔ مگر ان کی موجودہ سکونت کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ بہرحال تحقیقات جاری ہے کہ حقیقی وراثت کی خوشخبری بہت جلد ان کو پہنچائی جا سکے۔"

اتنا پڑھ کر ڈاکٹر مارٹیمر نے اخبار تہ کر کے جیب میں رکھ لیا اور کہا۔

"مسٹر ہومز یہ واقعات ہیں جو سر چارلس باسکرولی کی موت کے بارہ میں عوام کی نظروں میں لائے گئے ہیں۔"

"میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے ایک ایسے دلچسپ واقعہ کے حالات بیان کئے" مسٹر شرلک ہومز نے جواب دیا۔ "میں نے اخباروں میں کچھ حال پڑھا ضرور تھا مگر انہی ایام میں چونکہ تقدس مآب پاپائے روم کے جواہرات کی چوری کا واقعہ میرے پیش نظر تھا۔ اس لئے پوری

توجہ نہ دے سکا مگر آپ نے فرمایا یہ وہ واقعات ہیں۔ جو عوام کی نظروں میں لائے گئے۔ اس فقرہ کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کیا اسکے علاوہ کچھ واقعات ایسے بھی ہیں۔ جو خواص تک محدود رہے؟"

"ہاں ہیں"

"تو مہربانی سے ان کو بھی بیان کیجئے؟" یہ کہتے ہوئے شرلک ہومز پھر اپنی کرسی کی پیٹھ پر جھک گیا۔ اور انگلیوں کے سرے جوڑ لیے۔ اس کا انداز اس شخص سے ملتا تھا۔ جو کسی اہم معاملہ پر غور کر رہا ہو۔

ڈاکٹر مارٹیمر کی طرف سے یکایک غیر معمولی بے چینی کا اظہار ہونے لگا۔ تھوڑے تامل کے بعد گلا صاف کر کے اس نے کہا "وہ واقعات جو میں اب عرض کرتا ہوں۔ ایسے ہیں۔ جنہیں آج تک کسی پر ظاہر نہ کیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جس وقت یہ معاملہ کارونر کی عدالت میں پیش ہوا تو اس وقت بھی انہیں قصداً چھپایا گیا تھا۔ جس کی وجہ محض یہ تھی کہ ایک علم دوست آدمی کی حیثیت میں میں اس قسم کی کوئی بات کہنا نہ چاہتا تھا۔ جس سے اوہام باطلہ کی تصدیق ہو۔ میرے چپ رہنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ میں نہیں چاہتا۔ باسکرولی ہال غیر آباد رہے۔ حالانکہ اگر اس سانحہ کے بارہ میں کسی طرح کی موحش خبریں مشہور کی جاتیں۔ تو نئے وارث کو ہرگز اس مکان میں قیام کا حوصلہ نہ ہوتا۔ ان دو گونہ وجوہ سے میں نے ان واقعات کو جو اب آپ سے عرض کرتا ہوں۔ انسپکٹر تحقیقات مرگ کی عدالت میں قصداً چھپائے رکھا۔ وہاں ان کے اظہار سے کوئی فائدہ بھی مترتب نہ ہوتا۔ مگر آپ کا معاملہ اس سے جدا ہے اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ جب تک آپ کو سارے حالات سے خبردار نہ کیا گیا۔ آپ صحیح رائے قائم کرنے سے معذور رہیں گے۔"

شرلک ہومز نے طریق اثبات پر سر ہلایا۔ اور ڈاکٹر نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"کھمبار میں آبادی چونکہ کم ہے۔ اس لئے جو لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں۔ انہیں ایک دوسرے سے ملنے کا اکثر اتفاق ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میری سر چارلس باسکرویل سے اکثر ملاقات ہوتی تھی۔ سچ پوچھئے۔ تو باسکرویل ہال کے نواحات میں مسٹر فرینکلینڈ ساکنہ لیفٹر ہال اور مسٹر سٹیپلٹن مشہور عالم طبعیات کے سوا میلوں تک کوئی تعلیمیافتہ آدمی نہیں رہتا۔ سر چارلس طبعاً زاویہ نشینی کی زندگی پسند کرتے تھے۔ مگر ڈاکٹر سے چونکہ ہر شخص کو عموماً اور دائم المریض لوگوں کو خصوصاً واسطہ رہتا ہے۔ کچھ اس لئے۔ اور کچھ اس لئے بھی کہ میری طرح ان کو علوم جدیدہ سے خاص شغف تھا۔ ہماری اکثر ملاقات ہوا کرتی تھی۔ جنوبی افریقہ کی نسبت جہاں ان کی زندگی کا بڑا حصہ بسر ہوا۔ ان کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ چنانچہ بارہا شام کو ہم دونو افریقہ کے باشندگان ہاٹن ٹاٹ اور بشمین کے ماضی و حال کی نسبت بڑی دلچسپ بحث کیا کرتے تھے۔

"لیکن گذشتہ چند ماہ کے عرصہ میں یہ بات واضح ہونے لگی تھی۔ کہ سر چارلس باسکرویل کا نظام عصبی کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ عجیب روائت جو میں نے آپ کو پڑھ کر سنائی ہے۔ ان کے دل و دماغ پر گہرا اثر کر چکی تھی۔ حتٰے کہ گو انہیں رات کو سیر کرنے کی دیرینہ عادت تھی۔ اور گرمی ہو یا سردی۔ ہمیشہ ہال کے آس پاس چہل قدمی کرنے جایا کرتے تھے۔ تاہم رات کے اندھیرے میں کھمبار سے گذرنے کی جرأت انہیں کبھی نہ ہوتی تھی۔ میں نہیں جانتا اس کا باعث ان کی وہم پرستی تھی یا کمزوری دل۔ بہرحال انہیں اس بات کا پختہ یقین ہو چکا تھا۔ کہ اس خاندان کے افراد کا انجام ہمیشہ اسی کھمبار میں ہوتا ہے۔ چونکہ ان کے اسلاف میں بہتوں کی موت بھیانک حالتوں میں ہوئی تھی اس لئے یہ خیال بڑی مضبوطی سے ان کے ذہن میں جم گیا تھا۔ کہ میری ہلاکت بھی اسی طرح ہوگی۔ ہر وقت یہی سوچا کرتے۔ کہ کوئی نامبارک ہستی ہال کے گرد و نواح میں راتوں کے وقت پھرتی ہے۔ کئی بار مجھ سے یہ سوال بھی پوچھا۔ کہ آپ چونکہ مریضوں کو دیکھنے

رات کے وقت اس ویرانے سے گذرتے ہیں۔ کیا کبھی آپ کو اس میں کوئی عجیب مخلوق نظر آئی یا کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دی؟ یہ آخری سوال انہوں نے خصوصیت سے کئی بار پوچھا تھا۔ اور جب کبھی اس کا ذکر آتا۔ تو ان کی آواز میں ہمیشہ لغزش پیدا ہو جاتی تھی۔

موت سے کوئی تین ہفتے پہلے کا واقعہ ہے۔ کہ میں سر شام گاڑی میں بیٹھ کر ان کے مکان پر گیا۔ وہ اتفاق سے ڈیوڑھی میں کھڑے تھے۔ جب گاڑی سے اتر کر ان کے پاس گیا۔ تو ان کی آنکھیں میرے شانے سے گذر کر انداز دہشت سے کسی چیز پر لگی ہوئی تھیں میں نے جلدی سے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا مویشی کا ایک گلہ کھیتوں سے چر کر واپس جا رہا ہے۔ ایک بڑا سا کالے رنگ کا بچھڑا اس کے ساتھ تھا۔ اور اسی پر سر چارلس کی نظریں جمی ہوئی تھیں میں نہیں جانتا کیوں اس بچھڑے کو دیکھکر سر چارلس کو اتنا اضطراب ہوا۔ میں نے بہت سمجھایا۔ کہ ایک بے ضرر حیوان تھا۔ اور آخر اس مقام پر جا کر مزید اطمینان کی بھی کوشش کی۔ مگر بدقسمتی سے وہ اس عرصہ میں بہت آگے نکل گیا تھا۔ اور کہیں دکھائی نہ دیا۔ اس سے سر چارلس کی دہشت اور بڑھ گئی۔ اس رات میں بہت دیر تک ان کے پاس رہا۔ اور یہی وہ موقعہ تھا جب میرے بہم سوالات پر انہوں نے وہ روایت مجھ سے بیان کی۔ جو میں نے آپ کو سنائی ہے۔ بلکہ یہ تحریر بھی میرے حوالہ کی کہ میں اوقات فرصت میں اس کو بغور پڑھ سکوں۔ یہ واقعہ جو میں نے عرض کیا۔ بجائے خود معمولی ہے۔ مگر میں اس کا ذکر اس لئے کرتا ہوں کہ ان کی موت کا سانحہ جو کچھ عرصہ بعد پیش آیا۔ اُسے خاص اہمیت دیتا ہے۔ بہر حال یہ معاملہ اس وقت مجھے حقیر معلوم ہوا۔ اور میں نے اس کو میں نظر انداز کر دیا۔

"آخر میرے ہی مشورہ سے سر چارلس باسکرولی نے علاج قلب کے لئے لندن آنے کا ارادہ کیا تھا۔ ان کا دل مدت سے کمزور تھا۔ اور چونکہ فکر و غم کا اثر سب سے زیادہ اعضائے رئیسہ پر ہوتا ہے۔ اس لئے ان کا اضطراب خواہ کتنا ہی بے وجہ اور بے سبب ہو

ان کی صحت پر نہایت مضر اثرات پیدا کر رہا تھا۔ میرا خیال تھا چند ماہ کے قیام میں شہر کی مصروفیتیں
ان کی صحت پر ضرور کوئی مفید اثر پیدا کر سکیں گی۔ مسٹر سٹیپلٹن نے بھی جو ان کے اور
میرے مشترک دوست ہیں یہی صلاح دی۔ اور وہ لندن آنے کو تیار ہی تھے کہ
یہ سانحہ جانگداز پیش آیا۔

سر چارلس کی موت کا حال معلوم کرتے ہی ان کے داروغہ باری مور نے سب سے
پہلے ان کے سائیس پرکنز کو گھوڑے پر چڑھا کر مجھے اطلاع دینے کے لئے بھیجا۔ حسن
اتفاق سے میں ایک نئی کتاب کے مطالعہ میں اس وقت تک جاگتا تھا۔ خبر پاتے
ہی نوکر کے ساتھ باسکرویل ہال گیا۔ اور سب حالات بچشم خود دیکھے۔ ضابطہ کی تحقیقات
پر میں نے جو واقعات بیان کئے۔ وہ سب میرے چشم دید تھے۔ ان کے پاؤں کے نشانات
پر چلتا ہوا میں اس گلی تک پہنچا جو یو ایلی کے نام سے مشہور ہے۔ پھاٹک کے دروازہ پر
وہ جگہ بھی دیکھی، جہاں سر چارلس کچھ عرصہ حالت انتظار میں کھڑے رہے تھے۔ اور یہ بھی
معلوم کیا کہ اس مقام سے آگے ان کے پاؤں کے نشانات بالکل بدلے ہوئے تھے۔ نرم
دلدلی زمین پر باری مور کے پاؤں کے سوا جو ان کی تلاش میں گیا تھا۔ اور کسی کے پاؤں
کے نشانات دیکھنے میں نہیں آئے۔ آخر میں میں نے ان کی لاش بھی دیکھی۔ جو میری آمد تک
بدستور رکھی ہوئی تھی۔ سر چارلس منہ کے بل فرش زمین پر گرے اور ان کے دونوں بازو
آگے کی طرف پھیلے ہوئے تھے۔ انگلیاں زمین کے اندر گڑی ہوئی تھیں۔ اور چہرہ کی حالت یا
حرکت قلب بند ہو جانے یا کسی نامعلوم خوف کے باعث اتنی بدلی ہوئی تھی۔ کہ میں بار اول
ان کی صورت دیکھ کر پہچاننے سے قاصر رہا۔ اس کے باوجود کوئی جسمانی ضرر اس لاش پر
نظر نہیں آیا۔ یہ سب واقعات کارونر کی عدالت میں مفصل بیان کئے گئے تھے۔ البتہ
ایک بات تھی جو اس موقعہ پر قصداً پوشیدہ رکھی گئی۔ کارونر نے پوچھا تھا۔ کیا لاش
کے آس پاس زمین پر کسی طرح کے نشانات تھے؟ اس وقت اس سوال کا جواب باری مور

کی زبانی نفی میں دبا دیا گیا تھا۔ مگر واقعہ میں کچھ نشانات موجود تھے۔ جو لاش سے تھوڑے فاصلہ پر بالکل صاف اور تازہ نظر آتے تھے ...“

”کیا پاؤں کے نشانات؟“

”جی ہاں پاؤں کے نشانات“

”کسی مرد کے تھے۔ یا عورت کے؟“

ڈاکٹر مارٹیمر ایک لمحہ تک ہماری طرف عجیب نظروں سے دیکھتا رہا۔ اس کے بعد آواز دبا کر پرخوف لہجہ میں کہنے لگا۔

”مسٹر ہومز وہ نشانات نہ کسی مرد کے تھے۔ اور نہ عورت کے۔ وہ کسی دیوہیکل کتے کے پنجوں کے نشان تھے!“

باب ۳۔

عقدہ

مجبوری کی خودستائی معاف ہو۔ میں طبعاً ڈرپوک یا کم حوصلہ نہیں ہوں۔ مگر سچ جانئے۔ ان الفاظ کو سن کر ایک دفعہ تو میرے بدن میں بھی خوف کی لہر پھر گئی۔ خود ڈاکٹر مارٹیمر کی بھرائی ہوئی آواز شدت اضطراب کی مظہر تھی۔ سنتے کہ ہومز بھی حالت جوش میں آگے کی طرف جھک گیا۔ اور اس کی آنکھوں میں وہ سختی اور چمک پیدا ہوگئی۔ جو کسی معاملہ سے اس کی غیرمعمولی دلچسپی کا ثبوت سمجھی جاتی ہے۔

”کیا آپ نے خود ان نشانات کو دیکھا تھا؟“ آخر کار اس نے پوچھا۔

”جی ہاں ان آنکھوں سے جو اس وقت آپ کو دیکھ رہی ہیں۔“

”اور کسی سے اس کا ذکر نہ کیا؟“

گرتا بھی تو کیا حاصل تھا؟"

"مگر کیا وجہ ہوئی۔ ان نشانات کو کسی اور نے کیوں نہیں دیکھا؟"

"اس لئے کہ وہ لاش سے قریبا بیس گز کے فاصلہ پر تھے۔ کسی نے ان کو دیکھا بھی تو اہمیت نہیں دی۔ اور شاید میں بھی نہ دیتا۔ اگر میں روایت کو نہ سن چکا ہوتا۔"

"مگر کچھار میں چرواہوں کے پاس اکثر کتے ہوں گے؟"

"یہ نشان کسی عام کتے کے پنجوں کے ہرگز نہ تھے۔"

"بہت بڑے تھے؟"

"بے حد بڑے"

"اور لاش تک نہیں پہنچے؟"

"نہیں"

"رات کیسی تھی؟"

"بھیگی ہوئی۔"

"کیا پانی برستا تھا؟"

"نہیں۔ مگر اوس گر رہا تھا۔"

"گلی کیسی ہے؟"

"تنگ اس کے دونوں جانب پرانے درختوں کی باڑ ہے۔ قریبا چار گز اونچی اور ناقابل گذر اور بیچوں بیچ کوئی آٹھ فٹ چوڑی پٹڑی گذرتی ہے۔"

"باڑ اور پٹڑی کے درمیان کوئی چیز اور بھی ہے؟"

"قریبا دو گز چوڑی گھاس کی کیاریاں دونوطرف"

"اسی گلی میں ایک جگہ کچھار کو رستہ جاتا ہے؟"

"مگر اس جگہ ایک مضبوط پھاٹک موجود ہے۔"

"اس کے سوا کوئی اور رستہ؟"

"بالکل نہیں۔"

"گویا اس گلی میں داخل ہونے کے دو ہی رستے ہیں۔ یا وہ جہاں سے گلی شروع ہوتی ہے۔ یا وہ جو کچھار کی طرف کھلتا ہے؟"

"ان کے علاوہ تیسرا دروازہ وہ بھی ہے۔ جو گلی کے سرے پر ایک گرائی مکان سی ہو کر گذرتا ہے"

"تو کیا سر چارلس اس مقام تک پہنچ گئے تھے؟"

"نہیں اس سے پچاس گز ورے ہی مردہ پائے گئے۔"

"اب ڈاکٹر مارٹیمر میرے اس سوال کا خوب سوچ کر جواب دیجئے۔ کیونکہ بہت اہم ہے وہ نشانات جو آپ نے دیکھے گھاس کی کیاری میں نہیں۔ صرف پٹڑی پر تھے؟"

"گھاس پر اس طرح کے نشانات قائم ہی نہ رہ سکتے تھے۔"

"کیا وہ پٹڑی کے اس طرف تھے جدھر کچھار کا دروازہ کھلتا ہے؟"

"جی ہاں اسی طرف پٹڑی کے سرے پر۔"

"آپ کا بیان دلچسپ ہوتا جا رہا ہے۔ اچھا اب فرمائیے کچھار کی طرف جانے کا دروازہ کھلا یا بند تھا؟"

"بند اور اس میں قفل لگا ہوا۔"

"اونچائی کتنی ہے؟"

"کوئی چار فٹ۔"

"گویا اسے پھاندنا دشوار نہیں۔"

"قطعاً بالکل نہیں۔"

"پھاٹک کے پاس بھی کسی طرح کے نشانات دیکھے گئے؟"

"خاص طور پر کوئی نہیں۔"

"مگر اس مقام کا معائنہ کس نے کیا تھا؟"

"میں نے۔"

"اور کوئی چیز نظر نہ آئی؟"

"فقط اتنا معلوم ہوا کہ سرچارلس اس جگہ پانچ دس منٹ کھڑے رہے تھے۔"

"کیسے جانا؟"

"ان کے سگار کی راکھ دو جگہ گری ہوئی نظر آئی تھی۔"

خوب! واٹسن ہمارے نئے دوست کے خیالات بڑی حد تک ہم سے ملتے ہیں۔۔۔ اچھا کوئی اور نشانات؟"

"پٹڑی کے اس حصہ میں سرچارلس کے اپنے نشانات جا بجا موجود تھے۔ مگر ان کے سوا کسی طرح کا نقش دیکھنے میں نہیں آیا۔"

شرلک ہومز نے اپنا داہنا ہاتھ بے صبری سے زانو پہ مار کر کہا۔ "کاش میں اس جگہ موجود ہوتا۔ ڈاکٹر مارٹیمر جو واقعات آپ نے بیان کئے وہ نہایت بہت دلچسپ ہیں خصوصاً ایسے شخص کے لئے جو علمی تحقیقات کا شائق ہو۔ ان میں سعی و جہد کا میدان نہایت وسیع ہے۔ بخدا میں اس پٹڑی کو دیکھ لیتا۔ تو نہ معلوم کیسی کیسی معلومات حاصل کرتا۔ مگر" انداز حسرت سے "اب وہاں کیا رکھا ہے۔ بارش کے پانی اور لوگوں کی آمد و رفت سے ہر قسم کے نشان مٹ گئے ہوں گے۔ افسوس آپ نے مجھے اس وقت نہ بلایا۔ مجھے آپ کے تساہل کی ہمیشہ شکائت رہیگی۔"

ڈاکٹر مارٹیمر کے چہرہ سے پریشانی ظاہر ہوتی تھی۔ کہنے لگا "مسٹر ہومز آپ کو بالائے پر سب واقعات کا اظہار لازم ہوتا اور میں پیشتر عرض کرچکا ہوں۔ کہ میں اکثر باتوں کو مخفی رکھنا چاہتا تھا۔ اس کے علاوہ۔۔۔"

"ہاں۔ اس کے علاوہ؟"

"ایک مقام ایسا بھی ہے۔ جہاں بڑے سے بڑے ہوشیار اور تجربہ کار سراغرساں

بالکل بے بس رہ جاتے ہیں۔"

"تو کیا آپ اس واقعہ کو فوق الفطرت سمجھتے ہیں؟"

"معاف کیجیے۔ میں نے ایسا نہیں کہا۔"

"مگر معلوم ہوتا ہے۔ آپ کا خیال یہی ہے۔"

"مسٹر ہومز میرے خیالات کچھ بھی ہوں۔ بہرحال جب سے یہ سانحہ پیش آیا ہے بعض ایسے واقعات اور بھی سنے گئے ہیں جنہیں قانون قدرت کے ماتحت لانا مشکل نظر آتا ہے۔"

"مثلاً؟"

"مثلاً میں نے سنا ہے کہ اس خوفناک واقعہ سے چند روز [illegible] بعض لوگوں نے ایک فوق اور حیوان کو جو خاندان باسکرویلی کے دشمن سے مشابہ تھا۔ راتوں کو کچھار میں پھرتے ہوئے دیکھا۔ ایک بات جس پر سب آدمیوں کا اتفاق رائے ہے یہ بھی ہے۔ کہ کتا بہت بڑا خوفناک اور آتشی وجود رکھتا تھا۔ میں نے ان لوگوں پر مختلف پہلوؤں سے جرح کی اور وہ سب کسی ایک جماعت کے آدمی ہی نہ تھے۔ ایک ان میں سن رسیدہ دہاتی تھا۔ ایک نعل بند۔ اور ایک کاشتکار تینوں ایک دوسرے کے شناسا تک نہ تھے۔ لیکن انہوں نے اس کتے کے جو حالات بیان کیے۔ وہ ہر تفصیل میں ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ میں جانتا ہوں کہ سائنس کی رو سے اس قسم کے حیوان کا وجود ناقابل تسلیم ہے۔ مگر عینی شہادت بھی ناقابل تردید ہے اس وقت دہات کے سب لوگ دہشت زدہ ہیں کسی کو رات کے وقت جنگل سے گزرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔"

"حیرت ہے آپ نے ماہر علوم ہو کر ایسے وہم کو قابل یقین سمجھا۔"

"میں خود حیران ہوں۔ کہ کیا رائے قائم کروں۔"

ہومز نے اپنے چوڑے شانوں کو حرکت دی۔ اور کہنے لگا۔ "آج تک میری تحقیقات کا دائرہ اس دنیا کی فانی مخلوق تک محدود تھا۔ جہاں تک میرے امکان میں ہوا میں

نے بدوں کو زیر کرنے اور بدی کے انسداد کی کوشش کی۔ لیکن آپ کے بیان سے پایا جاتا ہے۔ کہ اب کی بار مجھے بدی کے سرچشمہ خود معلم الملکوت کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔" ذرا ٹھیر کر "مگر ایک بات تو آپ بھی مانیں گے۔ آتشی مخلوق عالم ارواح سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر اس کتے کے نقش پا گیلی زمین پر صاف طور پر دیکھے گئے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ وہ کتا کیسا ہی بھیانک اور خوفناک ہو بہر حال اس کا وجود ضرور خاکی ہوگا۔"

"آپ کا استدلال بڑا زبردست ہے۔" ڈاکٹر مارٹیمر نے تسلیم کیا۔ "اس حساب سے تو وہ کتا بھی جس نے ہیوگو باسکرولی کو ہلاک کیا۔ اور جسے تین آدمیوں نے اس کی گردن جھنجھوڑتے دیکھا تھا۔ خاکی الاصل ہوگا۔ مگر اس کی ہستی شیطانی ہیں کس کو کلام ہے؟"

"افسوس آپ کے خیالات اوہام باطلہ کی طرف رجوع کرنے جا رہے ہیں۔" مسٹر لک ہومز نے کہا۔ "مگر میں پوچھتا ہوں۔ اگر یہی آپ کے رجحانات تھے۔ تو میرے پاس آنے کی تکلیف اٹھانا کیوں ضرور تھا؟ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ سر چارلس کی موت کے اسباب فوق الفطرت تھے۔ ان کی تحقیقات بے سود ہے۔ اور ساتھ ہی آپ مجھ سے امداد بھی طلب کرنا چاہتے ہیں۔"

"معاف کیجیے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے آپ سے ان کی موت کے اسباب تحقیق کرنے کی درخواست نہیں کی۔"

"تو پھر کونسا ذریعہ باقی ہے جس سے میں آپ کو مدد دے سکتا ہوں؟" ہومز نے پریشان ہو کر پوچھا۔

وہ کہنے لگا "میں صرف اس بات کا مشورہ حاصل کرنے آیا ہوں کہ سر چارلس کے جانشین سر ہنری باسکرولی کے متعلق ہمیں کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے؟" وہ تھوڑی دیر تک اس نے گھڑی نکال کر دیکھی اور پھر کہا۔ "پورے سوا گھنٹے میں واٹرلو کے سٹیشن پر ٹرین سے اتریں گے۔"

"گویا سر چارلس باسکرولی کے وارث اب سر ہنری باسکرولی ہیں؟"

"جی ہاں وہی ہیں سر چارلس کے انتقال پر ہم نے تحقیقات شروع کی۔ تو معلوم ہوا سر ہنری

کینیڈا میں زمینداری کرتے ہیں ان کے متعلق جس قدر حالات اب تک معلوم ہوئے ہیں ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ بڑے آزاد خیال اور نیک طینت آدمی ہیں۔ واضح ہو۔ میں چونکہ سر چارلس کی جائداد کا ٹرسٹی ہوں اس لئے اپنی امانت کو جائز وارث کے حوالہ کرنا اور اس کے لئے ہر قسم کی آسائش بہم پہنچانا میرا فرض ہے۔"

"غالباً ان کے سوا اس جائداد کا دعویدار کوئی اور نہ ہوگا؟"

"بالکل نہیں فی الحقیقت وہ اس خاندان کے آخری جانشین ہیں۔ سنا ہے بدنصیب سر چارلس کے دو بھائی ان سے چھوٹے اور تھے۔ دوسرا بھائی جو چھوٹی عمر میں ہی انتقال کر گیا۔ نئے وارث سر ہنری کا باپ تھا۔ تیسرا یعنی سب سے چھوٹا بھائی راجر شروع سے بدچلن تھا۔ اس کی نسبت جس قدر حالات سنے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ خاندان باسکرولی کی سرشوری اس میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ یہاں تک کہ لوگ کہتے تھے وہ ہیوگو باسکرولی کا روپ تھا چھوٹی عمر میں ہی کسی طرح کی بدکرداریاں کرنے سے اس کو وسطی امریکہ میں بھاگ جانا پڑا اور وہیں ۱۸۷۶ء میں زرد بخار سے اس کا انتقال ہوا۔ اب جیسا آپ دیکھ سکتے ہیں سر ہنری اس خاندان کی آخری یادگار ہیں۔ ان کی گاڑی آنے میں ایک گھنٹہ پانچ منٹ باقی ہیں آج صبح سوتھمپٹن سے تار موصول ہوا تھا کہ جہاز کنارہ پر لگ گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ سر ہنری کو باسکرولی ہال میں سکونت کرنی چاہیئے یا نہیں؟"

"میری رائے میں کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے اسلاف کی جائداد پر قابض نہ ہوں" شرلک ہومز نے تھوڑے تامل کے بعد جواب دیا۔

"بادی النظر میں آپ کا جواب معقول ہے۔ مگر جب دیکھا جائے کہ اس بدنصیب خاندان کا ہر فرد جس نے اس مکان میں سکونت اختیار کی بالآخر سختی کی موت مرا تو فیصلہ کرنے سے پہلے غور و تحقیق لازم آتی ہے۔ میرے خیال میں اگر سر چارلس کو مرنے سے پہلے مجھ سے گفتگو کی مہلت ملتی۔ تو ضرور یہی کہتے۔ کہ زنہار اس خاندان کے آخری وارث کو اس خطرناک مکان میں قیام نہ

کرنے دینا مگر دوسری طرف یہ بھی امر واقعہ ہے۔ کہ اتنی وسیع ریاست کو غیر آباد نہیں چھوڑا جا سکتا سچ پوچھئے تو اس ویران علاقہ میں رعیت کی خوشحالی کا دارومدار اسی بات پر ہے کہ باسکرولی ہال آباد ہے۔ ترقی و اصلاح کا جتنا کام سرچارلس نے اپنی تھوڑی سی زندگی میں کیا تھا۔ وہ یقیناً خاک میں مل جائے گا۔ اگر ان کا وارث اس مکان میں آباد نہ ہوا۔ اب اس معاملہ کو آپ کے پاس لانے کا اصلی باعث یہی ہے۔ کہ میں بے لاگ فیصلہ کرنے سے معذور ہوں۔ ایک طرف سرہنری کی سلامتی کا خیال دامنگیر ہے اور دوسری جانب عایا کی بہتری کا۔ آپ دانائی سے اچھی طرح غور کر کے بتائیے کہ نئے وارث کو اس مکان میں آباد ہونا چاہئے یا نہیں؟

مسٹر لاک ہومز تھوڑی دیر چپ چاپ بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر بولا۔" مختصر لفظوں میں اصلی روک اسی ہستی پر اسرار کی ہے جسے آپ مخلوق شیطانی قرار دیتے ہیں۔ اور جس نے ڈارٹمور کے جنگل کو خاندان باسکرولی کے لئے خطرناک اور ناقابل سکونت بنا رکھا ہے۔ کیا یہی آپ کی رائے ہے؟"

" کم از کم ان شہادتوں سے جو ہمارے سامنے ہیں یہی نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے۔"

" خیر یوں کہہ لیجئے۔ مگر اس سوال کا غور طلب پہلو یہ ہے۔ کہ اگر وہ خوفناک حیوان واقعہ میں کوئی آتشی مخلوق ہے۔ تو اس کا ناری وجود خاندان باسکرولی کے نام لیواؤں پر لندن میں بھی اسی آسانی سے وار کر سکتا ہے جس طرح ڈیون شائر کے جنگل میں اگر جیسا آپ کا خیال ہے شیطان ہی اس معاملہ کی تہ میں کام کرتا ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں وہ اپنے وسائل کو اس کچھار تک محدود رکھے۔ کیونکہ یہ تو آپ بھی تسلیم کریں گے۔ کہ شیطان کے اختیارات مقامی نہیں عالمگیر سمجھے گئے ہیں۔"

ڈاکٹر مارٹیمر کے چہرہ سے بے چینی ظاہر ہونے لگی۔ پریشانی سے منہ پھیر کر کہنے لگا۔ مسٹر ہومز آپ اس معاملہ کو سرسری سمجھ کر نظر انداز کرتے ہیں۔ مگر یقین فرمائیے اگر ان واقعات سے براہ راست واسطہ پڑتا۔ تو آپ کی رائے ضرور مختلف ہوتی بلصورت موجودہ آپ سمجھتے ہیں کہ باسکرولی

ہال کا نیا مالک ڈیون شائر میں بھی اسی قدر محفوظ ہوگا جتنا شہر لندن میں۔ بہت اچھا۔ دہ پچاس منٹ کے عرصہ میں آیا جاتا ہے۔ آپ جو صلاح دیں گے۔ اس پر عمل کیا جائے گا۔"

"میری صلاح تو یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے کتے کو جو اس دروازہ کو کھرچ رہا ہے۔ باہر بھیجئے اور اس کے بعد کرایہ کی گاڑی میں بیٹھ کر واٹرلو سٹیشن پر سر ہنری باسکرولی سے ملئے . . ."

"بس؟"

"اتنا اور رہے کہ جب تک میں اس معاملہ پر کوئی خاص رائے قائم نہ کرلوں۔ کوئی بات ان سے نہ کہیئے۔"

"تو آپ کو وہ خاص رائے قائم کرنے کے لئے کتنی مہلت درکار ہوگی؟"

"چوبیس گھنٹے۔ کل دس بجے اگر آپ تشریف لا سکیں تو میں اپنا آخری فیصلہ عرض کروں گا بلکہ میرے خیال میں اگر آپ سر ہنری باسکرولی کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔ تو بہتر ہوگا۔"

"بہت اچھا۔ میں انہیں لیتا آؤنگا۔"

ڈاکٹر مارٹیمر نے دس بجے کا وقت اپنی قمیص کی کف پر لکھ لیا۔ اس کے بعد اندازکسل سے رخصت ہونے کے لئے اٹھا۔ مگر زینہ تک گیا تھا۔ کہ ہومز نے روک لیا۔

"ڈاکٹر مارٹیمر ایک سوال اور باقی رہ گیا" اس نے جلدی سے کہا۔ "آپ نے بیان کیا تھا کہ سر چارلس باسکرولی کی موت سے چند دن پہلے بعض شخصوں نے ایک بہت بڑے سیاہ کتے کو جنگل میں پھرتے دیکھا تھا . . ."

"تین مختلف آدمیوں نے۔"

"مگر ان کے مرنے کے بعد بھی کسی نے اس کو دیکھا؟"

ڈاکٹر مارٹیمر پیچ و تاب کھانے لگا۔ آخر سوچ سوچ کر اس نے کہا "میں نے اس بارہ میں تحقیق کی کوشش نہیں کی۔"

"بس تو اب آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔"

ڈاکٹر مارٹیمر کے چلے جانے پر ہومز اس مخصوص انداز اطمینان سے جس کا مطلب ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ اسے حسب منشا ایک دلچسپ کام مل گیا ہے۔ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر بولا۔

"کہیں جا رہے ہو؟"

"اگر کوئی خاص کام نہ ہو تو تھوڑی دیر کے لئے جاؤں گا۔"

"کام کچھ نہیں۔ اس لئے شوق سے جا سکتے ہو۔ مگر بریڈلے کی دوکان کے آگے سے گذرو تو کہتے جانا۔ کہ آدھ سیر تیز پتی کا تنباکو فوراً یہاں بھیج دے۔ اس کے بعد شام تک نہ آؤ۔ تو مہربانی ہے۔ آپسی پر اس عجیب و پراسرار معاملہ پر کچھ گفتگو کریں گے۔"

میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ان موقعوں پر جب کوئی دقیق مسئلہ ہومز کے پیش نظر ہو تو اس کو جمع خاطر کے لئے سب سے بڑی ضرورت تنہائی کی ہوتی ہے۔ وہ علیحدگی میں بیٹھ کر اس معاملہ کے ہر پہلو کو بغور سوچتا اس کی تفصیلات کو ایک ایک کر کے دیکھتا۔ ہر بات کو جانچتا آنکھت اور بہت سے امتحان کے بعد اس بات کا فیصلہ کیا کرتا ہے۔ کہ ان میں سے کونسی چیز ضروری اور کونسی بے حقیقت۔ اسکی خاطر میں نے دہ دن کلب میں گذار دیا۔ اور رات کے ۹ بجے تک بیکر سٹریٹ والے مکان پر واپس نہیں آیا۔

دروازہ میں قدم رکھتے ہی ایسا معلوم ہوا۔ گویا میری غیر حاضری میں مکان کو آگ لگ گئی ہے۔ کمرہ میں اس قدر دھواں پھیلا ہوا تھا۔ کہ میز پر رکھے ہوئے لیمپ کی روشنی بھی دھندلی نظر آتی تھی۔ مگر یہ اندیشے جلدی ہی باطل ثابت ہوئے۔ کیونکہ میں نے دیکھا یہ کثیف دھواں آگ کا نہیں تیز اور کڑوے تنباکو کا تھا جس میں سانس لیتے ہی زور کی کھانسی چھڑ گئی۔ اس بخاری دھند کے وسط میں ہومز ڈریسنگ گون پہنے سکڑا سمٹا آرام کرسی پر بیٹھا سیاہ رنگ کا پائپ منہ میں لئے زور زور سے کش لگا رہا تھا۔ اور اس کے سامنے بیشمار کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔

مجھے کھانستے سن کر پیچھے مڑنے کے بغیر اس نے کہا۔ کیوں سردی کھا گئے۔ کیا؟

"نہیں تو مگر میں دیکھتا ہوں اس زہریلی ہوا میں سانس لینا مشکل ہو رہا ہے۔"

"واقعی میں بھی محسوس کرتا ہوں۔ کہ کمرہ کی ہوا ذرا کثیف ہو رہی ہے۔"

"ذرا! یوں نہ کہا کہ اس میں کھڑا ہونا دشوار ہے۔"

"وہ کھڑکی کھول دو۔ دھواں نکل جائے گا۔ آج کیا دن بھر کلب ہی میں رہے ہو؟"

"ہوں...."

"کیا میں غلط کہتا ہوں؟"

"کہتے تو ٹھیک ہو۔ مگر میں حیران ہوں تمہیں معلوم کیسے ہوا؟"

مجھے حیرت زدہ دیکھ کر اس نے قہقہہ لگایا۔ اور کہنے لگا۔ "واٹسن تم کو پریشان دیکھ کر مجھے بے انتہا ہنسی آتی ہے۔ آج میرا دماغ کئی دقیق معاملوں میں الجھا ہوا ہے۔ مگر ایسی چھوٹی باتیں تو اب بھی آسانی سے ذہن میں آ جاتی ہیں۔ ایک آدمی برستے پانی میں گھر سے باہر جاتا ہے۔ مگر دن بھر گذار کر شام کو واپس آتا ہے۔ تو اس کی ٹوپی اور بوٹوں کی چمک میں ذرا فرق نظر نہیں آتا۔ اس کے معنی قدرتی طور پر یہی ہو سکتے ہیں کہ وہ دن بھر کسی ایک مقام پر جم کر بیٹھا رہا۔ اور جب دیکھا جائے کہ شہر میں اس کا کوئی دوست بھی نہیں ہے۔ تو یہ معلوم کرنا چنداں دشوار نہیں رہتا۔ کہ اس نے سارا دن کہاں بسر کیا۔"

"اب تمہارے سمجھانے سے یہ معاملہ بالکل سہل ہو گیا۔"

"میرے دوست ہر وقت بے شمار ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں جنہیں دیکھنے کے لئے فقط نظر اٹھانا کافی ہے۔ مگر کوئی نہیں دیکھتا۔ جانتے ہو میں نے آج کا دن کہاں گذارا؟"

"میری طرح ایک جگہ بیٹھ کر۔"

"اس کے برعکس میں نے ڈیون شائر کا سارا علاقہ دیکھ ڈالا ہے۔"

"کیا عالم تصور میں؟"

"دراصل میرا جسم آرام کرسی پر تھا۔ مگر دماغ دور افتادہ مقامات کی سیر کر رہا تھا۔ اسی محویت میں میں نے بہت سا تمباکو جلانے کے علاوہ قہوہ کے دو بڑے برتن خالی کر دیے۔ تمہارے جانے کے بعد ہی میں نے سٹینفورٹ کے وہاں سے کھپار کا نقشہ منگایا۔ اور دن بھر اسی کو دیکھتا رہا۔ تم یہ سن کر خوش ہو گے کہ مجھے اس نقشہ سے تمام حالات اس طرح معلوم ہو گئے گویا میں خود وہاں موجود تھا۔"

"نقشہ مفصل ہو گا؟"

"بہت بڑا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے نقشہ کا ایک حصہ کھول کر اپنے زانو پر رکھا اور کہا۔ "یہ وہ علاقہ ہے جس کی ہمیں تحقیقات کرنی ہے۔ یہ اس کے وسط میں باسکرویل ہال ہے۔۔۔"

"اور یہ اس کے گرداگرد ایک ویران جنگل۔"

"گلی کو اگرچہ اس نقشہ میں نہیں دکھایا گیا۔ مگر وہ غالباً اس مقام پر یعنی کھپار کے بائیں طرف واقع ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے نقشہ پر انگلی رکھی۔ "یہ موضع گرمپین ہے جس میں ہمارا دوست ڈاکٹر مارٹیمر رہتا ہے۔ جیسا تم دیکھ سکتے ہو۔ ہال کے گرد پانچ میل کے دائرہ میں بہت کم مکانات ہیں۔ اور جو ہیں بھی وہ بہت دور فاصلہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ لیفٹر ہال ہے جس کا ذکر ڈاکٹر مارٹیمر نے کیا تھا۔ اس مکان میں غالباً وہ عالم طبیعیات رہتا ہے جس کا نام شاید سٹیپلٹن بیان کیا گیا تھا۔ یہاں پر ہائی ٹوڑ اور فول مائیر نام کے مقامات واقع ہیں۔ چودہ میل پرے پرنس ٹون کا جیل خانہ ہے۔ ان آباد مقامات کے درمیان اور ان کے گرداگرد ایک وسیع و عریض ویرانہ ہے جس میں کسی طرح کے حیوانات نہیں پائے جاتے۔ یہی وہ سٹیج ہے۔ جہاں یہ ناٹک اب تک کھیلا جاتا رہا ہے۔ اور جہاں ممکن ہے آئندہ بھی کھیلا جائے۔"

"بڑا ویران مقام نظر آتا ہے۔"

"مگر اس کام کے لئے ہر طرح موزوں . . . اور اگر شیطان واقعی انسان کے کاموں میں دخل دیتا ہے . . ."

"کیا تم بھی فوق الفطرت کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہو؟"

"میرے دوست عین ممکن ہے کہ اس حالت میں شیطان کے کارکن باد و آتش کی بجائے گوشت و پوست کے بنے ہوئے ہوں۔ بہر حال دو باتیں آغاز ہی میں قابل غور معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ جو کچھ پیش آیا۔ کیا وہ کسی جرم سے تعلق رکھتا ہے؟ اور اگر اس کا جواب اثبات میں ہو۔ تو پھر اس جرم کا ارتکاب کیونکر ہوا؟ بالفرض ڈاکٹر مارٹیمر کا خیال صحیح ہو اور یہ معاملہ قدرت کے مسلمہ قوانین سے باہر سمجھا جائے تو پھر ہماری تحقیقات کی حاجت کہاں رہی؟ کم از کم میں اس تحقیقات سے اس وقت تک دست بردار نہیں ہو سکتا جب تک میری کوششوں میں ناکامی نہ ہو . . . واٹسن دھواں نکل گیا۔ مہربانی سے کھڑکی پھر بند کر دو۔ کیونکہ مجھے ساکن ہوا میں ہی پورا سکون قلب حاصل ہوتا ہے ابھی تک میں اس حد تک نہیں پہنچا کہ بند صندوق میں بیٹھ کر غور و خوض کیا کروں لیکن شاید کبھی ایسا وقت آ جائے . . . اچھا تم نے اس واقعہ پر غور کیا؟"

"میں دن بھر اسی فکر میں لگا رہا ہوں۔"

"پھر نتیجہ کیا نکلا؟"

"یہی کہ معاملہ نہایت عجیب و حیرت خیز ہے۔"

"کئی باتیں خاص طور پر قابل غور ہیں۔ نقش پا کی تبدیلی تمہارے نزدیک کیا ظاہر کرتی ہے؟"

"مارٹیمر نے کہا تھا کہ غالباً سر چارلس گلی کے آخری حصہ میں پاؤں کے اگلے حصہ کے بل چلے تھے۔"

"اس طرح کا خیال ڈاکٹر مارٹیمر کے دل میں کسی احمق کا بیان سن کر پیدا ہوا ہوگا۔ دن"

کوئی پوچھے کہ سر چارلس کو ایڑیاں اٹھا کر چلنے کی کیا حاجت تھی؟

"تمہاری کیا رائے ہے؟"

"میری رائے میں وہ نشانات سر چارلس کے دوڑنے سے پیدا ہوئے تھے وہ بے تحاشہ آگے کی طرف بھاگا جا رہا تھا حتے کہ من غیر معمولی کوشش سے دل کی حرکت بند ہوگئی اور مر کر فرش زمین پر گر پڑا۔"

"مگر اس کے بھاگنے کی کچھ تو وجہ ہوگی؟"

"یہی سوال قابل غور ہے۔ علامات سے پایا جاتا ہے کہ دوڑنے سے پہلے وہ شدت خوف سے دیوانہ ہو گیا تھا۔"

"کیسے معلوم ہوا؟"

"فرض کرو کہ اس کے اندیشوں کا تعلق صرف کچھار کے ویرانے سے تھا۔ اس صورت میں وہ آدمی واقعی دیوانہ ہوگا۔ جو خطرہ کے وقت گھر کی طرف دوڑنے کی بجائے سمت مقابل میں دوڑنا شروع کر دے۔ اگر گواہوں کے بیانات قابل تسلیم ہیں۔ تو وہ مدد کی آوازیں دیتا اس سمت میں دوڑا۔ جدھر سے کسی طرح کی مدد ملنا غیر ممکن تھا۔ ایک اور سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اس رات اسے کس کا انتظار تھا۔ اور جس شخص سے اس کو ملنا تھا۔ اس سے مکان پر ملنے کی بجائے گلی میں ملنا کیوں ضرور ہوا؟"

"تمہاری رائے میں اسے واقعی کسی کا انتظار تھا؟"

"یہ بات حالات سے ظاہر ہے۔ سر چارلس ایک عمر رسیدہ اور کمزور آدمی تھا۔ رات کے وقت سیر کے لئے جانا اس کی عادت میں داخل تھا۔ اس لئے وہ حسب معمول گیا۔ مرطوب زمین پر اس کے نقش پا سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ ڈاکٹر مارٹیمر نے سگار کی راکھ سے اندازہ کیا وہ ضرور اس گلی میں تھوڑی دیر کے لئے ایک مقام پر ٹھیرا۔۔۔"

"لیکن وہ تو ہر رات سیر کے لئے جایا کرتا تھا۔"

"یہ ٹھیک ہے۔ مگر وہ ہر رات کچھار کے دروازہ پر کسی کا انتظار نہیں کرتا تھا۔

اس کے برعکس شہادت یہ کہتی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ اس ویرانہ سے دور رہتا تھا۔ اس رات وہاں کھڑے ہو کر اس نے کسی کا انتظار کیا۔ اس کے اگلے دن اسے لندن روانہ ہونا تھا۔ کیا اس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا؟... اچھا میری سارنگی لا دو۔ اب اس بحث کو اس وقت تک ملتوی رکھنا چاہیئے۔ حتےٰ کہ صبح کو ڈاکٹر مارٹیمر اور سر ہنری باسکرولی سے ملاقات ہو جائے۔"

باب ۴

سر ہنری باسکرولی

اگلی صبح کو ہم سویرے ہی ناشتہ سے فارغ ہو گئے۔ ہومز اب تک ڈریسنگ گون پہنے ہوئے تھا۔ عین اس وقت جب دیوار پر لگی ہوئی گھڑی دس بجا رہی تھی۔ ڈاکٹر مارٹیمر ریاست باسکرولی کے نئے وارث سر ہنری کو ساتھ لئے ہوئے کمرہ میں داخل ہوئے۔ آخر الذکر کی عمر قریباً تیس سال۔ قد میانہ۔ چہرہ صاف جسم مضبوط۔ بھویں موٹی اور سیاہ اور چہرہ سے عزم واستقلال برستا تھا۔ اس نے سرخی مائل ٹویڈ کا گرم سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور رنگت کی سرخی ظاہر کرتی تھی۔ کہ اس کی عمر کا بڑا حصہ کھلی ہوا میں بسر ہوا ہے۔ ایک ہی نظر میں معلوم ہو گیا کہ آدمی بالطبع شریف اور ملنسار ہے۔

"آپ ہی سر ہنری باسکرولی ہیں"۔ ڈاکٹر مارٹیمر نے اس کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔ ہمارے نوجوان دوست نے بڑے تپاک سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اور مسکرا کر کہنے لگا "مسٹر شرلک ہومز یقین فرمائیے کہ اگر میرے دوست ڈاکٹر مارٹیمر مجھ سے پہلے آپ سے نہ مل چکے ہوتے۔ تو میں خود ملاقات کے لئے حاضر ہوتا۔ میں جانتا ہوں۔ پراسرار رازوں کو حل کرنا آپ کا ہی کام ہے۔ اور جو راز میرے یہاں آتے ہی پیش آیا ہے۔ اسے آپ ہی بہتر حل کریں گے"

"تشریف رکھئے" ہومز نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرکے کہا "کیا اس بیان کا یہ مطلب ہے۔ کہ آپ کو لندن آنے کے بعد کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہے؟"

"کوئی بڑا اہم واقعہ تو نہیں بہرحال غیر معمولی ضرور ہے۔ یہ خط۔ اگر اسے خط کہا جا سکتا ہے۔ آج ہی صبح مجھ کو ملا ہے۔"

اس نے ایک لفافہ نکال کر میز پر رکھ دیا۔ اور ہم سب اسے دیکھنے کے لئے آگے جھکے خاکی رنگ کا ایک معمولی سا لفافہ تھا۔ جس پر بھدے حرفوں میں چھاپہ کی طرز پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

سر ہنری باسکرولی۔ نارتھمبرلینڈ ہوٹل۔

اوپر ڈاکخانہ چیرنگ کراس کی مہر تھی۔ اور پہلی شام کی تاریخ۔

ہومز نے پہلے اس لفافہ اور اس کے بعد سر ہنری کے چہرہ کو نظر غور سے دیکھا۔ پھر کہا کسے معلوم تھا۔ کہ آپ نارتھمبرلینڈ ہوٹل میں قیام پذیر ہوں گے؟"

"کسی کو نہیں۔ وہاں ٹھیرنے کا سوال ڈاکٹر مارٹیمر سے ملنے کے بعد طے ہوا تھا۔"

"ممکن ہے۔ ڈاکٹر صاحب پہلے سے اس جگہ مقیم ہوں۔"

"نہیں کیونکہ میں ایک دوست کے ہاں ٹھیرا ہوا تھا۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔ "اس کا گمان تک نہ تھا۔ کہ ہم اس ہوٹل میں قیام کریں گے۔"

ہومز پہلے سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا "اس کے باوجود ایک بات صاف ہے یعنی کوئی آپ لوگوں کی نقل و حرکت پر اچھی طرح نظر رکھتا ہے۔" اس نے لفافہ کھول کر فلسکیپ کا آدھا تختہ جس کی چار تہیں پڑی ہوئی تھیں نکالا۔ اور چٹھی کے شکن نکال کر اسے میز پر اپنے سامنے رکھ لیا۔ کاغذ کے وسط میں صرف ایک فقرہ چھپے ہوئے لفظوں کو کاٹ کر جوڑا ہوا تھا۔ اور اس کا مضمون یہ تھا۔

اگر جینا دوبھر نہیں اور عافیت درکار ہے تو کچھار سے بچے رہنا۔

صرف کچھار کا لفظ چھاپہ کے حرفوں میں لکھا ہوا تھا۔ باقی سب الفاظ کسی چھپے ہوئے ورق کو کاٹ کر حاصل کیے گئے تھے۔

ہومز اس فقرہ کو اونچی آواز سے پڑھ چکا تو سر ہنری باسکرولی نے کہا "مسٹر ہومز اس عجیب فقرہ کے معنی کیا ہیں۔ اور وہ کون ہے۔ جو میری عافیت میں اتنی دلچسپی لے رہا ہے؟"

"کیوں ڈاکٹر صاحب آپ کی کیا رائے ہے؟" ہومز نے پوچھا۔ "کم از کم اس خط کی تحریر میں کوئی بات فوق الفطرت نہیں ہے۔"

"آپ بجا فرماتے ہیں۔" ڈاکٹر مارٹیمر نے جھینپ کر کہا۔ "مگر عین ممکن ہے یہ خط کسی ایسے آدمی نے لکھا ہو جسے فوق الفطرت واقعات کا یقین ہے۔"

"کن واقعات کا؟" سر ہنری نے بے تابی سے پوچھا "میں دیکھتا ہوں کوئی بات ہے جسے آپ لوگ مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں!"

"میرے دوست اطمینان رکھئے جانے سے پہلے آپ کو سارے حالات سے واقف کر دیا جائے گا۔" شرلک ہومز نے سنجیدگی سے کہا "لیکن سردست ہم کو اس نہایت دلچسپ تحریر پر غور کرنا چاہیئے۔ میرا خیال ہے ان حرفوں کو کل ہی کاٹ کر جوڑا گیا ہے۔ واٹسن تمہارے پاس کل کا اخبار ٹائمز ہے؟"

"ہاں ہے۔"

"ذرا لانا۔۔۔ اس کا اندرونی ورق جہاں مقالہ افتتاحیہ درج ہوتا ہے۔"

اس نے اس ورق کو نظر تجسس سے دیکھنا شروع کیا نگاہ اخبار کے مختلف کالموں پر حیرت خیز تیزی رفتار سے پھر رہی تھی۔ یکایک ایک جگہ رک کر کہنے لگا۔ "آزاد تجارت پر خوب مضمون لکھا ہے۔ سنو میں اس کا ایک حصہ پڑھ کر سناتا ہوں:

ممکن ہے کوئی یہ بات سمجھانے کی کوشش کرے۔ کہ حفاظتی محصول سے صنعت اور

اور تجارت کو ترقی ہوتی ہے۔ مگر نہیں اس غلط حکمت عملی سے پرے رہنا ہی اچھا ہے۔ اگر صنعت کی ترقی اور ملک کی عافیت درکار ہو۔ تو آزاد تجارت کا اصول عمل میں لاؤ۔ ورنہ تجارت ختم جائے گی۔ دولت کی آمد میں زوال ہوگا۔ حتے کہ عامۃ الناس کو جینا دوبھر ہو جائے گا۔"

اتنا پڑھ کر ہومز نے بچوں کی طرح خوشی سے ہاتھ ملنے شروع کیے۔ اور بولا۔ "واٹسن اس مسئلہ پر تمہاری کیا رائے ہے؟ ٹائمز کے یہ خیالات قابل تعریف ہیں یا نہیں؟"

ڈاکٹر مارٹیمر اب تک چپ تھا۔ اب وہ ہومز کی طرف نظر حیرت سے دیکھنے لگا اور سر ہنری کے چہرے سے بھی پریشانی ظاہر ہونے لگی۔

آخر باسکرویل نے ہومز کے سوال کا جواب دیا۔ کہنے لگا۔ "میں نہیں جانتا آزاد تجارت کس جانور کا نام ہے۔ بہرحال اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جہاں تک اس خط کا تعلق ہے۔ ہم اصل مضمون کو پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں۔"

"اس کے برعکس میرے دوست ہم اس کے قریب تر پہنچ گئے ہیں۔ آپ کو میرے طریقے معلوم نہیں۔ مگر واٹسن انہیں اچھی طرح سمجھتا ہے۔ گو اندیشہ ہے کہ میرے بیان کی صحیح اہمیت کو اس وقت وہ بھی نہیں سمجھا۔"

"واقعی اب تک مجھے اس مضمون اور چٹھی کی تحریر میں کوئی تعلق نظر نہیں آیا۔"

"حالانکہ ان کا تعلق نہایت صاف ہے۔ اور بڑی آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔ کیا تم اب تک نہیں سمجھے کہ وہ چھپے ہوئے لفظ جنہیں کاٹ کر اس تختہ کاغذ پر لگایا گیا ہے حقیقت میں کسی اخبار کے مضمون کا حصہ ہیں۔ چنانچہ الفاظ جینا۔ عافیت۔ پرے۔ رہنا وغیرہ سب اسی عبارت سے نکلے ہوئے ہیں۔ جو میں نے پڑھ کر سنائی ہے۔ کیا اب بھی معاملہ کی اہمیت تمہارے ذہن میں نہیں آئی؟"

"آفرین صد ہزار آفرین!" سر ہنری نے خوش ہو کر جوش سے کہا۔ مسٹر ہومز میں اس

ذہن رسائی داد دیتا ہوں۔"

اگر کوئی شک وشبہ باقی تھا تو وہ اس طرح رفع ہو گیا کہ بعض الفاظ مثلاً "پڑے رہنا" "عاشیت" "ورکار" اکٹھے کٹے ہوئے ہیں۔"

"بے شک صحیح ہے۔" میں نے بھی آہستہ سے کہا۔

"مسٹر ہومز آپ کا مادہ تحقیق میرے اندازوں سے بہت بڑھ کر نکلا۔" ڈاکٹر مارٹیمر نے میرے دوست کے چہرہ کو نظر شوق سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اتنا شاید کوئی اور بھی کہہ دیتا کہ الفاظ کسی اخبار سے کٹے ہوئے ہیں۔ مگر یہ کہنا کہ وہ کس اخبار سے لئے گئے ہیں اور انہیں اس اخبار کے مقالہ افتتاحیہ سے مخصوص کرنا یہ اتنا حیرت خیز واقعہ ہے کہ میرے گمان میں بھی نہ آسکتا تھا۔"

"ڈاکٹر مارٹیمر آپ فن طب کے ماہر ہیں۔ کیا آپ کے سامنے دو کاسہ سر ایک کسی حبشی کا اور دوسرا کسی باشندہ قطبین کا پیش کئے جائیں تو کیا آپ کو انہیں پہچاننے میں دقت ہوگی؟"

"بالکل نہیں۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ دونوں کا اختلاف بین ہے عظمان القحف اور اوردۃ الدماغی میں اتنا فرق پایا جاتا ہے۔۔۔"

"معاف کیجئے میں ان طبی اصطلاحوں کو سمجھنے سے معذور ہوں۔ بہرحال وہ فنی قوت جو آپ کو ایک حبشی اور اسکیمو کی کھوپری کا فرق جاننے میں مدد دیتی ہے وہی میرے لئے اخبار ٹائمز کے مقالہ اول کے جلی حروف کو ایک عام نصف پینی کے اخبار کے حرفوں سے ممیز کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس کے علاوہ جو شخص تحقیقات میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہو۔ اس کے لئے ایسی پہچان امر لازم ہے۔ بیشک

غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ ایک بار عہد شباب میں مجھے بھی دو اخباروں کی نسبت ایسا ہی مغالطہ ہو گیا تھا۔ مگر اول تو اخبار ٹائمز کا ٹائپ بجائے خود شاندار دوسرے مفتتاحیہ کے الفاظ اور نمایاں اس لئے غلطی ہونا ذرا مشکل ہے۔ اور چونکہ آپ کی آمد اور اس خط کی روانگی کل ہی کل میں ہوئی ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر گمان ہوا کہ یہ الفاظ کل کے اخبار ہی میں ملیں گے۔"

"بہت خوب۔ یہاں تک میں آپ کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا۔" سر ہنری باسکرولی نے کہا۔ "کسی نامعلوم آدمی نے ان لفظوں کو قینچی سے کاٹ کر۔۔۔"

"ناخن تراش قینچی سے" ہومز نے جلدی سے اصلاح کی۔ "دیکھئے قینچی کی کاٹ کے نشان بہت چھوٹے ہیں۔ جہاں جڑے ہوئے لفظ کاٹے ہیں۔ وہاں دوبار قینچی استعمال کرنی پڑتی ہے۔"

"واقعی ٹھیک ہے۔ اچھا تو کسی نے ان حرفوں کو چھوٹے پھل کی قینچی سے کاٹ کر انہیں ایک کاغذ پر لئی سے چپکا دیا۔۔۔"

"گوند سے" ہومز نے کہا۔

"خیر گوند سے مگر جو بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔ یہ ہے کہ اس میں کھپار کا لفظ قلم سے کیوں لکھا گیا؟"

"اس لئے کہ یہ چھاپے کے لفظوں میں موجود نہ تھا۔ باقی الفاظ عام اور روزانہ استعمال کے تھے۔ جو اخبار کے ہر پرچہ میں بآسانی مل سکتے ہیں۔ مگر کھپار کا لفظ غیر معمولی تھا۔"

"بس بس یہی بات ہو گی۔ اچھا یہ معاملہ تو حل ہو گیا۔ مگر کیا اس خط کے فرستندہ کا بھی کچھ حال معلوم ہوا؟"

"سر دست کچھ نہیں۔ کیونکہ عموماً طور پر ہر قسم کا سراغ مٹانے کی پوری کوشش

کی گئی ہے۔ جیسا آپ دیکھ سکتے ہیں۔ پتہ کے لفظ جو خود لکھے گئے ہیں بہت بھدے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ اخبار ٹائمز صرف اعلےٰ التعلیم یافتہ طبقوں میں جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ پیغام کسی تعلیم یافتہ آدمی نے بھیجا ہے۔ جو اپنے آپ کو جاہل یا پھوہڑ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ خط کے بگاڑنے کی کوشش ثابت کرتی ہے۔ کہ اسے ڈر تھا۔ آپ حرف پہچان لیں گے۔ دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ لفظ ایک سیدھ میں نہیں جڑے۔ بعض اونچے اور بعض نیچے ہو کر لگے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یا تو فرستندہ کی لاپروائی یا اضطراب سمجھی جا سکتی ہے۔ لیکن میری رائے میں آخری وجہ اغلب ہے کیونکہ ایک ایسے اہم معاملہ میں آدمی جتنے اوسع لاپروائی نہیں کرتا۔ لیکن آخری صورت میں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے۔ کہ آخر اس اضطراب کی کیا وجہ تھی؟ ظاہر ہے کہ یہ خط اگر آج صبح تک ڈاک میں ڈالا جاتا۔ تو وہ سرہنری کو ہوٹل سے رخصت ہونے سے پہلے ضرور مل جاتا۔ اس لئے سوچنا یہ ہے کیا فرستندہ کو کسی طرح کی روکاوٹ کا ڈر تھا اور اگر تھا تو کس کی طرف سے۔۔۔؟"

"معاف کیجیے بے خبری میں ہم لوگ اس معاملہ کا عملی پہلو چھوڑ کر قیاسات کی طرف آ رہے ہیں۔ اور قیاسات سے کوئی مفید نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا۔" ڈاکٹر مارٹیمر نے کہا۔

"اُلٹا یوں کہئے۔ کہ ہم اس میدان میں آ رہے ہیں۔ جہاں ہر طرح کے امکانات کو جانچنے کے بعد فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ کونسی چیز صحیح یا مذبذب ہے۔ اسی کا نام استدلال ہے۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خیالات ہمیشہ کسی مادی بنا پر ہی قائم کئے جا سکتے ہیں۔ ممکن ہے آپ لوگ اس کو بھی میرا قیاس ہی سمجھیں۔ مگر مجھے اس بات کا پورا یقین ہے۔ کہ یہ پتہ کسی ہوٹل میں لکھا گیا تھا۔"

"کیسے معلوم ہوا؟"

"پتہ کے حرفوں کو غور سے دیکھئے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ راقم کو قلم اور دوات دونوں سے

بڑی شکایت ہے۔ ایک لفظ لکھتے ہوئے دو جگہ قلم اٹکے اور ایک چھوٹے سے پتہ کی تحریر میں تین بار سیاہی خشک ہو تو اس کا مطلب یہی ہے کہ قلم خراب اور دوات میں روشنائی کم ہے۔ قلم دوات اپنی ہو تو آدمی ان چیزوں کو ایسی بری حالت میں نہیں رکھتا۔ کارقعہ تک چیز خراب ہو تو ہو۔ دو تو کبھی ناقص نہیں ہوتیں۔ مگر ہوٹلوں میں ایسی خرابیاں عام ہیں۔ میری رائے میں سب سے پہلے ہمیں چیرنگ کراس کے آس پاس سب ہوٹلوں میں جاکر انکی ردی کی ٹوکری کو بغور دیکھنا چاہیئے۔ جہاں اخبار ٹائمز کا کٹا ہوا ورق ملا۔ سمجھ لینا۔ کہ وہیں سے پیغام بھیجا گیا ہے ... مگر آہ۔ کیا بات ہے ..."

اس نے فلسکیپ کا وہی تختہ ہاتھ میں لے کر جس پر کٹے ہوئے حروف چسپاں تھے اپنی آنکھوں سے ایک دو انچ فاصلہ پر رکھا اور غور سے دیکھنے لگا۔

"کیوں کیا ہے ؟"

"سمجھ نہیں" اس نے کاغذ کو دوبارہ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اس کاغذ میں آبی نشان تک بھی تو نہیں ہے۔ خیر اس عجیب پیغام سے جو کچھ معلوم کیا جا سکتا تھا کر لیا گیا۔ اب سر ہنری کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ لندن آنے کے بعد آپ کو کوئی اور قابل ذکر واقعہ تو پیش نہیں آیا ؟"

"میرے خیال میں ... کوئی نہیں۔"

"کوئی آدمی آپ کے پیچھے چلتا یا تعاقب کرتا نظر آیا ہو ؟"

"مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لندن آتے ہی میری زندگی افسانہ بن گئی ہے۔ ورنہ کیا وجہ تھی۔ کہ کوئی میرے ساتھ ساتھ چلے یا میرا تعاقب کرے ؟"

"وجوہات میں پھر بیان کروں گا۔ پہلے اس سوال کا جواب دیجئے کہ آپ کی رائے میں ورود لندن کے بعد کوئی واقعہ ایسا پیش نہیں آیا۔ جو قابل ذکر ہو ؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا کیا جواب دوں سخت حیران ہوں کہ کس بات

کو قابلِ ذکر سمجھوں۔ اور کس کو نہیں۔"

"کوئی بات جو خلافِ معمول ہو۔"

سر ہنری کے لبوں پر ہلکی مسکراہٹ پیدا ہوئی۔ کہنے لگا "صاحب میری عمر کا بڑا حصہ کینیڈا اور امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ میں بسر ہوا ہے۔ اس لیے میں انگلستان کی طرزِ معاشرت سے بھی واقفیت نہیں رکھتا۔ لیکن پھر بھی میرا خیال ہے کہ ہوٹلوں میں مسافروں کے بوٹ چرا لیے جانا شاید اس ملک میں عام نہ ہوگا۔"

"کیا آپ کا جوتا گم ہو گیا؟"

"صرف ایک پیر۔"

"یہ ایسا اہم کوئی معاملہ نہ تھا۔" ڈاکٹر مارٹیمر نے جلدی سے کہا "جلدی میں ادھر اُدھر رکھا گیا ہے۔ مل جائے گا۔ ورنہ بوٹ کا ایک پیر چرا کر کوئی کیا لیگا؟ میرے خیال میں مسٹر ہومز کو ان ذرا ذرا سی باتوں سے پریشان کرنا ٹھیک نہیں۔"

"آپ نے چونکہ اصرار کیا تھا کہ کوئی بات جو خلافِ معمول واقع ہو مجھ سے بیان کر دی جائے۔ اس لیے مجبوراً ذکر کر دیا۔"

"اور سچ جانیے آپ نے بہت اچھا کیا۔" ہومز نے کہا "یہ واقعہ بظاہر کتنا معمولی ہو۔ آپ لوگ اس کی باطنی اہمیت کو نہیں سمجھ سکتے ... ہاں تو آپ کے بوٹ کا ایک پیر گم ہو گیا ..."

"یا ادھر ادھر رکھا گیا۔ کل رات میں نے دونو پیر کمرہ کے باہر رکھے تھے۔ مگر صبح کو دیکھا تو صرف ایک باقی تھا۔ جو شخص بوٹ صاف کرتا ہے۔ اس سے پوچھا تو کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔ بالکل نیا بوٹ تھا۔ کل رات ہی سٹرینڈ میں خریدا اور ابھی پہن کر بھی نہ دیکھا تھا۔"

"اگر پہنا نہیں تھا تو صاف کرانے کی کیا حاجت تھی؟"

"چمڑا ذرا سخت تھا اور اس سے پہلے اس پر وارنش بھی نہ ہوا تھا۔ میری بھول سمجھئے کہ رات کو سوتے وقت باہر رکھ دیا۔"

"مگر لندن آتے ہی آپ کو نیا بوٹ خریدنے کی کیا حاجت تھی؟"

"سمال میں جانے سے پہلے مجھے کئی ایک چیزیں خریدنی تھیں۔ اسی لئے ڈاکٹر مارٹیمر کو ساتھ لے کر بازار چلا گیا... آخر ایک ریاست کا مالک بن کر جا رہا ہے۔ اس لئے لباس بھی اچھا ہونا چاہیئے۔ باہر رہتے ہوئے میں نے کبھی ان باتوں کی پروا نہیں کی۔ مگر یہاں مجبوراً ایسا کرنا پڑا۔ بوٹ کھو گیا۔ اس کا مضائقہ نہیں۔ رنج صرف اس بات کا ہے کہ ابھی کل اسکو خریدا تھا۔ پہن کر بھی نہیں دیکھا۔ بادامی چمڑہ کا بوٹ تھا جس پر چھ ڈالر ناحق ضائع ہو گئے۔"

"حیرت ہے کوئی اس کا ایک پیر چرا کر کیا کرے گا؟" شرلک ہومز نے کہا پھر افسردگی سے "میرے خیال میں ڈاکٹر مارٹیمر کی یہ رائے ٹھیک ہے۔ کہ گم شدہ بوٹ جلدی مل جائے گا۔"

"خیر جانے دیجئے۔ یہ نقصان ایسا نہیں جس پر زیادہ رنج کیا جائے" سر ہنری نے یکایک کہا "بہرحال جو واقعات مجھ کو بیان کرنے تھے۔ وہ میں نے آپ لوگوں سے کہہ دیے۔ اب آپ کا فرض ہے کہ مجھے بھی ان حالات سے خبردار کریں۔ جو اب تک آپ نے چھپا رکھے ہیں کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کوئی بات ضرور ایسی ہے۔ جو آپ لوگوں نے اب تک اپنے دل میں رکھی ہوئی ہے۔"

"آپ کی درخواست نہایت معقول ہے۔" ہومز نے تسلیم کیا۔ "ڈاکٹر مارٹیمر مہربانی سے وہ ساری حکایت جو آپ نے ہم سے بیان کی تھی آپ سے کہہ دیجئے۔"

اس پر ہمارے دوست نے جیب سے کاغذات نکالے۔ چشمہ کو ناک کی کوٹھی پر ٹھیک کیا۔ اور وہ تمام کیفیت جو پہلے ہم سے بیان کی تھی۔ سر ہنری باسکرویل کو

سنا دی۔ آخر الذکر نے اس عجیب داستان کو گہری توجہ سے سُنا۔ صرف کبھی کبھی اس کے منہ سے کلمہ حیرت نکل جاتا تھا۔ مگر مجموعی طور پر اس نے حیرت خیز ضبط کا ثبوت دیا۔

سارے حالات سن کر کہنے لگا "اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جائداد جو مجھے ورثہ میں ملی ہے۔ ایک بڑی خوفناک روایت سے ملزوم ہے۔ اس پراسرار کتے کا حال بچپن میں میں نے بھی سنا تھا۔ کیونکہ یہ قصہ ہمارے خاندان میں قدیم سے چلا آتا ہے مگر آج تک کبھی اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کا موقعہ نہ ملا تھا۔ اب بھی چچا کی موت کا واقعہ میرے دماغ میں ہیجان کر رہا ہے۔ اس لئے کوئی صاف رائے قائم نہیں کر سکتا مگر یہ کہئے آپ کی اس بارہ میں کیا رائے ہے؟ یہ سانحہ کسی جرم کا نتیجہ ہے یا قہر الہی کا ظہور؟ اور کیا ہمیں پولیس کی مدد حاصل کرنی چاہیئے یا کسی پادری کی؟"

"درست اس سوال کا جواب دینا سخت مشکل ہے۔"

"اور اب اس چٹھی کے نئے واقعہ نے معاملہ کو اور بھی پیچیدہ کر دیا۔"

"میرے خیال میں کسی کو ہم لوگوں سے بہت زیادہ تمھارے کا حال معلوم ہے" ڈاکٹر مارٹیمر نے کہا۔

"وہ جانتا ہے کہ کوئی آپ کی جان کے درپے ہے۔ اسی لئے آپ کو خطرہ سے آگاہ کرنا چاہتا ہے۔" یہ الفاظ ہومز کے تھے۔

"یا ممکن ہے وہ کسی مقصد کے لئے مجھے خوفزدہ کر کے واپس کرنا چاہتا ہو۔"

"یوں بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال میں ڈاکٹر مارٹیمر کا تہ دل سے شکرگذار ہوں۔ کہ انہوں نے میرے سامنے ایک ایسا معاملہ پیش کیا۔ جو کئی پہلوؤں سے دلچسپ ہے لیکن سب سے پہلے امر غور طلب یہ ہے۔ کیا سر ہنری کو باسکرولی ہال میں جانا چاہیئے یا نہیں؟"

"نہیں کیوں؟ سر ہنری سے جلدی سے پوچھا۔

اس لئے کہ وہاں جانے میں خطرہ ہے۔"

"کسی انسان کا یا شیطان کا؟"

"یہ امر ابھی قابل دریافت ہے۔"

"خیر میرا جواب دونو حالتوں میں ایک ہے۔" سر ہنری نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔ "انسان ہو یا ابلیس کوئی مجھے اس مکان میں آباد ہونے سے نہیں روک سکتا جو قدیم سے میرے اسلاف کی ملک ہے۔ اور جس کا میں فی الحال جائز مالک ہوں" یہ کہتے ہوئے اس کی سیاہ بھویں تن گئیں۔ چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور جوش سے خون ابلنے لگا۔ میرا خیال ہے کہ خاندان باسکرول کی سرشوری اس ناخوشگوار تبدیلی کے آخری قائمقام میں پوری طرح موجود تھی۔ اتنے میں اس نے کہا "مسٹر ہومز مجھے ان حالات پر جو میرے دوست ڈاکٹر مارٹیمر نے بیان کئے ہیں غور کرنے کا موقعہ نہیں ملا معاملہ اتنا اہم ہے کہ اس کا فیصلہ فوراً نہیں کیا جا سکتا۔ کم از کم ایک گھنٹہ سکون تنہائی میں غور کرنے کی حاجت ہے۔ اس وقت ساڑھے گیارہ بجے ہیں۔ اور میں سیدھا اپنے ہوٹل کو جا رہا ہوں۔ تکلیف نہ ہو تو آپ اور ڈاکٹر واٹسن لنچ کے وقت ہوٹل میں تشریف لے آئیں۔ میں عرض کر دوں گا۔ کہ اس معاملہ پر میرا آخری فیصلہ کیا ہے۔"

"کیوں واٹسن؟"

"منظور ہے۔"

"اچھا تو لنچ پر ہمارا انتظار کیجئے۔ کیا گاڑی منگا دوں؟"

"نہیں میں پیدل جاؤں گا۔ رستہ میں اس عجیب معاملہ پر غور کرنا چاہتا ہوں"

"میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں" ڈاکٹر مارٹیمر نے کہا۔

"بس تو دو بجے کا وقت یاد رکھئے۔ خدا حافظ۔"

تھوڑی دیر ان کے زینے سے اُترنے کی آواز سنائی دی۔ پھر باہر کا دروازہ بند ہو گیا۔ اس آواز کو سنتے ہی شرلاک ہومز جو اب تک چپ بیٹھا ہوا تھا بے تابی سے اُٹھا اور کہنے لگا۔

"واٹسن جلدی کرو۔ بوٹ اور ٹوپی پہن کر تیار ہو جاؤ۔ وقت کم ہے۔"

وہ اسی طرح ڈریسنگ گون پہنے ہوئے دوڑ کر اپنے کمرہ میں گیا۔ اور اس کے چند سکنڈ بعد فراک کوٹ بدل کر واپس آ گیا۔ پھر ہم تیزی رفتار سے زینہ کو طے کر کے مکان سے باہر نکلے۔ اور بازار میں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر مارٹیمر اور سر ہنری باسکرولی آکسفورڈ سٹریٹ کی سمت میں قریباً دو سو گز آگے چل رہے تھے۔

"کیا دوڑ کر انہیں روک لوں؟"

"نہیں جانے دو۔ بس ہم تم دونو کافی ہیں۔ ہمارے دوستوں نے اچھا کیا کہ پیدل گئے۔ سیر کا دن خوب ہے۔"

وہ تیز چلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں نصف فاصلہ رہ گیا۔ پھر قریباً ۱۰۰ گز کی دوری پر ہم ان کے پیچھے آکسفورڈ سٹریٹ اور اس کے بعد ریجنٹ سٹریٹ میں داخل ہوئے۔ اس جگہ ڈاکٹر مارٹیمر اور سر ہنری باسکرولی کھڑے ہو کر ایک اونچی دوکان کی کھڑکی کو دیکھنے لگے۔ ہومز نے بھی اس طرف نظر ڈالی۔ اور اس کے منہ سے حیرت کی آواز نکلی۔ میری آنکھوں نے اس کی مشتاق نظروں کا پیچھا کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کرایہ کی گاڑی جو بازار کے دوسری جانب کھڑی تھی۔ اور جس میں فقط ایک آدمی سوار تھا آہستہ آہستہ آگے کو چلنے لگی ہے۔

"واٹسن یہی شکی آدمی ہے۔" ہومز نے جلدی سے کہا "میرے ساتھ آؤ اس وقت اور تو نہیں ہو سکتا۔ بہرحال ایک نظر دیکھ لینا چاہیئے۔"

میں نے اس آدمی کی طرف دیکھا جو گاڑی میں سوار تھا۔ آنکھیں تیز۔ داڑھی سیاہ

اور سر کے بال گنجان تھے۔ وہ بھی اس وقت گاڑی کی کھڑکی سے ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔ یکایک اس نے گاڑیبان سے کچھ کہا۔ اور گاڑی تیز رفتار سے چلنے لگی۔ ہومز نے گھبراہٹ میں ادھر ادھر دیکھا۔ کہ کوئی گاڑی خالی مل جائے۔ تو اس کا تعاقب کرے۔ مگر خالی گاڑی کہیں نظر نہ آئی۔ ناچار وہ بھی اس گاڑی کے تعاقب میں دوڑنے لگا۔ مگر وہ بہت آگے نکل گئی تھی۔ تھوڑی سی دیر میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

کوئی پاؤ گھنٹہ بعد ہومز پسینہ سے تر دم پھولا ہوا سخت پریشانی کی حالت میں گاڑیوں کی لمبی قطار سے بدقت بچتا میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا "کیا بدقسمتی ہے کہ شکار دام میں آکر نکل گیا۔ سخت غفلت ہوئی۔ دیکھو واٹسن تم میرے کارناموں کو سچائی سے قلمبند کرتے ہو۔ تو اس واقعہ کو ضرور میری ناکامیوں میں شامل کرنا!"

"آخر یہ کون تھا؟"

"خدا معلوم"

"کسی کا جاسوس؟"

"باسکرولی کی گفتگو سے معلوم ہوا تھا کہ وہ جب سے لندن آیا ہے۔ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ اس کے بغیر کیسے معلوم ہوتا۔ کہ وہ نارتھمبرلینڈ ہوٹل میں مقیم ہے۔ میں نے اس بیان سے اندازہ کیا۔ کہ جو شخص پہلے دن اس کا تعاقب کرتا تھا۔ وہ دوسرے دن بھی ضرور کرے گا۔ یاد ہو گا جس وقت ڈاکٹر مارٹیمر خاندان باسکرولی کی روایت پڑھ کر سناتا تھا۔ تو میں دو بار اٹھ کر کھڑکی کے پاس گیا ۔ ۔ ۔"

"ہاں یاد ہے۔"

"میں اس وقت یہی دیکھنے گیا تھا کہ کوئی آدمی ہمارے مکان کے آس پاس تو نہیں پھر رہا ہے؟ واٹسن اب کی بار ہمارا واسطہ ایک بڑے عیار آدمی سے ہے۔ یہ راز اتنا گہرا ہے کہ اسے حل کرنا سہل نہ ہو گا۔ اب تک یہ تو معلوم نہیں ہوا۔ کہ دشمن کس

طبیعت اور مزاج کا آدمی ہے۔ مگر اس کی عظیم طاقت اور خوفناک منصوبوں کا حال میں ابھی سے معلوم کر چکا ہوں۔ جب ہمارے دوست مکان سے رخصت ہوئے۔ تو میں اس خیال سے ان کے پیچھے چلا تھا۔ کہ شاید اب کوئی آدمی ان کا تعاقب کرتا نظر آئے۔ مگر دشمن ایسا ہوشیار تھا۔ کہ اس نے پیدل چلنا بھی خطرناک سمجھا۔ وہ اس خیال سے گاڑی میں بیٹھ گیا۔ کہ جب تک ضرورت ہوگی۔ ان کے پیچھے رہونگا۔ اور جب چاہوں گا آگے نکل جاؤں گا۔ اس میں ایک فائدہ اور بھی ہے۔ یعنی اگر یہ لوگ گاڑی پر سوار ہوتے تو وہ ان کا تعاقب کرنے کے لئے پہلے سے تیار تھا۔ مگر۔۔ ایک عیب بھی ہے۔۔۔"

"یہ کہ گاڑی میں بیٹھا ہوا آدمی گاڑیبان کے اختیار میں ہوتا ہے۔"

"بس یہی"

"افسوس ہے ہم نے اس گاڑی کا نمبر نہ لیا۔"

"واٹسن" مسٹر ہومز نے میری طرف گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "بے شک اس معاملہ میں مجھ سے کچھ کمزوری ہوئی۔ مگر میں ایسا بے وقوف بھی تو نہیں ہوں۔ کہ اتنی ضروری احتیاط بھول جاتا۔ گاڑی کا نمبر ۲۷۰۴ ہے۔ لیکن سردست اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟"

"تم اس سے زیادہ ہو بھی کیا سکتا تھا؟"

"لازم یہ تھا کہ میں اسکی گاڑی دیکھتے ہی رک جاتا۔ اور خالی گاڑی حاصل کر کے فاصلہ پہ اس کا تعاقب کرتا۔ اس سے بھی اچھا یہ ہوتا۔ کہ میں نارتھمبرلینڈ ہوٹل میں جا کر اس جگہ انتظار کرتا۔ اور جب یہ نامعلوم دشمن باسکرولی کے پیچھے ہوٹل میں پہنچ جاتا۔ تو ہم اس کا طریقہ اسی پہ آزماتے۔ یعنی اس کے پیچھے جا کر معلوم کرتے۔ کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ افسوس میرے اشتیاق نے سب کام بگاڑ دیا۔ اور دشمن ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔"

اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے ہم آہستہ آہستہ ریجنٹ سٹریٹ میں چلتے رہے ڈاکٹر

مارٹیمر اور اس کا دوست پہلے ہی ہماری نظروں سے غائب ہو چکے تھے۔

یکایک ہومز نے کہا: ”اب ان کے پیچھے جانے میں کچھ فائدہ نہیں وہ جوان کا پیچھا کر رہا تھا، غائب ہو چکا۔ سوچنا یہ ہے کہ ہمارے پاس مقابلے کے اسلحہ اور کیا ہیں اور پھر ان سے بکمال احتیاط کام لینا چاہیے۔ کیا تم اس آدمی کو جو گاڑی میں سوار تھا پہچان لو گے؟“

”میں نے تو فقط اس کی سیاہ کالی داڑھی دیکھی تھی۔“

”اور میں نے بھی جس سے خیال آتا ہے کہ داڑھی مصنوعی تھی۔ کیونکہ جو آدمی ایسے اہم کام میں مشغول ہو وہ اپنے خط و خال کو نمایاں کرنے کی بجائے ہمیشہ چھپانے کی کوشش کرتا ہے ... ذرا آنا۔“

وہ ایک دفتر میں داخل ہوا جہاں کمسن لڑکوں کے ذریعہ چٹھیاں تقسیم کرانے کا انتظام تھا۔ دفتر کا منیجر بڑے تپاک سے ملا۔

”ولسن“ شرلک ہومز نے اس سے مخاطب ہو کر کہا: ”غالباً تم اس چھوٹے سے واقعہ کو بھولے نہیں ہو جس میں میں نے تمہاری مدد کی تھی۔“

”جی نہیں میں کیا اسے بھول سکتا ہوں؟ جس طرح آپ نے میری نیک نامی برقرار رکھی اور میری جان بچائی تھی ...“

”خیر میں اس وقت اپنی تعریف سننے نہیں آیا۔ اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو تمہارے پاس ایک لڑکا کارٹ رائٹ نامی ہوا کرتا تھا جس نے اس تحقیقات میں بڑی قابلیت کا ثبوت دیا تھا۔“

”جناب وہ لڑکا اب بھی ہمارے ہاں کام کرتا ہے۔“

”مہربانی سے اس کو بلا دو۔ اور تکلیف نہ ہو تو اس پانچ پونڈ کے نوٹ کی ریزگاری بھی دے دو۔“

اس کے تھوڑی دیر بعد قریباً چودہ سال عمر کا ایک تیز وطرار لڑکا جس کے چہرے سے ذہانت برستی تھی۔ کمرہ میں داخل ہوا۔ اس نے آتے ہی شرلاک ہومز کو ادب سے سلام کیا۔

"ذرا ہوٹلوں کی ڈائرکٹری دینا۔" ہومز نے کہا۔ پھر کارٹ رائٹ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "دیکھو چیرنگ کراس کے نواح میں قریباً ۲۳ ہوٹل ہیں۔"

"جی ہاں"

"باری باری ان میں سے ہر ایک میں جانا۔"

"بہت اچھا۔"

"یہ ۲۳ شلنگ جو تم کو دیتا ہوں اپنے پاس رکھنا جس ہوٹل میں جاؤ۔ اس کے دربان کو ایک شلنگ بطور انعام دیتے جانا۔۔۔"

"بہت بہتر"

"اور کہنا میں کل کے ردی کاغذ دیکھنا چاہتا ہوں۔ ایک ضروری خط کھو گیا تھا اس کو تلاش کرنا ہے۔ کیا میرا مطلب سمجھ گئے؟"

"اچھی طرح"

"مگر حقیقت میں جو چیز تم کو تلاش کرنی ہے وہ کوئی خط نہیں بلکہ اخبار ٹائمز کا ایک ورق ہے جس میں جا بجا شگاف نظر آئیں گے۔ دیکھو یہ میرے پاس اخبار ٹائمز کا پرچہ ہے۔" دکھا کر "تمہیں اس میں سے یہ ورق تلاش کرنا ہے۔ غالباً اس کو پہچان لوگے؟"

"کیوں نہیں"

"جس ہوٹل میں جاؤ گے اس کا دربان تمہیں دوسرے نوکر کے پاس بھیجیگا۔ ان نوکروں کو بھی ایک ایک شلنگ دیتے جانا۔ اس کے لئے ۲۳ شلنگ اور میں انہیں بھی پاس رکھو۔ میری رائے میں بیس حالتوں میں یہ جواب ملے گا۔ کہ کل کی ردی یا تو

جلایا پھکوادی گئی ہے۔ اور باقی تین حالتوں میں تمہیں ردی کا ڈھیر دکھایا جائے گا۔ جس سے مطلوبہ ورق تلاش کرنا پڑے گا۔ عین ممکن ہے کہ یہ کوشش بے سود ہو۔ بہر حال آزمائش شرط ہے۔ دس شلنگ نا معلوم ضرورتوں کے لئے دیتا ہوں نتیجہ کچھ بھی ہو شام تک بیکر سٹریٹ میں بذریعہ تار مجھے پہنچ جانا چاہیئے۔ اور اب واٹسن ہمارے لئے فقط نمبر ۲۷۰۴ گاڑیبان کا حال دریافت کرنا باقی ہے۔ اس کے بعد ہم بانڈ سٹریٹ جا کر کسی نگارخانہ میں تصویریں دیکھیں گے۔"

باب ۔ ۵

تین تاگے

شرلک ہومز میں ایک وصف ایسا ہے جو بہر حال میں فقط نپولین اعظم کی ذات میں پایا جاتا تھا۔ یعنی جب چاہے اپنے خیالات کو کسی واقعہ سے ہٹا کر دوسری طرف لگا سکتا ہے کامل دو گھنٹے وہ اس اہم تحقیقات کو جو ہمارے پیش نظر تھی بالکل نظر انداز کر کے عہد حال کے بلجمی اساتذہ کی صنعت بالغہ کے بہترین نمونوں کی دید میں مشغول رہا اور اس دوران میں ہماری گفتگو محض ان تصویروں یا فنون لطیفہ کے مختلف پہلوؤں پر ہوتی رہی۔ آخر جب دو گھنٹے گذر گئے۔ تو ہم اپنے کئے ہوئے وعدہ کے مطابق نارعقمبر لینڈ ہوٹل میں جہاں سر ہنری باسکرولی مقیم تھا۔ جا پہنچے۔

ہوٹل کے محرر نے بیان کیا کہ سر ہنری باسکرولی دوسری منزل پر آپ کا انتظار کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ جس وقت آپ تشریف لائیں فوراً ان کے پاس بھیجدیا جائے۔

"اعتراض نہ ہو تو میں ایک نظر آپ کا رجسٹر دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"شوق سے ملاحظہ فرمایئے۔" محرر نے جواب دیا۔

رجسٹر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ باسکرویلی کی آمد کے بعد فقط دو مسافر اس ہوٹل میں مقیم ہوئے ہیں۔ ایک تھیوفیلس جانسن سکنہ نیوکیسل۔ اور ان کا کنبہ۔ دوسرے مسز اولڈ مور سکنہ ہائی لاج آلٹن اور ان کی خادمہ۔

"غالباً وہی جانسن ہے جسے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔" ہومز نے کہا۔ "ایک معزز وکیل ہے۔ بال سپید اور ایک پیر دبا کر چلتا ہے۔"

"جی نہیں یہ تو ایک کوئلہ کی کان کے مالک ہیں بہت پھرتیلے اور عمر میں آپ سے زیادہ نہیں۔"

"تمہیں ان کی تجارت کے بارہ میں غلط فہمی تو نہیں ہوئی؟"

"بالکل نہیں۔ کئی سال سے اس ہوٹل میں ٹھیرا کرتے ہیں۔ اور ہم لوگ ان سے اچھی طرح واقف ہیں۔"

"تب مجھی سے غلطی ہوئی ہوگی۔ مسز اولڈ مور کی نسبت بھی کچھ یاد آتا ہے کہ یہ نام میرا سنا ہوا ہے۔ استعجاب معاف ہو کوئی بار آدمی ایک دوست سے ملنے آتا ہے تو دوسروں سے بھی ملاقات ہو جاتی ہے۔"

"مسز اولڈ مور ایک کمزور خاتون ہیں۔ ان کے شوہر کسی زمانہ میں شہر گلاسٹر کے میئر تھے۔ جب کبھی لندن آتی ہیں۔ تو ضرور یہیں ٹھیرا کرتی ہیں۔"

"افسوس ان سے میرا تعارف نہیں۔" ہومز نے کہا اور وہ محرر سے رخصت ہو کر دوسری منزل کی طرف سے چلنے لگا۔ جب ہم زینہ سے گذر رہے تھے۔ تو اس نے آواز دبا کر کہا "واٹسن ان سوالوں سے ایک اہم واقعہ معلوم ہو گیا۔ یعنی وہ آدمی جو سر ہنری کا پیچھا کر رہا ہے۔ خود اس ہوٹل میں نہیں ٹھیرا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سر ہنری کا تعاقب کرنے اور ان کی نقل و حرکت کا خیال رکھنے کے باوجود وہ نہیں چاہتا کہ یہ اسے دیکھ لیں۔ یہ دریافت بڑی

معنی خیز ہے ..."

"مگر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس سے کیا معلوم ہو سکتا ہے۔"

"سنو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ... ارر ر! کیوں دوست کیا ہوا؟"

ہم زینے سے گذر کر چھت پر پہنچ گئے تھے۔ جاتے ہی سرہنری نظر آئے۔ قہر مجسم بنے ہوئے چہرہ سرخ۔ آنکھیں تمتماتی ہوئی۔ ان کے ہاتھ میں ایک میلا گرد آلود بوٹ تھا جس کو وہ بڑے جوش سے ہلا رہے تھے۔ غصہ کا یہ عالم تھا کہ دیر تک ان کے منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا۔ آخر بولے تو ان کی گفتگو میں ایک عجیب طرح کا جوش و اضطراب پایا جاتا تھا جو اس سے پہلے نہیں دیکھا گیا۔

"کیسا اندھیر ہے" وہ ہوا سے باتیں کرتے ہوئے کہہ رہے تھے "مجھ کو معلوم نہ تھا کہ لندن کے ہوٹلوں میں دن دہاڑے ڈاکے پڑتے ہیں۔ مگر کیا ہوا جلد ہی معلوم ہو جائیگا کہ چوروں کا واسطہ اس سے پڑا ہے جس نے بڑے بڑوں کو سیدھا کر دیا۔ قسم ہے اگر تم نے میرا بوٹ پیدا نہ کیا۔ تو سارا ہوٹل کھدوا دوں گا۔ مسٹر ہومز ایک بار کا مذاق برداشت کیا جا سکتا ہے۔ مگر جب پانی سر سے گذر جائے۔ تو ضبط کی باگ ہاتھ سے نکل جاتی ہے"

"کیا ابھی تک آپ اس کھوئے ہوئے بوٹ کو تلاش کر رہے ہیں؟"

"دیکھیئے ابھی ابھی اس کو حاصل کر کے چھوڑوں گا۔"

"مگر آپ تو کہتے تھے میرا نیا اور بادامی رنگ کا بوٹ گم ہوا ہے"

"پہلے وہی گم ہوا تھا۔ اب اس پرانے سیاہ بوٹ کا ایک پیر غائب ہے۔ آپ ہی کہیئے ایسی بدانتظامی کسی ہوٹل میں دیکھی ہے؟"

"کیا آپ کا مطلب یہ ہے ... ؟"

"جی ہاں میرا مطلب یہی ہے کہ دوسرے بوٹ کا بھی ایک پیر گم ہو گیا۔ ماحصل میرے پاس تین جوڑے بوٹ تھے۔ ایک نیا بادامی رنگ کا۔ دوسرا پرانا سیاہ اور تیسرا پیٹنٹ لیدر کا

جو اس وقت میرے پاؤں میں ہے۔ کل رات کوئی بادامی بوٹ کا ایک پیر اٹھا کر لے گیا۔ آج کالے رنگ کا ایک پیر غائب ہے ... کیا ملا؟ چپ کھڑے کیا دیکھتے ہو۔ جواب کیوں نہیں دیتے؟"

یہ آخری الفاظ اس نے ایک پریشان صورت جرمن نوکر سے مخاطب ہو کر کہے تھے۔ جو اس وقت تلاش سے مجبور ہو کر سامنے آگیا تھا۔

"سرکار نہیں ملا۔" اس نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں جواب دیا۔ "میں نے ہوٹل کا کونا کونا تلاش کیا۔ مگر آپ کا بوٹ کہیں نظر نہیں آتا۔"

"بس تو آج اس کا فیصلہ ہوگا۔ یا غروب آفتاب سے پہلے میرا بوٹ مہیا کرنا پڑیگا یا میں تمہارے اس ہوٹل کو خیرباد کہوں گا۔"

"سرکار اطمینان فرمائیے۔ آپ کا بوٹ ضرور مل جائے گا۔ آپ اتنا گھبرائیں نہیں بوٹ کہیں جا نہیں سکتا۔"

"جا نہیں سکتا!" باسکرولی نے چبا کر کہا۔ "یہاں جو ہو جائے ممکن ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں یہ ہوٹل نہیں چوروں کی ماند ہے۔ مگر مجھے پروا نہیں میں بدمعاشوں کو سیدھا کرنا خوب جانتا ہوں۔ دیکھوں اب کوئی چیز کیسے ضائع ہوتی ہے ... مسٹر ہومز معاف کیجیے میں آپ کو ایسے حقیر معاملوں کی نسبت تکلیف دے رہا ہوں ..."

"آپ اس کو حقیر نہ کہیے۔ معاملہ اس قابل ہے کہ اس کے لئے ہر قسم کی تکلیف اٹھائی جائے۔"

"کیا بوٹ گم ہونا خطرناک ہے؟"

"آخر یہ واقعہ کیونکر پیش آیا؟" ہومز نے پہلے سوال کو ان سنا کرکے پوچھا۔

"میں کیا جواب دوں۔ میرے خیال میں تو محض ایک مجنونانہ حرکت ہے۔ ورنہ بوٹ کے ایک پیر کی چوری ..."

"بے شک عجیب ہے۔" ہومز نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ کی رائے میں اس چوری کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟"

"سردست میں کچھ جواب نہیں دے سکتا۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ معاملہ بہت پیچیدہ ہے۔ سر ہنری جب ان چھوٹے چھوٹے واقعات کو آپ کے چچا کی پراسرار موت کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے۔ تو کہنا پڑتا ہے کہ ان پانسو اہم معاملات میں جو میرے ہاتھوں سے نکل چکے ہیں۔ کوئی ایک بلحاظ اہمیت اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ لیکن مضائقہ نہیں میرے ہاتھ میں تحقیقات کے کئی رشتے ہیں ان میں سے کوئی ایک ضرور صحیح نتیجہ تک لے جانیکا ذریعہ ثابت ہوگا۔ ممکن ہے غلط راہ پر چلنے میں ہمارا کچھ وقت ضائع ہو۔ مگر جلد یا بدیر کامیاب ہونا یقینی ہے۔"

اثنائے لنچ میں اس واقعہ ناخوشگوار کا بہت کم ذکر آیا۔ آخر جب ہم نشستگاہ میں چلے گئے۔ تو ہومز نے یکایک سر ہنری سے کہا "کہئے اب کیا ارادہ ہے؟"

اس نے باری باری ہم دونوں کے چہروں کو بغور دیکھا۔ پھر جواب دیا "یہی کہ باسکرولی ہال میں ضرور جاؤں گا۔"

"کب؟"

"ایک ہفتہ بعد"

"سر ہنری آپ کا فیصلہ مبارک ہے۔" ہومز نے کہا "یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کوئی آدمی آپ کا پیچھا کر رہا ہے۔ مگر اس شہر غدار میں جہاں لاکھوں آدمی آباد ہیں یہ معلوم کرنا سخت مشکل ہے۔ کہ وہ آدمی کون ہے۔ عین ممکن ہے۔ اس شہر میں رہتے ہوئے آپ کو اس سے کچھ ضرر پہنچے۔ اور ہم آپ کی امداد سے معذور رہیں۔ ڈاکٹر مارٹیمر کیا آپ کو معلوم ہے کہ صبح آپ دونو میرے مکان سے چلے۔ تو کوئی آپ کے تعاقب میں لگا ہوا تھا؟"

مارٹیمر ان لفظوں کو سن کر چونک گیا۔ اور حیرت سے کہنے لگا۔ "کیا میرے؟ ... کون تھا؟"

"اس کا جواب افسوس ہے میں نہیں دے سکتا۔ کیا وارٹ مورٹ کے ہمسایوں یا دوستوں میں کوئی آدمی ایسا ہے جس کے چہرہ پر بھری ہوئی سیاہ داڑھی ہو؟"

"نہیں... یا ٹھیریئے۔ بے شک ایک آدمی سر چارلس کا داروغہ باری مور اس طرح کی داڑھی رکھتا ہے۔"

"اور یہ شخص باری مور رہتا کہاں ہے؟"

"باسکر ولی ہال میں۔"

"ہمیں تحقیق کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اب بھی ہال میں ہے یا کسی کام کے لئے لندن آیا تھا؟"

"کیونکر معلوم ہوگا؟"

"ٹھیریئے آپ کے پاس تار کا فارم ہے؟ لائیے میں اسے پُر کر دوں۔" کیا سر ہنری کی آمد کے لئے سب انتظام مکمل ہیں؟ غالباً اتنا مضمون کافی ہوگا۔ اور پتہ مسٹر باری مور باسکر ولی ہال... تار گھر کہاں ہے؟... گرمپن۔ اچھا۔ دوسرا تار گرمپن کے پوسٹ ماسٹر کے نام روانہ کیا جائے اور اس کا مضمون یہ ہوگا۔ جو تار مسٹر باری مور کے نام بھیجا گیا ہے۔ وہ صرف اسی کو دیا جائے نہ ملے تو سر ہنری باسکر ولی کے پاس نارتھمبرلینڈ ہوٹل میں واپس بھیجدیا جائے۔ اس طرح شام سے پہلے پہلے معلوم ہو جائے گا۔ کہ باری مور ہال میں موجود ہے یا نہیں۔"

"آپ نے طریقہ خوب سوچا۔" باسکر ولی نے کہا "مگر ڈاکٹر مارٹیمر آپ بتا سکتے ہیں۔ یہ شخص باری مور کون ہے؟"

"آپ کا داروغہ اور ایک پرانے وفادار نوکر کا بیٹا۔ چار نسلوں سے یہ کنبہ خاندان باسکر ولی کی ملازمت کر رہا ہے جہاں تک میری معلومات کام دیتی ہیں۔ میاں بی بی دونو شریف اور نیک ہیں۔"

"مگر مطلق العنانی اپنے اچھے اچھوں کو بگاڑ دیتی ہے۔ ان دنوں باسکر ولی ہال میں ان کے سوا کوئی ہے نہیں۔ اور وہ دونو جس طرح جی چاہے کر سکتے ہیں۔" باسکر ولی نے اعتراض کیا

"یہ بھی صحیح ہے۔"

"کیا سر چارلس کی وصیت میں باری مور کا بھی کچھ ذکر تھا؟" یکایک ہومز نے دریافت کیا

"میاں بی بی دونوں کے لئے پانچ پانسو پونڈ کی وصیت کی گئی تھی۔"

"ہا! ان کو معلوم تھا۔ وصیت میں ان کا ذکر ہے؟"

"ضرور معلوم تھا۔ کیونکہ سر چارلس اپنی وصیت کا مضمون بیان کر کے عموماً خوش ہوا کرتے تھے۔"

"یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کے لائق ہے۔"

"مگر میں امید کرتا ہوں آپ ان سب آدمیوں کو جنہیں سر چارلس کی وصیت سے فائدہ پہنچا، شکی نظروں سے نہیں دیکھتے۔ کیونکہ ایک ہزار پونڈ انہوں نے میرے نام بھی چھوڑے تھے"

"خوب۔ آپ کے علاوہ کسی اور کے نام بھی؟"

"چند متفرق رقمیں اور بقیہ بہت سارا روپیہ خیراتی کاموں کے لئے وقف کیا گیا تھا اور جو باقی رہ گیا اس کے مالک سر ہنری کی طرف اشارہ کر کے آپ ہیں۔"

"آپ کی رائے میں تقریباً کی مقدار کتنی ہوگی؟"

"سات لاکھ چالیس ہزار پونڈ۔"

ہومز نے بھویں تان کر حیرت سے دیکھا۔ پھر بولا "مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ رقم اتنی بڑی ہے"

"سر چارلس بہت مالدار تھے۔ مگر ان کی دولت کا صحیح حال زندگی میں کسی کو معلوم نہ تھا۔ ان کے انتقال پر جائداد کا اندازہ کیا گیا۔ تو دس لاکھ نکلی۔"

"ہا! دس لاکھ۔ اتنے روپے کے لئے آدمی ہر طرح کے خطرے کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ مگر ڈاکٹر مارٹیمر ایک سوال اور پوچھتا ہوں۔ اگر خدانخواستہ سر ہنری کو کچھ حادثہ پیش آئے۔ تو یہ جائداد کس کے پاس جائے گی؟"

"چونکہ سر چارلس کے تیسرے بھائی راجر باسکرولی کی شادی نہ ہوئی تھی۔ اور وہ لاولد مر گیا

تھا۔ اس لئے باسکوبی نام کا کوئی وارث موجود نہ ہونے کے باعث یہ ریاست اور متعلقہ جائداد خاندان ڈسمنڈ میں چلی جائے گی۔ جوان کے قریبی رشتہ دار ہیں اس صورت میں جیمز ڈسمنڈ وسٹ مورلینڈ کے ایک سن رسیدہ پادری نئے وارث ہوں گے۔"

"اس تفصیل کے لئے شکریہ۔ سارے حالات بہت دلچسپ ہیں۔ مگر آپ کو ان پادری جیمز ڈسمنڈ سے کبھی ملنے کا اتفاق ہوا؟"

"صرف ایک بار۔ تب وہ سر چارلس سے ملنے باسکرویل ہال میں آئے تھے۔ بڑے متقی اور پرہیز گار آدمی ہیں۔ سر چارلس کا ارادہ ان کا نام داخل وصیت کرنے کا تھا۔ مگر انہوں نے بڑے زور سے انکار کیا۔"

"اور یہ سادہ طبیعت کا آدمی لاکھوں کی جائداد کا مالک ہو سکتا ہے۔"

"سر ہنری کے بعد ریاست خاندان ڈسمنڈ کے پاس چلی جائیگی۔ مگر روپیہ کی تقسیم کا سر ہنری کو پورا اختیار ہے۔ البتہ انہوں نے اس بارہ میں کوئی خاص وصیت نہ کی۔ تو یہ بھی ریاست کے ساتھ اسی خاندان کے قبضہ میں چلا جائے گا۔"

"سر ہنری کیا آپ نے اپنی وصیت تیار کر لی ہے؟"

"ابھی نہیں۔ اور سچ پوچھیے تو اس کا موقعہ ہی کب تھا؟ ابھی کل ساری تفصیل معلوم ہوئی ہے۔ مگر ذاتی طور پر میری رائے یہ ہے کہ روپیہ اس آدمی کے پاس رہنا چاہیئے جو ریاست اور خطاب کا مالک ہو۔ اور یہی چچا باوا کا خیال تھا۔ روپیہ کے بغیر ریاست بیکار ہے جب مالک کے پاس روپیہ نہ ہوگا۔ تو اصلاح کیسے عمل میں لا سکتا ہے ... نہیں میری رائے میں مکان۔ اراضی اور روپیہ سب چیزیں ساتھ ہی ساتھ رہنی چاہئیں۔"

"نہایت مبارک خیال ہے۔ اب سر ہنری وہ فیصلہ سنئے جس کا میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔ میری رائے میں آپ کو بلا توقف باسکرویل ہال چلے جانا چاہیئے۔ مگر ۔ ۔ ایک شرط میں بغرض احتیاط عائد کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تنہا نہ جائیے!"

"ڈاکٹر مارٹیمر میرے ساتھ میں ۔"

"نگران کو اپنی طبی مصروفیتیں درپیش ہیں ۔ اس کے علاوہ ان کا مکان ہال سے کئی میل دور ہے ۔ وہ آپ کی مدد کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر سکتے ۔ اس لئے میری رائے میں آپ کو اپنے ساتھ کوئی ایسا معتبر آدمی لے لینا چاہیئے ۔ جو ہر وقت آپکے پاس رہے ۔"

"ایسا آدمی آپ سے بہتر کون ہو سکتا ہے ؟"

"سر ہنری اگر خدانخواستہ معاملات نے انتہائی صورت اختیار کی تو میں بھی آپکے پاس پہنچ جاؤنگا ۔ مگر جیسا آپ دیکھ سکتے میں میری ہر وقت کی مصروفیتیں اس بات کی اجازت نہیں دیتیں کہ غیر معین عرصے کے لئے لندن سے باہر رہوں ۔ ان دنوں بھی ایک نامی بدمعاش ایک معزز نام پر دھول اڑانے کی کوشش کر رہا ہے ۔ اور میں ہی اس خرابی کا انسداد کر سکتا ہوں ۔ ایسی حالت میں سردست میرا آپکے ساتھ ڈارٹ مور جانا غیر ممکن ہے ۔"

"پھر آپ کس کو اپنا قائمقام بنانا چاہتے ہیں ؟"

ہومز نے میرے بازو پر ہاتھ رکھ دیا ۔ اور کہا ۔

"میرا وفادار دوست واٹسن آپکے ساتھ جانا منظور کرے ۔ تو بس ہے ۔ اس سے اچھا رفیق یقیناً آپ کو نہ ملیگا ۔ میں اس کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہوں ۔ اور مجھے اس پر کامل اعتماد ہے ۔"

ہومز کی باتیں یوں تو سب عجیب ہوتی ہیں مگر سچ جانیئے اس تجویز کو سن کر میں دیر تک اپنی قوت سامعہ پر یقین نہ کر سکا ۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ جواب دیتا ۔ باسکرویلی نے میرا ہاتھ پکڑ کر گرمجوشی سے دبایا اور کہنے لگا ۔

"ڈاکٹر واٹسن آپ کی عنایت کا شکریہ ادا کرنے کو میرے پاس الفاظ نہیں ۔ آپ سب حالات سے واقف ہیں ۔ آپ میرے ساتھ چلکر ہال میں رہیں ۔ اور اس مشکل میں مدد کریں ۔ تو میں تا زیست آپ کا احسان نہ بھولونگا ۔"

میں بالطبع واقعات عجیبہ کا شائق ہوں۔ وہ تامل جو اس غیر متوقع اعلان پر ہوا تھا۔
ہومز اور سر ہنری کے انداز تخاطب سے رفع ہو گیا۔ پس میں نے کہا۔
"آپ لوگ مجبور کرتے ہیں تو مجھے بھی کچھ عذر نہیں۔ میرا وقت اس سے بہتر کس کام میں صرف ہوسکتا ہے۔"
"مگر دیکھو" ہومز نے ہدائت کی "مجھے سارے حالات کی باقاعدہ خبر دیتے رہنا۔ اگر خطرہ کا وقت پیش آیا۔ جس کی نسبت امید ہے کہ ضرور آئے گا۔ تو میں لکھ دوں گا۔ کہ کیا کرنا چاہیئے
سر ہنری شاید ہفتہ کے روز جائیں گے۔ تب تک تیار رہنا۔"
"شاید آپ کو اس میں اعتراض نہ ہوگا؟"
"بالکل نہیں۔"
"پس اگر کوئی واقعہ مانع نہ ہوا۔ تو ہفتہ کے روز ساڑھے اس کی گاڑی میں سوار ہو جائیں گے
اس روز پیڈنگٹن کے سٹیشن پر ملیئے گا۔"
عین اس وقت جب میں اور ہومز چلنے کو تیار تھے باسکرولی کے منہ سے فاتحانہ آواز نکلی۔ اس نے کمرہ کے ایک کونے میں الماری کے نیچے دبا ہوا بادامی رنگ کا بوٹ نکالا اور کہنے لگا۔
"لیجیے ایک مشکل تو حل ہوئی۔ بادامی بوٹ کا کھویا ہوا پیر مل گیا۔"
"خدا کرے سب مشکلیں اسی طرح آسان ہوں" مسٹر ہومز نے دعا کی۔
"مگر عجیب بات ہے۔ یہ بوٹ اب کہاں سے آ گیا" ڈاکٹر مارٹیمر نے کہا "لنچ سے پہلے میں نے کمرہ کا کونا کونا بڑے غور سے دیکھ لیا تھا۔"
"اور میں نے بھی" باسکرولی نے کہا "ہم نے ایک انچ زمین نہ چھوڑی تھی۔"
"اس وقت یہ بوٹ کمرہ میں نہیں تھا۔"
"معلوم ہوتا ہے نوکر اس وقت رکھ گیا جب ہم کھانا کھا رہے تھے۔"

ہوٹل کے جرمن نوکر کو بلایا گیا۔ مگر وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا۔ صاحب مجھے کچھ معلوم نہیں" کئی طرح کے سوالات پوچھے گئے۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ گویا ان دلچسپ اسرار کی تعداد میں جو تیزی سے ظہور میں آ رہے تھے۔ ایک اور کا اضافہ ہو گیا۔ سر چارلس کی پُراسرار موت سے قطع نظر گذشتہ دو دن میں بعض ایسے عجیب و غریب واقعات پیش آ رہے تھے جن میں سے ایک کا بھی ظاہری حل نظر نہ آتا تھا کٹے ہوئے حرفوں کا خط سیاہ ریش اجنبی کا سر ہنری کے تعاقب میں جانا چلے نئے اور پھر پرانے سیاہ بوٹ کا ایک پیر گم ہونا اس کے بعد اول الذکر کی پُراسرار دستیابی ساری باتیں بظاہر حقیر گرداننے میں عجیب و حیرت خیز تھیں۔ ہوٹل سے رخصت ہو کر جب ہم کرایہ کی گاڑی میں بیٹھے بیکر سٹریٹ کو جا رہے تھے۔ تو ہومز غیر معمولی طور پر چپ تھا۔ گو پیشانی کی لکیروں اور چہرے کے انداز سے معلوم ہوتا۔ کہ وہ بھی میری طرح کوئی ایسی حکمت سوچ رہا ہے جس سے ان مختلف اور بظاہر انمل واقعات کا سلسلہ قائم کیا جا سکے۔ سہ پہر کو اور اس کے بعد رات کے ابتدائی حصہ میں وہ دیر تک پائپ پیتا اور غور و فکر کرتا رہا۔

آخر رات کے کھانے سے پہلے دو تار موصول ہوئے۔ پہلے کا مضمون یہ تھا۔

ابھی اطلاع آئی ہے کہ باری مور ہال میں موجود ہے۔

ہنری باسکرولی

دوسرے کا یہ تھا۔

کل ۲۳ ہوٹلوں میں گیا۔ مگر افسوس ہے ٹائمز کا کٹا ہوا ورق کہیں نہ مل سکا۔

کارٹ رائٹ

"لو صاحب دونوں دھاگے تو ٹوٹ گئے" ہومز نے ان کو پڑھ کر کہا۔ لیکن خیر مضائقہ نہیں۔ کامیابی ہمیشہ ناکامیوں کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اب کوئی نیا سراغ تلاش کرنا ہو گا"

"کیوں نہ اس گاڑیبان کو ڈھونڈا جائے جس میں مرد سیاہ ریش بیٹھا تھا؟"
"بڑی معقول رائے ہے۔ میں نے تار میں اس کا نام اور پتہ دریافت کیا تھا...
شاید یہ اسی کا جواب ہوگا"
آخری الفاظ کے ساتھ ہی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ دروازہ کھلا اور عامیانہ
صورت کا آدمی داخل ہوا۔ یہ وہی گاڑیبان تھا جس کی ہمیں تلاش تھی
نووارد نے باری باری ہم کو متجسس نظروں سے دیکھا پھر کہا معلوم ہوا تھا ایک صاحب
جو اس مکان میں رہتے ہیں۔ نمبر ۲۷۰۴ کا گاڑیبان سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں سات سال سے
گاڑی چلاتا ہوں۔ پر آج تک کسی کو اعتراض کا موقعہ نہیں دیا۔ فرمائیے سرکار کو کیا
شکائت ہے؟
"سنو بھائی ہمیں بھی تم سے کوئی شکائت نہیں"۔ ہومز نے نرمی سے جواب دیا۔ "الٹا
تم میرے سوالوں کا صاف صاف جواب دو گے تو آدھا پونڈ انعام دینے کو تیار ہوں۔"
گاڑیبان کے چہرہ سے اضطراب کے آثار مٹ گئے۔ دانت نکال کر کہنے لگا۔
"آپ لوگوں کی عنایت ہے کہ ہم غریبوں کی پرورش کرتے ہیں۔ فرمائیے کیا حکم ہے؟"
"سب سے پہلے تمہارا نام اور پتہ کیا ہے تاکہ پھر کبھی ملنے کی حاجت ہو تو تلاش میں
دقت پیش نہ آئے۔"
"سرکار میرا نام جان کلیٹن ہے۔ اور پتہ ۳۔ ٹرپے سٹریٹ۔ بورو واٹرلو سٹیشن
کے پاس شیپیرز یارڈ میں عموماً ملتا ہوں۔"
مسٹر ہومز نے یہ باتیں نوٹ کر لیں۔ پھر کہا۔
"اب کلیٹن اس سوال کا جواب دو۔ کہ وہ آدمی کون تھا۔ جو تمہاری گاڑی میں بیٹھکر
آج صبح دس بجے کے قریب پہلے اس مکان کو دیکھتا رہا۔ اور اس کے بعد ریجینٹ سٹریٹ
میں دو آدمیوں کے پیچھے گیا؟"

گاڈیبان کا چہرہ حیرت و اضطراب کی تصویر بنا ہوا تھا، بولا۔

"سرکار سے کیا پردہ ہوگا۔ آپ تو پہلے ہی سب باتیں جانتے ہیں۔ مگر وہ آدمی خفیہ پولیس والوں کا تھا۔ جاتی دفعہ تاکید سے کہہ گیا کہ میرا حال کسی سے مت کہنا۔"

"سنو کلیٹن، معاملہ بڑا خطرناک ہے۔ اگر تم نے کوئی بات چھپانے کی کوشش کی تو ممکن ہے عدالت میں جواب دہی کرنی پڑے۔ تم کہتے ہو۔ اس نے اپنے آپ کو خفیہ پولیس کا آدمی ظاہر کیا تھا؟"

"جی ہاں۔"

"یہ بات اس نے کب تم سے کہی تھی؟"

"جاتی دفعہ"

"کچھ اور بھی کہتا تھا؟"

"جی ہاں اپنا نام بھی بتاتا گیا۔"

"کیا سچ! شرلک ہومز نے میری طرف فاتحانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "بڑا دلیر آدمی تھا۔ اچھا سنوں تو اس کا نام کیا تھا؟"

"شرلک ہومز۔"

میں نے اپنے دوست کے چہرہ کی مختلف تبدیلیوں کا بارہا مشاہدہ کیا ہے۔ مگر ایسی تبدیلی جو اس نام کو سن کر ہوئی کبھی نہ دیکھی گئی تھی۔ ایک لمحہ کے لئے وہ سکتہ کی حالت میں چپ چاپ بیٹھا رہا۔ پھر زور سے قہقہہ لگا کر بولا۔

"دیکھی واٹسن اس کی عیاری۔ میرے غیبی دشمن تجھ کو سلام کرتا ہوں۔" ذرا چپ رہ کر "اف کہاں کی سوجھی ہے! گاڈیبان سے" اچھا تو اس کا نام شرلک ہومز تھا؟"

"جی ہاں شرلک ہومز" گاڈیبان نے ہومز کی بے جوڑ باتوں سے کسی قدر گھبرا کر جواب دیا۔

"خوب۔ بہت خوب۔ اچھا اب بتاؤ، یہ نامی سراغرساں شرلک ہومز کس جگہ تمہاری گاڑی پر سوار ہوا اور اس کے بعد کیا واقعات پیش آئے؟"

"سرکار کوئی ساڑھے نو کے قریب میں ٹریفالگر سکوئر سے گذر رہا تھا۔ کہ اس نے آواز دی۔ کہنے لگا۔ میں خفیہ پولیس کا افسر ہوں۔ میرے کہنے پر عمل کرو گے تو دو پونڈ انعام دوں گا۔ میں راضی ہو گیا وہ پہلے نارتھمبرلینڈ ہوٹل میں لے گیا۔ جہاں ہم اس وقت تک انتظار کرتے رہے کہ دو صاحب باہر نکلے۔ اور انہوں نے اڈہ سے کرایہ کی ایک گاڑی حاصل کی۔ ہم بھی ان کے پیچھے ہو لئے۔ چلتے چلتے ان کی گاڑی اس جگہ کے پاس آکر ٹھہر گئی۔۔۔"

"کیا اس گھر کے سامنے؟" ہومز نے پوچھا۔

"میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا۔ مگر اس آدمی کو جو گاڑی پر سوار تھا۔ سارے حالات اچھی طرح معلوم تھے۔ میرا خیال ہے ہم بازار کے وسط میں ٹھہرے تھے۔ اور قریباً ڈیڑھ گھنٹہ اس جگہ انتظار کرتے رہے۔ تب وہی آدمی پیدل چلتے ہوئے ہمارے پاس سے گذرے اور ہم ان کے پیچھے ہو لئے۔ بیکر سٹریٹ سے چل کر۔۔۔"

"بس بس سمجھ گیا۔" ہومز نے کہا۔

"ریجنٹ سٹریٹ کو تین چوتھائی طے کرکے اس آدمی نے یکایک آواز دی کہ جتنی تیزی سے ممکن ہو واٹرلو سٹیشن کی طرف چلو۔ میں نے جھٹ گھوڑے کو تیز کیا۔ اور ہم کوئی دس منٹ کے عرصہ میں وہاں جا پہنچے۔ اس نے حسب وعدہ کرایہ کے دو پونڈ ادا کئے اور سٹیشن کے اندر چلا گیا۔ مگر جاتے جاتے پیچھے مڑ کر کہنے لگا کبھی تم نے شرلک ہومز کا نام سنا ہے؟ میں وہی نامی جاسوس ہوں۔ اس طرح پر مجھے اس کا نام معلوم ہوا۔"

"اس سے ملنے کا پھر کہیں اتفاق ہوا؟"

"نہیں۔ جب سے وہ سٹیشن کی طرف گیا ہے۔ میں نے اس کو نہیں دیکھا۔"

"اچھا تو مہربانی سے اس نامی جاسوس شرلک ہومز کا حلیہ بیان کرو۔

گاڑیبان نے اضطراب میں سر کھجلانا شروع کیا۔ پھر بولا۔
"میں نہیں جانتا۔ اس کا حلیہ کیسے بیان کروں۔ اس میں کوئی بات ایسی نہ تھی جو خاص طور پر یاد رہتی۔ عمر تقریباً چالیس سال۔ قامت درمیانہ۔ یعنی آپ سے کوئی دو تین انچ چھوٹی لباس عمدہ۔ داڑھی کالے رنگ کی۔ گول کٹی ہوئی۔ اور چہرہ کی رنگت زرد تھی۔ اس سے زیادہ افسوس ہے مجھے کچھ یاد نہیں۔"
"آنکھوں کی رنگت یاد ہے؟"
"نہیں۔"
"کوئی اور تفصیل؟"
"نہیں۔"
"یہ تمہارا انعام ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر اس شخص کے بارہ میں کچھ اور حال مہیا کر سکو تو نصف پونڈ پھر دوں گا۔ جاؤ۔ سلام۔"
"سلام حضور۔ میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔"
جان کلیٹن خوش ہوتا رخصت ہوا۔ اس کے جانے پر ہومز نے شانوں کو حرکت دی۔ اور میری طرف نظر حسرت سے دیکھ کر کہنے لگا۔
"واٹسن میری تحقیقات کا تیسرا تاگا بھی ٹوٹ گیا۔ گویا جہاں سے چلے تھے۔ پھر پھرا کر وہیں آ گئے۔ واقعی اب کی بار بڑے عیار دشمن سے پالا پڑا ہے۔ جو ہمارے حالات سے اچھی طرح واقف ہے۔ مگر اپنی کوئی بات ظاہر نہیں کرتا۔ اس کو معلوم تھا کہ باسکرولی مشورہ کے لئے میرے پاس آئے گا۔ پھر ریجنٹ سٹریٹ میں چلتے ہوئے اس نے مجھے پہچانا۔ اور معلوم کیا کہ میں نے اس کی گاڑی کا نمبر دیکھ لیا ہے۔ اور اب ضرور گاڑیبان سے اس کی تحقیقات کروں گا۔ اس لئے مجھے چڑانے کو یہ دلیرانہ پیغام بھیجا۔ سچ جانو۔ واٹسن یہ دشمن کوئی معمولی دشمن نہیں۔ لندن کے مقابلہ میں فتح اس کی ہوئی ہے۔ دعا کرو کہ ڈیون شائر

میں ایسا نہ ہو سکے گا۔ ان واقعات کو دیکھ کر میرے دل میں اس خیال سے بے چینی ہے۔۔۔"
"کس خیال سے؟"
"کہ تم کو سرہنری کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ یاد رکھو کام خطرناک۔۔۔ بڑا خطرناک ہے میں جتنا اس پہ غور کرتا ہوں اتنا ہی جی گھبراتا ہے۔۔۔ تم ہنستے ہو۔ مگر سچ جانو۔ وہ دن بہت مبارک ہوگا۔ جب میں پھر تمہیں بیکر سٹریٹ میں خیروعافیت سے واپس آتے دیکھوں گا"

باب ۔۶

باسکرولی ہال

وہ دن آ گیا جب سرہنری اور ڈاکٹر مارٹیمر کو باسکرولی ہال جانا تھا۔ میں ریل کے سٹیشن پر ان سے ملا۔ مسٹر لک ہومز میرے ساتھ تھا۔ رخصت کرنے سے پہلے اس نے مجھے کئی ایک بزرگانہ نصیحتیں کیں۔

کہنے لگا "واٹسن میں شکوک وشبہات ظاہر کرکے تمہارے دل میں بے جا تعصبات داخل کرنا نہیں چاہتا۔ مگر دیکھو وہاں جانے کے بعد جس قدر واقعات پیش آئیں۔ ان کا حال بڑی تفصیل کے ساتھ لکھتے رہنا۔ نتیجہ اخذ کرنا میرا کام ہوگا۔۔۔"
"مگر کس طرح کے واقعات لکھے جائیں؟"

"وہ سب جن کا اس معاملہ سے براہ راست یا بالواسطہ تعلق ہو۔ خصوصاً ہمسایوں کے حالات اور سرہنری سے ان کے تعلقات کا حال ضرور لکھنا۔ اگر سرچارلس کی موت کی کوئی نئی تفصیل معلوم ہو۔ تو وہ بھی تحریر کرنا۔ گذشتہ چند دن میں میں نے یہاں بھی بہت سی تحقیقات کی ہے۔ مگر نتیجہ افسوس ہے۔ کچھ نہیں نکلا صرف ایک بات یقینی طور پر معلوم ہو گئی ہے۔ کہ مسٹر جیمز ڈسمنڈ جنہیں سرہنری کے انتقال پر جائداد وریاست مل سکتی ہے۔ بڑے

شریف و نیک طینت آدمی ہیں۔ کم از کم ان کے خلاف کسی طرح کے شبہات کو دل میں جگہ نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے مسٹر ڈسمنڈ کو اگر ہم دائرہ تحقیقات سے بالکل ہی خارج کر دیں۔ تو بہتر ہوگا۔ گویا ہماری تفتیش کا حلقہ اب انہی لوگوں تک محدود ہے۔ جو باسکرولی ہال کے قرب وجوار میں رہتے ہیں۔"

"تمہیں باری مور پر شک تھا۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ اسے اور اس کی بی بی دونوں کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے؟"

"نہ۔ نہ خدا کے لئے ایسی حماقت نہ کر بیٹھنا۔ اگر یہ لوگ بے قصور ہیں۔ تو ان کو موقوف کرنا بے انصافی ہے۔ خطاوار ہیں تو موقوفی کے بعد جرم کا کوئی امکان باقی نہ رہیگا۔ اس لئے سردست ان کو شکی آدمیوں کی فہرست میں رہنے دو۔ ان کے علاوہ جن شخصوں پر نظر رکھنا تمہارا کام ہے۔ ان میں ایک باسکرولی ہال کا سائیس دو معمولی حیثیت کے کاشتکار۔ ایک ہمارا دوست ڈاکٹر مارٹیمر جس کی دیانت اور ایمانداری کا مجھے یقین ہے۔ اس کی بی بی جس کا حال ہمیں اب تک معلوم نہیں۔ عالم طبعیات مسٹر سیٹپلٹن اور اس کی نوجوان بہن جس کی نسبت سنتا ہوں بڑی حسین عورت ہے۔ لیفٹر ہال کے مسٹر فرینکلینڈ اور ایک دو متفرق ہمسائے ہیں۔ جو باسکرولی ہال کے گردونواح میں آباد ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا خیال رکھنا تمہارا فرض خاص ہوگا۔"

"اطمینان رکھو میں اس فرض کو بڑی جانکاہی سے ادا کروں گا۔"

"اسلحہ تمہارے پاس ہیں؟"

"میں نے احتیاطاً ان کو ساتھ لے لیا ہے۔"

"بڑی دوراندیشی کی ہے۔ دیکھو اپنے ریوالور کو دن رات پاس رکھنا۔ اور اس میں کبھی غفلت یا بے احتیاطی نہ کرنا۔"

سہ سہ ہم باسکرولی نے درجہ اول کی تین نشستیں محفوظ کرا رکھی تھیں اور ہم لوگ

گاڑی کی روانگی کے انتظار میں پلیٹ فارم پر ٹہلتے پھر رہے تھے۔

سر ہنری ... شرلاک ہومز کے ایک سوال پر ڈاکٹر مارٹیمر نے کہا "کوئی خبر ایسی نہیں ہے۔ جو آپ سے عرض کرسکوں۔ ہاں ایک بات یقینی طور پر معلوم ہوئی ہے کہ گذشتہ دو دن کے عرصہ میں کسی نے ہمارا پیچھا نہیں کیا۔ جب کبھی باہر جانا ہوا۔ تو میں نے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف خیال رکھا ناممکن تھا کوئی آدمی میری نظروں سے بچ کر پیچھے لگا رہتا۔"

اُس عرصہ میں آپ اور سر ہنری غالباً اکٹھے ہی رہے ہیں؟

"کل سہ پہر کے سوا ہر وقت۔ میں جب کبھی لندن آتا ہوں۔ تو ایک دن ہمیشہ تفریح میں گذارتا ہوں۔ کل سہ پہر کو میں طبی کالج کا عجائب خانہ دیکھنے چلا گیا تھا ..."

"اور میں پارک کی سیر کرنے"۔ باسکرولی نے کہا "بہرحال کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہیں آیا۔"

"خیر جو ہوا ہوگیا۔ مگر آپ کا ایک دوسرے سے الگ ہونا ایک ناعاقبت اندیشانہ فعل تھا" ہومز نے سنجیدگی سے کہا "سر ہنری میں التجا کرتا ہوں آئندہ کہیں تنہا نہ جائیے۔ ورنہ ضرور کوئی سانحہ پیش آنے کا خطرہ ہے۔ کیا آپ کا دوسرا بوٹ ملا؟"

"نہیں۔ وہ تو ہمیشہ کے لیے کھو گیا۔"

"عجیب بات ہے ... خیر الوداع"۔ یہ اس وقت جب ٹرین آہستہ آہستہ چلنے لگی تھی مگر سر ہنری اس عجیب روایت کا جو ڈاکٹر مارٹیمر نے پڑھ کر سنائی تھی۔ ایک فقرہ ہمیشہ یاد رکھنا یعنی احتیاط کی راہ سے کبھی رات کے اندھیرے میں اس نابارک کچھار میں نہ جانا کیونکہ بدی کی طاقتیں رات کی تاریکی میں پورا زور حاصل کرتی ہیں۔"

ٹرین پلیٹ فارم سے آگے نکل گئی تھی۔ کہ میں نے پیچھے کی طرف نظر ڈالی ... تک ہومز ساکت و صامت اس مقام پر گردن موڑے ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔

ریل کا سفر گفتگو کی دلچسپیوں میں آسانی سے طے ہوگیا۔ ڈاکٹر مارٹیمر کا کتا ہمارے ساتھ

تھا۔ کچھ دیر اس سے کھلاڑیاں کرتے رہے۔ اتنے میں زمین کی رنگت بتدریج سرخ ہونے لگی اینٹوں کے مکان سنگ خارا کی عمارتوں میں تبدیل ہوئے باڑ کے کھیتوں کی لمبی لمبی گھاس میں سرخ و سپید گائیں چرتی نظر آنے لگیں۔ ہر طرف سبزہ کی بہتات ثابت کرتی تھی کہ اس حصہ ملک کی آب و گل میں قدرت نے عجیب زرخیزی داخل کی ہے۔ سر ہبزی گاڑی کی کھڑکی سے اس پر فضا منظر کو دیکھتا اور کمسن بچوں کی طرح اظہار مسرت کر رہا تھا۔

"ڈاکٹر واٹسن" اس نے مجھ سے کہا "میں نے دنیا کے اکثر مقامات دیکھے ہیں۔ مگر فضا کی دلفریبی میں کوئی جگہ اس کی برابری نہیں کر سکتی۔"

"آپ کا ارشاد بجا ہے۔ میں نے ڈیون شائر کے جتنے رہنے والے دیکھے ہیں سب اپنے وطن کو جنت ارضی بیان کرتے ہیں" میں نے ہنس کر کہا۔

"مگر اس وفور جوش کا انحصار ملک کی خوبی کے علاوہ نسلی تقسیم پر بھی ہوتا ہے۔" ڈاکٹر مارٹیمر نے فلسفیانہ انداز سے کہا "آپ میرے دوست کا کاسہ سر دیکھیں۔ تو معلوم ہوگا اس میں سلٹک قوم کی مخصوص گولائی موجود ہے۔ اس طرح کے سر ہمیشہ جوش اور حب وطن سے معمور ہوتے ہیں سر چارلس کا سر بہت نادر تھا۔ اس میں گائیلک اور آیورنین دو نو طرح کے خصائص پائے جاتے تھے ... لیکن آپ نے تو باسکرویل ہال کو بہت چھوٹی عمر میں دیکھا ہوگا؟" یہ آخری الفاظ سر ہبزی سے کہے گئے تھے۔

"والد کے انتقال پر میری عمر صرف دس بارہ سال کی تھی۔ تب ہم ساحل جنوب کی ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں رہتے تھے۔ بعد ازاں میں امریکہ میں ایک دوست کے پاس چلا گیا میرے لئے یہ حصہ ملک اتنا ہی نیا ہے۔ جیسا ڈاکٹر واٹسن کے لئے میں اس پُراسرار ویرانہ کو دیکھنے کے لئے سخت بے چین ہوں۔"

"دیکھئے وہ جگہ آپکے سامنے موجود ہے۔" ڈاکٹر مارٹیمر نے کھڑکی سے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

دور فاصلہ پر سبز کھیتوں اور جنگل کے نشیب درختوں سے پرے ایک مٹیالے رنگ کی سنسان پہاڑی جس کی چوٹی شکستہ اور ناہموار تھی۔ خواب کے منظر پر اسرار کی طرح دھندلی اور مدھم نظر آتی تھی۔ معلوم ہوا یہ اس خوفناک کچھار کی حد فاصل ہے جس کا شوق دید سرمزی نے ظاہر کیا تھا۔ وہ دیر تک نظر جمائے اس مقام کو بغور دیکھتا رہا۔ انداز سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس پر راز مقام کے منظر اول کو جہاں اس کے اکابر و اسلاف نے حکومت کی۔ اور اکثر حالتوں میں پراسرار طریقہ پر جان دی تھی۔ شوق و حیرت کی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ گاڑی کے ڈبہ میں بیٹھا ہوا گرم سوٹ پہنے اپنے مخصوص امریکن لہجہ میں گفتگو کرتا وہ عامیانہ وضع کا سادہ آدمی نظر آتا تھا۔ مگر دور رس نظریں موسمی اثرات کی پیدا کی ہوئی ملاحت کی تہہ میں آسانی سے دیکھ سکتی تھیں۔ کہ اس نامی خاندان کا سچا جانشین ہے جس کے افراد اپنی تیزی طبع جوش خون اور غرور فضیلت کے لئے شہرہ خاص رکھتے تھے۔ اس کی موٹی سیاہ بھووں۔ پھولے ہوئے نتھنوں اور تیز بھوری آنکھوں سے طاقت شجاعت اور بسالت کا اظہار ہوتا تھا۔ اگر واقعی ہمیں اپنے دشمن کو اس خوفناک کچھار میں تلاش کرنا پڑا۔ تو اس کام میں سرمزی سے بہتر رفیق و مددگار کون ہو سکتا تھا؟ اس کی صورت کہے دیتی تھی۔ کہ اپنے فرض کو سچی مردانگی سے ادا کرے گا۔

ریل گاڑی ایک چھوٹے سے اسٹیشن پر ٹھہری۔ اور ہم سب وہیں اُتر گئے۔ باہر ایک چھوٹی سپید باڑ سے پرے گاڑی منتظر تھی جس میں دو تازہ دم گھوڑے جتے ہوئے تھے چھوٹے اسٹیشنوں پر صاحب حیثیت مسافروں کی آمد خاص اہمیت رکھتی ہے۔ ہمارے اُترتے ہی اسٹیشن ماسٹر اور بہت سے پورٹر اسباب کے گرد جمع ہو گئے۔ وہاں کا منظر پر فضا اور خوشگوار تھا۔ مگر یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ پھاٹک کے پاس دو سپاہی کالی وردیاں پہنے بندوقوں کے کندوں کا سہارا لئے جھکے ہوئے کھڑے تھے۔ جب ہم پاس سے گزرے تو انہوں نے ہم کو تیز متجسس نظروں سے دیکھا۔ گاڑیبان نے جو سخت چہرہ اور ٹھیلے بدن

کا پستہ قامت آدمی تھا۔ سرہری باسکر ولی کو سلام کیا۔ اور اس کے چند منٹ بعد گاڑی ایک چوڑی سپید سڑک پر تیزی سے چلنے لگی۔ ہر دو جانب وسیع میدان اور چراگاہیں پستی سے بلندی کی طرف اٹھتی ہوئی اور ہرے ہرے درختوں کے سایہ میں قدیم مکانوں کی تکون چھتیں نظر آتی تھیں۔ اور فضا کی اس خیال انگیز محویت کے پیچھے شام کے دھندلکے میں کچھار کا وسیع و عریض ویرانہ دور تک بل کھاتا دکھائی دیتا تھا۔ جس کے اندر جابجا ناہموار اور بھیانک پہاڑیاں واقع تھیں۔

گاڑی شاہراہ کو چھوڑ کر ایک تنگ سڑک پر مڑی۔ اور ہم ان سرسبز دیہاتی گلیوں میں داخل ہوئے۔ جو صدیوں کی آمد و رفت سے خود بخود تیار ہو گئی تھیں۔ دونوں طرف اونچے بلند پشتوں پر نمناک کائی اور پتی دار جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ غروب ہوتے ہوئے آفتاب میں بھی خشک گھاس پر سونے کی جھول چڑھی ہوئی نظر آتی تھی۔ اور چھوٹے چھوٹے تالاب جل کنڈی سے بھرے ہوئے تھے۔ سڑک آہستہ آہستہ اونچی ہوتی گئی۔ حتےٰ کہ گاڑی سنگ خارا کے ایک تنگ پل سے گذری۔ جس کے نیچے ایک تیز رو ندی پتھروں سے ٹکرا کر شور قیامت پیدا کرتی بہ رہی تھی۔ اس سے آگے سڑک ایک وادی سے ہو کر گذرتی تھی۔ جس میں جابجا شاہ بلوط اور شمشاد کے درختوں کا سایہ تھا۔ رستہ کے ہر موڑ پر باسکر ولی کے منہ سے بے اختیار حیرت اور خوشی کے الفاظ نکل جاتے۔ وہ مشتاق نظروں سے چاروں طرف دیکھتا۔ اور کئی طرح کے سوالات پوچھتا۔ بظاہر یہ نظارہ اس کے لئے بہت دلکش تھا۔ مگر ایک غیر جانبدار کی حیثیت میں مجھکو دیہات کے ہر حصہ میں بے رونقی اور افسردگی کی وہ ہلکی جھلک جو ختم سال کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ نظر آئی۔ کچی سڑک پر بکھرے ہوئے زرد پتے جو گاڑی کی حرکت سے ذرا دیر کے لئے ہوا میں اڑ کر دوبارہ سرنگوں ہو جاتے۔ لگی ہوئی ترکاریوں کے ڈھیر بن گئے اور یہ سواری کے پہیے بے آواز چلتے تھے۔۔۔ قدرت کے یہ ملتی عطیات جو ورود باسکر ولی کے نئے وارث کو پیش کر رہی تھی میری

افسردگی کو اور بھی ترقی دینے کا موجب ثابت ہوئے۔

"ہیں یہ کیا؟" یکایک ڈاکٹر مارٹیمر نے کہا۔

ہمارے سامنے خشک گھاس سے ڈھکے ہوئے میدان میں ایک اونچی پہاڑی کی چوٹی پر اس بت کی طرح جسے ماہر سنگتراش نے تیار کیا ہو۔ ایک سپاہی بھیانک انداز سے بندوق کندھے پر رکھے گھوڑے کی پیٹھ پر ڈٹا ہوا تھا۔ نگاہ اس سڑک پر لگی ہوئی تھی جس پر ہم سفر کرتے تھے۔ اور باقی جسم بالکل بے حرکت تھا۔

"پرکنز یہ کیا ہے؟" ڈاکٹر مارٹیمر نے گاڑیبان سے پوچھا۔

پرکنز نے بدستور گھوڑوں کو چلاتے ہوئے منہ پھیر کر کہا۔

"سرکار پرنس ٹاؤن کے جیلخانہ سے ایک عمر قیدی بھاگ گیا۔ اس کو نکلے تین دن ہو گئے۔ جیلخانہ کے سپاہی ہر جگہ اس کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ مگر اب تک نہیں ملا۔ بیچارے کاشتکار بہت ڈرتے ہیں۔ اور ان کا ڈر قدرتی ہے۔"

"مگر میں نے سنا ہے جو آدمی بھگوڑے قیدی کو پکڑ لے۔ اسے پانچ پونڈ انعام ملتا ہے۔"

"ہاں سرکار ملتا ہے۔ مگر کون ہے۔ جو پانچ پونڈ کے بدلے اپنا گلا کٹوانا منظور کرے گا؟ دراصل وہ کوئی معمولی قیدی نہیں۔ بڑا خطرناک آدمی ہے جسے کسی جرم سے دریغ نہیں۔"

"کون ہے؟"

"سلڈن۔ وہی سلڈن جس نے ناٹنگ ہل میں قتل کی واردات کی تھی۔"

یہ واقعہ مجھے اچھی طرح یاد تھا۔ کیونکہ جرم کی نوعیت اور قاتل کی وحشیانہ تندی کی وجہ سے ہومز کو اس معاملہ سے خاص دلچسپی تھی۔ اس کی حرکات اتنی خوفناک تھیں۔ کہ حکام کو اس کے صحیح الدماغ ہونے پر شک ہوا۔ اور اس کی سزائے موت حبس دوام میں تبدیل کر دی گئی۔ ہماری گاڑی اب ایک اونچے مقام پر پہنچ گئی تھی۔ اور سامنے بہت دور

تک کبھار کا ویرانہ دکھائی دیتا تھا جس پر جا بجا ناہموار ٹیلے اور چٹانیں بکھری ہوئی تھیں سرد ہوا درختوں میں سائیں۔ سائیں کرتی چل رہی تھی جس سے ہمارے بدن کانپنے لگے یہیں اس خوفناک ویرانہ میں کسی جگہ وہ شیطان سیرت آدمی جس کے دل میں بنی نوع انسان کے لئے جس نے اس کو صف تہذیب سے خارج کر دیا۔ انتہائی غم و غصہ کے جذبات مخفی تھے۔ کسی وحشی حیوان کی طرح ، اکیلا اور چھپا ہوا تھا۔ المناک ویرانہ جس کے چاروں طرف افسردہ کن منظر دکھائی دیتا تھا۔ جس کی بنجر زمین پر حسرت انگیز باد تند چل رہی تھی۔ اور آسمان پر ابر سیاہ کے ٹکڑے چھائے ہوئے تھے۔ تازہ واقعہ نے ان باتوں سے مل کر ہماری افسردگی کو اتنا بڑھا دیا۔ کہ باسکرویل بھی جو طبعاً دلیر و بے خوف تھا اپنے اوورکوٹ کو اچھی طرح بند کر کے چپ ہو گیا۔

ہم زرخیز و شاداب قطعات زمین کو بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ جانب پشت افق مغرب پہ جھکے ہوئے آفتاب کی ٹیڑھی شعاعیں سرخ زمین کو جہاں جا بجا کلبہ رانی کی گئی تھی۔ کھیتوں کی خشک گھاس اور زرد جھاڑیوں کو سنہرا رنگ دے رہی تھیں۔ مگر ہمارے سامنے وحشت و ویرانی اور ویرانی اور وحشت کے سوا کچھ نہ تھا۔ ناہموار ٹیلے اور چٹانیں۔ غیر آباد ڈھالوں پر بکھرے ہوئے بڑے بڑے پتھر اور ان میں چھپی ہوئی شاذ و نادر کوئی جھونپڑی جس کی حسرت خیز ویرانی اس وحشتناک منظر کے حسب حال نظر آتی تھی۔ دیواریں اور چھت پتھر کی بنی ہوئی اور سبزہ کا نام و نشان تک نہیں۔ ناگاہ ایک گول قطعہ زمین نظر آیا۔ جہاں پست قامت بلوط اور صنوبر جنہیں سالہا سال کے طوفانوں نے ٹیڑھا کر دیا تھا۔ دیوان کہن سال کی طرح حفاظت کئے ہوئے تھے۔ اور دو اونچے تنگ برج ان کی چوٹیوں سے اوپر اٹھے ہوئے نظر آتے تھے۔ پرکنز نے دوہرے چابک سے اس مقام کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"سرکار باسکرویل ہال آگیا۔"

ان الفاظ کو سنتے ہی سرہنری گھبرا کر اٹھا۔ اور کھڑا ہو گیا آنکھیں چمکنے لگیں او رخساروں پر سرخی چھا گئی۔ اس کے چند منٹ بعد ہم ڈھلے ہوئے لوہے کے عجیب الوضع پھاٹک پر پہنچ گئے۔ جس کے دونو طرف سال خوردہ ستون کائی سے ڈھکے ہوئے اور ان کی چوٹیوں پر خاندان باسکرولی کا مخصوص نشان پتھر کے بنے ہوئے خنزیر کے سر رکھے ہوئے تھے۔ ڈیوڑھی سنگ سیاہ کی بنی ہوئی۔ مگر بڑی خستہ حالت میں تھی۔ البتہ اس کے سامنے وہ نئی عمارت نظر آئی۔ جس کا بڑا حصہ سر چارلس نے جنوبی افریقہ میں کمائے ہوئے روپیہ کی مدد سے تیار کیا تھا۔

ڈیوڑھی سے گذر کر ہماری گاڑی ایک تنگ سخت سڑک پر چلنے لگی ہمارے سروں پر کہن سال درختوں کی ٹہنیاں چھائی ہوئی تھیں۔ جن کے گرے ہوئے پتوں کی کثرت سے گاڑی کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ سڑک کے سرے پر ہال کی عمارت دھند میں چھپے ہوئے بھوت کی مانند نظر آتی تھی۔ سرہنری نے اس سنسان مقام کو دیکھا۔ تو اس کے بدن میں بے اختیار لرزہ پیدا ہو گیا۔

دبی آواز سے بولا۔ کیا یہی مقام تھا؟

"نہیں وہ گلی اس کے دوسری جانب واقع ہے۔"

سرہنری نے بڑی افسردگی سے چاروں طرف دیکھا۔ پھر کہا

"چچا کو اس ویران مقام میں رہتے ہوئے اگر ہر وقت کسی نامعلوم آفت کا خوف لگا رہتا تھا۔ تو حیرت کی بات نہیں۔ جگہ اتنی ڈراونی ہے کہ دیکھ کر طبیعت پریشان ہوتی ہے میں عنقریب یہاں برقی لیمپوں کی قطاریں لگوا دوں گا۔ جب ہال کے دروازہ پر ایک ہزار بتی کا سوین اینڈ ایڈیسن لیمپ لگ گیا تو یہ جگہ پہچانی نہ جائے گی۔"

ایک کھلے میدان میں جہاں چاروں طرف سبز گھاس اُگی ہوئی تھی۔ باسکرولی ہال کی عالی شان عمارت کھڑی تھی۔ شام کے اندھیرے میں میں نے دیکھا کہ مکان کے وسطی

صحن میں جو پختہ اور ٹھوس تھا۔ ایک اونچا دروازہ بنا ہوا ہے۔ دونوطرف دیواروں کا وہ حصہ چھوڑ کر جہاں کھڑکیاں یا خاندانی نشان بنے ہوئے تھے سبز بیلیں اگی ہوئی تھیں یہیں وہ برج واقع تھے جو ہمیں دور سے نظر آتے تھے۔ پرانی ساخت کے پختہ اور مضبوط برج جن میں جگہ جگہ تنگ رخنے بنے ہوئے تھے دائیں بائیں سنگ سیاہ کی جدید عمارت تھی۔ گز دار کھڑکیوں کے شیشوں سے مدھم روشنی نظر آتی تھی۔ دو دو پنچی تکون چھت کے دود کشوں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔

"خوش آمدید سر ہنری میرے آقا اے خرم خوش آمدید"

ایک دراز قامت آدمی نے دروازہ سے نکل کر گاڑی کی کھڑکی کھولتے ہوئے مودبانہ لہجہ میں یہ الفاظ کہے اس سے ذرا پیچھے ہال کی زرد روشنی میں ایک عورت کھڑی تھی جو باہر آگئی اور مرد کو گاڑی سے اسباب اتارنے میں مدد دینے لگی۔

"سر ہنری میں سیدھا گھر جاتا ہوں" ڈاکٹر مارٹیمر نے کہا۔ "کہ بانو انتظار کرتی ہوگی۔"

"مگر ٹھیر یئے کھانا کھا کر جائیگا"

"نہ بس اجازت ہی دیجئے۔ کئی مصروفیتیں درپیش ہیں۔ میں آپ کو مکان دکھانے کے لئے ٹھیر جاتا۔ پر یقین ہے باری مور اس فرض کو بہتر انجام دے گا۔ اس لئے شب بخیر بہر حال دن ہو یا رات جب میری خدمات درکار ہوں۔ آپ بے تامل یاد فرما سکتے ہیں۔"

جب گاڑی کے پہیوں کی آواز فاصلہ پر مدھم ہوتے ہوتے بند ہوگئی۔ تو ہم دونو پہلو بہ پہلو ہال میں داخل ہوئے۔ اور اندر قدم رکھتے ہی بھاری دروازہ بڑے زور سے بند ہوگیا۔ یہ کمرہ جس میں ہم داخل ہوئے نہایت بلند اور کشادہ تھا۔ اور اس پر شاہ بلوط کے موٹے سیاہ تختوں کی چھت بنی ہوئی تھی۔ پرانی وضع کے فراخ آتشدان میں جس کے دونوطرف آہنی کتوں کی تصویریں تھیں۔ تیز اور فرحت خیز آگ جل رہی تھی۔ ہم رستہ کے ٹھٹھرے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ تاپنے کو کھڑے ہو گئے۔ میں نے اس وسیع کمرہ کے چاروں طرف نظر ڈالی

جابجا پرانے پھولدار شیشے کی اونچی کھڑکیاں اور دیواروں پر چوبی تختے ان پر شکار کئے ہوئے بارہ سنگوں کے سر اور عہد ماضی کے زرہ بکتر سجے ہوئے یہ سب ایک سقفی لمپ کی دھندلی روشنی میں مدھم اور تاریک نظر آتے تھے۔

یکایک سرہری نے کہا "پرانی وضع کے گھروں کی تصویر جیسی ہونی چاہیئے نظر آتی ہے آہ۔ یہ سوچ کر کہ میرے بزرگ پانسو سال تک اس ہال میں رہے ہے۔ دل پر کتنا اثر ہوتا ہے!"

میں نے دیکھا اس کے دل میں عجیب ولولے پیدا ہو رہے تھے۔ ملیح رنگ کے چہرہ پر جوش کی چمک پیدا ہو گئی تھی۔ وہ ایسے مقام پر کھڑا تھا جہاں روشنی اس کے چہرہ پر پڑتی تھی مگر دیواروں پر لمبے تاریک سائے اس طرح پھیلے ہوئے تھے۔ گویا سیاہ پردے لٹکے ہوئے ہیں۔ باریمور ہمارا اسباب رکھ کر دوبارہ آگیا۔ ایک ہوشیار سلیقہ مند نوکر کی طرح وہ تعظیم سے گردن جھکائے ہمارے سامنے کھڑا تھا آدمی دراز قامت اور وجیہ تھا۔ داڑھی سیاہ اور گول ترشی ہوئی مگر چہرہ سپید اور خط وخال تیز تھے۔

"کھانا تیار ہے حکم ہو تو پرسا جائے۔"

"تیاری مکمل ہو گئی ؟"

"عنقریب ہو جائے گی۔ گرم پانی آپ کے کمروں میں رکھ دیا گیا ہے۔ سردست میں اور میری بی بی کچھ عرصہ آپ کی خدمات کریں گے جتنے کہ نئے انتظام مکمل ہو جائیں۔ مگر جیسا حضور سمجھ سکتے ہیں نئے حالات میں زیادہ عملہ درکار ہوگا۔"

"کیوں ؟ نئے حالات میں کس لئے ؟"

"سرکار آپ کے چچا سر چارلس گوشہ نشین آدمی تھے۔ ان کی ضرورتیں کم تھیں۔ اس لئے ہم دونوں ان کی خدمت گذاری کے لئے کافی تھے۔ مگر آپ ماشاء اللہ نوجوان ہیں۔ سردست احباب کی آمد ورفت ہوگی جس کے لئے نوکر بھی زیادہ درکار ہوں گے۔ اس لئے آپ کو عملہ تبدیل کرنے کی حاجت ہوگی۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔ کیا تم میاں بی بی یہاں سے جانا چاہتے ہو؟"

"جی ہاں جب آپ خوشی سے اجازت دے سکیں"۔

"لیکن جہاں تک مجھ کو معلوم ہوا ہے۔ تمہارا کنبہ سات پشتوں سے اس خاندان کی ملازمت کر رہا ہے۔ مجھے سخت رنج ہوگا کہ ایسے پرانے تعلقات کو منقطع کیا جائے"۔

باری مور کے سپید چہرہ پر جوش کی سرخی پیدا ہوئی کہنے لگا۔

"سرکار یہ تاہم بھی محسوس کرتے ہیں۔ مگر مجبوری ہے سر چارلس سے خدا ان کو غریق رحمت کرے ہمیں بڑی محبت تھی۔ ان کی موت نے ہمارے دلوں کو وہ صدمہ پہنچایا ہے۔ جو تا زیست قائم رہے گا۔ ان کے بعد یہ جگہ کاٹنے کو دوڑتی ہے۔ میرا خیال ہے باسکرویل ہال میں رہ کر ہمیں کبھی چین نہ ہوگا"۔

"تو ملازمت چھوڑ کر کیا کرنے کا ارادہ ہے؟"

"یہی خیال ہے کہ اپنا کاروبار شروع کریں گے۔ سر چارلس کی فیاضی سے ہمارے پاس جو تھوڑی بہت جتھا موجود ہے۔ اس سے کام چل جائے گا۔ اور اب اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سونے کے کمرہ میں چھوڑ آؤں"۔

ہال کی اونچائی میں چاروں طرف گیلری تھی۔ اور اس کے آگے لوہے کا مضبوط جنگلہ لگا ہوا تھا۔ ہال سے گیلری تک پہنچنے کے لئے دو طرف سیڑھیاں تھیں۔ اور اس وسطی مقام سے دو لمبی غلام گردشیں عمارت کے سارے طول میں اس طرح پھیلی ہوئی تھیں۔ کہ سب خوابگاہوں کے دروازے انہی کی طرف کھلتے تھے۔ میرا کمرہ باسکرویل کے کمرہ سے ملحق تھا۔ اور میں نے دیکھا یہ کمرے مکان کے وسطی حصہ کے مقابلہ میں جدید تر نمونہ کے بنے ہوئے تھے دیواروں پر لگے ہوئے رنگدار کاغذ اور شمعوں کی تیز روشنی سے افسردگی کا وہ احساس جو یہاں آتے ہی ہم پر طاری ہوا تھا۔ ایک حد تک رفع ہو گیا۔

مگر کھانا کھانے کا کمرہ جس کا دروازہ ہال کی طرف کھلتا تھا۔ بہت وحشتناک اور

تاریک نظر آیا۔ ایک لمبا کمرہ پرانی ساخت کا بنا ہوا جس میں ایک طرف چھوٹا سا چبوترہ تھا۔ کھانے کے وقت گھر کے آدمی اس چبوترے پر اور نوکر پاس ادب زیریں حصہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ ایک طرف سازندوں کی گیلری تھی کسی قدر آگے کو بڑھی ہوئی۔ امتداد زمانہ سے کالی چھت بھاری چوبی شہتیروں پر بنی ہوئی اور بہت اونچی تھی۔ زمانہ گذشتہ میں جب اس جگہ بے شمار مشعلوں کی تیز روشنی ہوتی تھی۔ اور خاندان کے زن و مرد شوخ لباس پہنے شرابیں پیتے اور قہقہے لگایا کرتے تھے۔ تو شاید اس جگہ بیٹھنا طبیعت کو ناگوار نہ ہوتا ہوگا مگر صورت موجودہ میں جب صرف ایک سایہ دار لیمپ روشن تھا۔ اور دو آدمی سیاہ لباس پہنے چپ چاپ کھانا کھا رہے تھے۔ کمرہ کی سنسانی ہیبت ناک ہونے لگی۔ کسی نامعلوم اثر سے ہماری آوازیں دب گئیں۔ طبیعت پر افسردگی غالب آنے لگی اور دیواروں پر لگی ہوئی اکابر خاندان کی تصویریں جو الزبتھ کی وضع پوشش سے لے کر عہد ریجنسی کے لباس میں اپنی صحبت خاموش سے ہم کو مستفیض کرتی تھیں۔ الٹا اپنی قہر آلود نظروں سے خوفزدہ کرنے لگیں۔ قدرتی طور پر ہمارے درمیان بہت کم گفتگو ہوئی۔ کم از کم میرے لئے وہ وقت غیر معمولی خوشی کا تھا۔ جب کھانا ختم ہونے پر ہم نئی ساخت کے ونٹا کھلنے کے کمرہ میں سگرٹ پینے گئے۔

پوئر دفعتاً سر ہنری نے کہا "واللہ یہ جگہ بڑی سنسان اور دل کو افسردہ کرنے والی ہے کو اس رفتہ رفتہ آدمی ہر طرح کے حالات کا عادی ہو جاتا ہے۔ مگر سر دست میں اپنے آپ کو اس طرح کے اندر گویا ایک اجنبی کی طرح محسوس کرتا ہوں۔ اچھا اس بھیانک مکان میں رہتے ہوئے کبھی آرام کرنا چاہیئے۔ شاید دن ہی گزریں تو کچھ حیرت کی بات نہیں۔ میری رائے میں تو اب ہمیں ہم اٹھ کر اپنے اپنے کمروں میں چلے کہ افسردگی کو رفع کر سکے۔"

کھڑکی کے شیشوں سے باہر کی طرف نظر ڈالی۔ اندھیرا [illegible]

واقع تھا۔ کچھ فاصلہ پر درختوں کے جھنڈ تیز ہوا کے آگے سجدہ کرتے ہوئے اپنی تنہائی اور بیکسی پر بین کر رہے تھے۔ آسمان پر ابر سیاہ کے غلیظ ٹکڑے ایک دوسرے کے تعاقب میں دوڑ رہے تھے اور ان کے اندر سے کبھی کبھی نصف چاند دکھائی دے جاتا۔ تو اس پھیکی سی روشنی میں درختوں سے پرے کچھ چٹانیں اور ان سے بھی آگے کچھار کا وحشت خیز ویرانہ نظر آتا تھا۔ ایک بھیانک اور دہشت خیز منظر جس نے طبیعت کی پریشانی کو اور بڑھا دیا۔ ناچار میں نے پردہ ڈال دیا اور سونے کی غرض سے پلنگ پر جا لیٹا۔

لیکن معلوم ہوتا ہے۔ پر اسرار واقعات کے سلسلہ میں ابھی کچھ اور دیکھنا باقی تھا میں دیر تک بے چینی سے کروٹیں لیتا رہا۔ اعضا مضمحل تھے طبیعت آرام چاہتی تھی۔ مگر نیند خدا معلوم کدھر مصروف تھی۔ کہ آنکھوں میں آنا ہی نہ چاہتی تھی۔ فاصلہ پر کلاک نے بارہ گھنٹے بجایا۔ مگر اس کے سوا ہر طرف موت کی خاموشی تھی۔ یکایک رات کے سناٹے میں ایک آواز دردناک۔ جگر خراش۔ روح فرسا آواز واضح صاف اور دل پر چھرے چلانے والی میرے کانوں میں پہنچی یہ کسی عورت کے سسکیاں لیکر رونے کی آواز تھی۔ مدھم مگر پرسوز لیکن ناقابل برداشت رنج وغم کی مظہر جسے ایک بار سن کر کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ میں جھٹ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور کان لگا کر سننے لگا۔ مگر اتنے ہی میں وہ آواز بند ہو چکی تھی۔ غور کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ وہ کسی قریبی مقام سے۔ غالباً مکان کے اندر ہی کسی جگہ سے آئی تھی۔ قریباً آدھا گھنٹہ میں اس آواز کو دوبارہ سننے کا منتظر رہا۔ مگر وہ پھر سنائی نہ دی۔ رات کے سناٹے میں گھڑی کی ٹک ٹک کرنے یا باہر دیواروں پر عشق پیچاں کی بیلوں کے سرسرانے کی آوازیں تو سنائی دیتی تھیں۔ مگر ان کے سوا ہر طرف خاموشی تھی۔

باب ۔ ۷

پُراسرار سینہ

دن نکلا۔ تو صبح کی تازگی اور فرحت نے اس اثر یاس کو جو ہمارے دلوں پر ہال میں آتے ہی پیدا ہوا تھا۔ بڑی حد تک زائل کر دیا۔ وہی کھانا کھانے کا کمرہ جو رات کو اتنا بھیانک معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت جب ہم اور سرہنری ناشتہ کے لیے بیٹھے۔ تو دھوپ سے جگمگا رہا تھا۔ آفتاب کی روشنی اونچی کھڑکیوں سے داخل ہو کر دیواروں پر لگے ہوئے زرہ بکتر کو سنہرا رنگ دے رہی تھی۔ اور طلائی کرنیں سیاہ چوبی تختوں کو مجلا سونے کی آب دیتی تھیں۔ اس خوشگوار منظر کو دیکھ کر یقین نہ آسکتا تھا۔ کہ شب گذشتہ کو یہی کمرہ اس قدر پریشانی اور افسردگی کا باعث ہوا تھا۔

غالباً سرہنری کے خیالات بھی میرے خیالات سے ملتے تھے۔ کیونکہ ناشتہ کرتے ہوئے اس نے چاروں طرف دیکھ کر یکایک کہا "میری دانست میں قصور ہماری طبیعتوں کا تھا۔ ہم چونکہ تھکے ماندے اور ٹھٹھرے ہوئے تھے۔ اس لئے رات کو یہ جگہ بہت افسردہ کن معلوم ہوئی۔ مگر اب تازہ دم ہونے کے بعد مکان بھی فرحت افزا معلوم ہوتا ہے۔"

میں تھوڑی دیر چپ رہا۔ پھر جی کڑا کر کے کہنے لگا "مجھ سے پوچھئے۔ تو سوال محض ہمارے تخیل کا نہیں ہے۔ کیا رات آپ کو بھی کسی عورت کے سسکیاں لے کر رونے کی آواز سنائی دی تھی؟"

سرہنری ان لفظوں کو سن کر چونک گیا۔ اور بولا "عجیب بات ہے۔ یہی سوال میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔ بے شک اس طرح کی کچھ آواز مجھ کو بھی سنائی دی تھی مگر میں اس وقت نیم خوابی کی حالت میں تھا۔ اس لئے صحیح رائے قائم نہ کر سکا۔ میں نے اس

کو دوبارہ سننے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ بالکل سنائی نہ دی۔ پس میں نے خیال کیا۔ کہ محض میرا واہمہ تھا۔"

"جی نہیں کم ازکم میں اس کو واہمہ نہیں سمجھتا۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہ سکتا ہوں کہ وہ کسی عورت کے رونے کی آواز تھی۔"

"ٹھیرو میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

اس نے گھنٹی بجائی۔ باری مور آواز سنتے ہی حاضر ہوا۔ ہیرونٹ نے اس معاملہ کا ذکر کرکے رونے کی وجہ دریافت کی۔ میرا خیال ہے سرہنری کے الفاظ سے داروغہ کے چہرہ پر اور زیادہ سپیدی چھاگئی۔ مگر وہ چپ چاپ سارا حال سنتا رہا۔

پھر کہنے لگا۔ سرکار اس مکان میں فقط دو عورتیں ہیں۔ ایک جو برتن صاف کیا کرتی ہے۔ اور رات کو مکان کے پرلے سرے پر سوتی ہے۔ دوسری میری بی بی کم ازکم اس کی طرف سے میں اس بات کا یقین دلا سکتا ہوں کہ وہ آواز جس کا آپ ذکر کرتے ہیں اس کی نہیں تھی۔"

مگر جلدی ہی معلوم ہوگیا۔ کہ باری مور کا بیان غلط تھا۔ ناشتہ کے تھوڑی دیر بعد اتفاق سے وہی عورت لمبی غلام گردش میں مل گئی۔ سورج کی تیز روشنی میں جو اس کے چہرہ پر پڑتی تھی۔ میں نے دیکھا۔ ایک بھاری بھرکم اور گٹھیلی بھدے خط و خال کی عورت تھی جس کے چہرہ پر سختی اور استقلال کے اثرات پائے جاتے تھے۔ کم ازکم وہ ایسی عورت نہ تھی کہ کسی ادنےٰ واقعہ سے متاثر ہو سکے۔ مگر اس کی سرخ آنکھیں اور سوجے ہوئے پپوٹے صاف ثابت کرتے تھے کہ رات بھر روتی رہی ہے۔ ضرور وہ آواز جو ہم کو سنائی دی اسی کے رونے کی تھی جس صورت میں غیر ممکن تھا کہ باری مور اس کی حالت سے بے خبر ہو۔ اس حالت میں مجھے اس کے انکار سے سخت تعجب ہوا۔ حیران تھا کہ اس نے یہ لاحاصل جھوٹ کیوں بولا۔ اور کیا باعث تھا کہ یہ عورت زور زور

سے بکیلیں لے کر روانی تھی ؟ زرد رو، لاغر اندام باری مور کے گرد ابھی سے دھند اور اسرار کا حلقہ پیدا ہوتا جا رہا تھا۔ سب سے پہلے اس کا سر چارلس کی لاش دریافت کرنا بھی اب میری نظروں کو امرِ مشتبہ دکھائی دینے لگا۔ کس کو خبر تھی کہ سر چارلس کی موت کن حالات میں واقع ہوئی اس بارہ میں جو تفصیل ہم کو معلوم ہوئی۔ وہ اسی باری مور کی بیان کی ہوئی تھی۔ اب اسی سلسلہ میں یہ بھی سوچ آئی۔ کیا وہ آدمی جسے ہم نے ریجینٹ سٹریٹ میں کرایہ کی گاڑی میں بیٹھے ہوئے دیکھا باری مور ہی تھا؟ سیاہ داڑھی دونوں کی تھی۔ فرق اگر تھا تو قد و قامت کا۔ گاڑیبان نے اپنی سواری کو پستہ قد بیان کیا تھا۔ اور باری مور کی قامت دراز تھی۔ مگر اس طرح کی غلطی سرسری نظر دیکھنے سے عموماً پیدا ہو جاتی ہے۔ ان خیالات نے دل میں عجیب بے چینی پیدا کر دی۔ سوچنے لگا کہ شک رفع کرنے کی بہترین صورت کیا ہے؟ آخر یہ تجویز ذہن میں آئی کہ ڈاکخانہ گرمپن کے پوسٹ ماسٹر سے مل کر دریافت کروں کہ وہ تار جو ہم نے لندن سے باری مور کے نام روانہ کیا تھا۔ واقعی اس کو دیا گیا یا کسی اور کو۔ شرلک ہومز نے چلتے وقت ریل کے سٹیشن پر نصیحت کی تھی۔ کہ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آئے یا کوئی نئی بات معلوم ہو تو اس کی اطلاع ضرور دیتے رہنا۔ خیر اس تحقیقات کا نتیجہ کچھ ہوا سے ایک خط لکھنے کا مصالحہ تو مل جائے گا۔

دوپہر کے کھانے سے پہلے سر ہنری کو کسی ایک کا [illegible] کا معائنہ کرنا تھا۔ اس لئے فرصت کا یہ وقت میں نے گرد و نواح کی سیر کے لئے اچھا سمجھا۔ موضع گرمپن باسکرولی ہال سے قریباً چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ صبح کی فرحت بخش ہوا میں کچھار کے ساتھ ساتھ چلتا میں جلدی ہی اس جگہ پہنچ گیا۔ گرمپن کے چھوٹے سے گاؤں میں صرف دو مکان باقیوں سے ذرا اونچے تھے۔ ایک ڈاکٹر مارٹیمر کا۔ دوسرا وہ جس میں سرائے تھی۔ ڈاکخانہ عام دیہاتی وضع کا تھا۔ میں تھوڑی تلاش سے وہاں جا پہنچا۔ دیکھا تو پوسٹ ماسٹر صاحب پسرٹ کی دوکان کرتے تھے تار کے واقعہ کا ذکر کیا۔ تو فرمانے لگے۔

"مجھے اس تار کا حال یاد ہے۔ جیسا آپ نے ہدایت کی تھی۔ وہ تار مسٹر بارہی مور ہی کو دیا گیا تھا۔"

"یہ بھی یاد ہے کس نے دیا تھا؟"

"میرا پاپا اپا کا دینے گیا تھا۔ جیمز دھیرج آنا۔ کیا تمہیں نے وہ تار مسٹر بارہی مور کو تقسیم کیا تھا؟"

"ہاں میں نے دیا تھا۔" ایک کمسن نیلے چھوکرے نے جو صاحب پوسٹماسٹر کا نور نظر ثابت ہوا۔ جواب دیا۔

"خوب یاد ہے۔ تم نے وہ تار مسٹر بارہی مور کے اپنے ہاتھ میں دیا تھا؟" میں نے سوال کیا۔ وہ میرے سوال پر گھبرا سا گیا۔ پھر اپنے باپ کی طرف منہ پھیر کر کہنے لگا۔ "پاپا بارہی مور تو کوٹھے پر کوئی کام کر رہا تھا۔ اس لئے وہ تار اس کی بی بی کو دے دیا گیا۔ مگر وہ کہتی تھی۔ کہ میں ابھی ابھی اس کو اپنے شوہر کے پاس پہنچادوں گی۔"

"تم نے بارہی مور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا بھی یا نہیں؟" میں نے باصرار پوچھا۔

"کیسے دیکھتا وہ تو اس وقت کوٹھے پر تھا۔"

میں کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔ کہ صاحب پوسٹماسٹر چیں بہ جبیں ہو کر کہنے لگے "تیری رائے میں وہ تار جب اس کی بی بی کو مل گیا۔ تو پھر حجت کیا باقی رہ گئی؟ یا تو یوں کہئے۔ وہ تار اس کو ملا ہی نہیں۔ ایسا ہی ہو تو ضابطہ کے مطابق مسٹر بارہی مور کو ایک عرضی صاحب پوسٹماسٹر جنرل کے نام لکھنی چاہیئے۔ آپ اس بارہ میں کچھ اعتراض نہیں کر سکتے۔"

معلوم ہو گیا کہ اس گنوار شخص سے زیادہ سر مغزن فضول ہے۔ مگر اس تحقیقات سے کم از کم ایک بات واضح ہو گئی۔ یعنی اگرچہ ہومز نے یہ دریافت کرنے کی ترکیب خوب سوچی تھی۔ کہ بارہی مور اس دن لندن میں تھا یا نہیں۔ تاہم عملی طور پر اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔ عین ممکن ہے کہ وہ جسے ہم نے گاڑی پر سوار دیکھا بارہی مور ہی تھا۔ اس صورت میں اس شخص

کی پراسرار اہمیت بہت بڑھ جاتی تھی۔ کیونکہ وہی تھا جس نے سرچارلس کی لاش دریافت کی وہی تھا جس نے سرہنری کا تعاقب شروع کیا۔ وہی تھا جس نے ملازمت سے علیحدگی کی خواہش ظاہر کی۔ وہی تھا جس کی بی بی راتوں کو بین کیا کرتی تھی ... سوچ آئی کیا یہ آدمی کسی اور کا کارندہ ہے۔ یا اس نے خود کوئی خوفناک منصوبہ سوچ رکھا ہے۔ طرح طرح کے خیالات میرے دل میں پیدا ہونے لگے۔ خیال آیا کہ خاندان باسکرولی کے آدمیوں کو تنگ کرنے میں اسے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ اور اب وہ عجیب پیغام بھی یاد آیا جس کے الفاظ اخبار ٹائمز کے افتتاحیہ سے قطع کر کے ایک کاغذ پر چسپاں کئے گئے تھے۔ کیا وہ پیغام باری مور کا بھیجا ہوا تھا۔ یا کسی اور آدمی کا جو اس کی خطرناک تجویزوں کو روکنا چاہتا ہے۔ اس قسم کی تحریر کا فائدہ باری مور کے لئے یہ تھا کہ اگر سرہنری باسکرولی ڈر کر ہال کی سکونت سے دست بردار ہو جائیں۔ تو مکان باری مور اور اس کی بی بی کے قبضہ میں رہے۔ مگر نہیں اس گہری اور پیچ پیچ سازش کی جو نوجوان سیرونٹ کے خلاف عمل میں لائی جا رہی تھی۔ یہ تشریح صحیح نہ ہو سکتی تھی۔ یہ ایک بے جان نتیجہ تھا جس کو اخذ کرتے ہی اسکی صحت پر شک ہونے لگا۔ ہومز کا اپنا بیان یہ تھا۔ کہ میں نے اپنی عمر میں جتنے معاملات کی تحقیقات کی ہے۔ ان میں اس قدر پیچیدہ اور پراسرار واقعہ کبھی نہیں دیکھا۔ موضع گریمپن سے ہال کی طرف واپس آتے ہوئے جس وقت کھپار کے کنارے سنسان ویرآباد سڑک پر اکیلا چل رہا تھا۔ تو کئی بار جی میں آئی۔ کاش ہومز اس وقت میرے پاس ہوتا۔ میں نے دعا کی کہ خدا اس کی بے شمار مصروفیتوں کا جلد خاتمہ کرے کہ میں ذمہ داری کے اس بارعظیم کو جو اس نے بحالت مجبوری مجھ پر ڈال دیا تھا۔ دوبارہ اس کے حوالہ کر سکوں۔

اس طرح کے خیالات میں غلطاں میں باسکرولی ہال کو واپس جا رہا تھا۔ کہ ناگاہ اپنے عقب میں کسی کے دوڑتے ہوئے آنے کی آواز سنائی دی۔ ساتھ ہی کسی نے میرا نام لے کر آوازیں دینی شروع کیں۔ میں چونک کر رکا اور پیچھے مڑ کر دیکھنے لگا۔ خیال تھا ڈاکٹر مارٹیمر ہو گا مگر آپ میری حیرت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب میں نے دیکھا۔ کہ ایک بالکل ہی اجنبی

آدمی ہے۔ پستہ قد۔ لاغر اندام چہرہ ریش و بروت سے صاف اور جوانی کا رنگ لئے ہوئے بال بھورے اور عمر تیس چالیس سال کے درمیان تھی۔ گلے میں خاکی رنگ کا سوٹ اور سر پر تنکوں کی بنی ہوئی ٹوپی۔ ٹین کی بنی ہوئی ایک صندوقچی۔ نباتات کے نمونے جمع کرنے کو پیچھے پڑی لٹکائی ہوئی اور ایک ہاتھ میں تتلیاں پکڑنے کی جالی جس میں لمبی سی لکڑی لگی ہوئی تھی۔

پاس آکر ہانپتے ہوئے کہنے لگا: "ڈاکٹر واٹسن سب سے پہلے میں اس تصدیعہ کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ مگر اس جگہ دیہات میں ہم لوگ رسمی آداب چھوڑ کر بے تکلفی کی زندگی بسر کرتے ہیں یہاں ایک دوسرے سے ملنے کے لئے کسی تعارف یا شناسائی کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ میرا نام شاید آپ نے ڈاکٹر مارٹیمر سے سنا ہوگا۔ آپ کی طرح میرے بھی بہت گہرے دوست ہیں سٹیپلٹن میرا نام ہے۔ اور میں میری پٹ ہوس میں رہتا ہوں۔"

"میرے خیال میں یہ جالی اور صندوق آپ کی شخصیت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں" میں نے مسکرا کر جواب دیا: "آپ کی تعریف میں ڈاکٹر مارٹیمر سے سن چکا ہوں۔ آپ نباتات وحیوانات کی تحقیق کے بہت شایق ہیں۔ مگر خاکسار کو آپ نے کیسے پہچانا؟"

"میں ڈاکٹر مارٹیمر کے مکان پر گیا ہوا تھا۔ آپ ان کی کھڑکی کے سامنے سے گذرے۔ تو انہوں نے اشارہ سے بتایا کہ مشہور ڈاکٹر واٹسن آپ ہیں۔ چونکہ غریب خانہ بھی اسی طرف واقع ہے۔ اس لئے میں نے تعارف کا اچھا موقعہ خیال کیا۔ غالباً آپ کے دوست سر ہنری اپنے لمبے سفر کے بعد ہر طرح بخیریت ہونگے؟"

"میں ان کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وہ بخیر و عافیت یہاں پہنچ گئے ہیں۔"

"سچ پوچھئے تو سر چارلس کی رنجیدہ موت کے بعد ہمیں اس بات کا کھٹکا لگا ہوا تھا۔ کہ ان کے نئے وارث ہال کی سکونت سے انکار نہ کردیں۔ واقعہ میں کسی مالدار آدمی کا اس اُجڑ مقام پہ آباد ہونا اور زاویہ نشینی کی زندگی گزارنا ایک ایسا رنجیدہ ایثار ہے جس کے لئے ہر نوجوان تیار نہیں ہوسکتا۔ غالباً سر ہنری کے دل میں اس جگہ کی نسبت کسی طرح کا وہم یا اندیشہ

نہیں ہے؟"

"جی نہیں ... اور نہ ہوگا۔"

"اُس شیطانی کتے کی روائت تو آپ نے بھی سنی ہوگی۔ جو اس بد نصیب خاندان کے درپے آزار ہے؟"

"ہاں سنی ہے۔"

"صاحب اصل حقیقت کی آگہی تو خدائے علیم وخبیر ہی کو بہتر ہوگی۔ مگر ان نواحات کے دہاتی لوگ اتنے زود یقین ہیں کہ ان میں سے بہتیرے قسم کھا کر کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اس عجیب و غریب حیوان کو اپنی آنکھوں سے کبھار ہیں پھرتے ہوئے دیکھا ہے۔" وہ مسکرایا۔ مگر اس کی آنکھوں کے انداز سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ باطن میں خود بھی اس معاملہ پر سنجیدگی سے یقین کرتا ہے۔ پھر بولا۔ "اس روائت کا سر چارلس کے دل و دماغ پہ گہرا اثر ہو چکا تھا۔ اور کچھ شک نہیں۔ کہ یہی باتیں ان کی اندوہناک موت کا موجب ثابت ہوئیں۔"

"کس طرح؟"

"اُن کے اعصاب اتنے کمزور ہو گئے تھے۔ کہ اگر کسی معمولی کتے کو غیر معمولی حالات میں دیکھ لیتے۔ تو بھی ان کے دل پر جو پہلے ہی کمزور تھا۔ مہلک اثر ہونا یقینی تھا۔ میری اپنی رائے یہ ہے۔ کہ اس رات انہوں نے گلی میں کوئی اسی قسم کا حیوان دیکھا تھا۔ ہمیں مدت دراز سے ان کی فکر لگی رہتی تھی۔ میرا ان سے بہت میل جول تھا۔ اور میں یہ بھی جانتا تھا۔ کہ ان کا دل کمزور ہے۔"

"مگر آپ کو ان کے دل کا حال کیسے معلوم ہوا؟"

"مارٹیمر نے جو بیان کیا تھا۔"

"گویا آپ کی رائے میں اس رات واقعی کسی کتے نے سر چارلس کا پیچھا کیا۔ اور وہ خوف سے مر گئے؟"

"میری اپنی رائے یہی ہے۔ اگر آپ کوئی بہتر خیال پیش کر سکیں۔ تو میرے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔"

"افسوس میں سردست کسی نتیجہ پر نہیں پہنچا۔"

"کیا مسٹر شرلک ہومز نے بھی کوئی رائے قائم نہیں کی؟"

میں حیران وششدر رہ گیا۔ آخر اس شخص کو شرلک ہومز کے شریک تحقیقات ہونے کا حال کیسے معلوم ہوا؟ مگر نہیں جب میں نے اس کے پرسکون چہرہ کو بغور دیکھا تو معلوم ہوا۔ اس نے یہ الفاظ محض سرسری کہے تھے۔

مجھے حیرت زدہ دیکھ کر کہنے لگا "ڈاکٹر واٹسن آپ کو شاید اس بات کا تعجب ہے کہ میں آپ کے دوست سے کیونکر واقف ہوا۔ مگر میں جانتا ہوں آپ کی ذات شرلک ہومز کی شخصیت سے پیوست ہو چکی ہے۔ جہاں آپ ہیں۔ وہاں آپ کا دوست ہومز بھی ضرور ہوگا۔ جب مارٹیمر نے آپ کا نام لیا۔ میں نے تبھی جان لیا تھا۔ کہ مسٹر شرلک ہومز ضرور اس معاملہ میں دلچسپی لے رہے ہوں گے۔ ان کے ذہن رسا اور دوررس طبیعت کا حال کسے معلوم نہیں۔ اس پراسرار معاملہ پر ان کے خیالات معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔"

"افسوس ہے۔ میں آپ کے سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ان کے خیالات مجھ سے پوشیدہ ہیں۔"

"کم ازکم یہ تو معلوم ہوگا۔ کیا وہ خود یہاں تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

"سردست ان کا لندن سے باہر آنا غیر ممکن ہے۔ کیونکہ بعض اہم تر معاملات درپیش ہیں۔"

"افسوس! افسوس!" اس نے دلی تاسف کے لہجہ میں کہا۔ "وہ آسکتے تو کئی باتیں جو ابھی تک اندھیرے میں چھپی ہوئی ہیں ظاہر ہو جاتیں۔ خیر آپ ان کے بہتر قائمقام ہیں

"ہا! ہا! ہا! مجھے پہلے ہی خیال تھا کہ آپ ایسا کہیں گے۔ یہی خیال ہیٹن کا جان لیوا ثابت ہوا ہے.... دیکھئے وہ روشن اور سبز قطعات جو سامنے کی طرف جا بجا بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں..."

"معلوم ہوتا ہے یہ اس ویرانہ کا زرخیز حصہ ہے۔"

"زرخیز! ہوا ہو! ہو! اسٹیپلٹن نے ہنس کر کہا۔ حضرت جسے آپ کبھار کا زرخیز حصہ سمجھتے ہیں، درحقیقت ایک خوفناک دلدل ہے جس کو لوگ گرمپن مائیر کہتے ہیں۔ اتنی خطرناک کہ ذرا سی بے احتیاطی مہلک ثابت ہوتی ہے۔ کل کا ذکر ہے میں نے ایک گھوڑے کو اس طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ مگر اسے واپس آنا نصیب نہ ہوا۔ اس کا منہ اور گردن کچھ دیر تک دلدل سے نکلے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ آخرکار وہ بھی اس میں غرق ہو گئے۔ گرمیوں میں ہی ادھر سے گزرنا خطرناک ہوتا ہے۔ اور برسات اور جاڑے کے بعد تو ہر قدم پر ایک نیا خطرے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کے باوجود میں اس دلدل کے سب حصوں کی پوری واقفیت رکھتا ہوں۔ اور بڑی آسانی سے اس کے وسط تک پہنچ کر واپس آ سکتا ہوں... آہ معلوم ہوتا ہے کوئی اور بدنصیب گھوڑا دلدل میں پھنسا ہوا دم توڑ رہا ہے۔"

میں نے دیکھا ایک بھورے رنگ کی چیز سبز قطعات کے وسط میں بڑے زور سے جدوجہد کر رہی تھی۔ ایک بار اس کی لمبی گردن عالم تشنج میں اونچی اٹھی دکھائی دی۔ اس کے بعد ایک ایسی خوفناک آواز میرے کانوں میں پہنچی۔ جسے سن کر جی دہل گیا۔ جانکنی کی اس بھیانک چیخ کو سن کر میری پیشانی عرق سرد سے تر ہو گئی۔ مگر میرے ساتھی کے سکون و اطمینان میں فرق نہیں آیا۔

"بڑی دلچسپی سے کہنے لگا" بس ہو لیا۔ دلدلی زمین اس کو بھی نگل گئی۔ دو دن میں دو جاندار تلف ہو گئے۔ اور نامعلوم ابھی کتنے اور ہوں گے۔ بھولے حیوان گرمیوں میں چرتے چگتے اس طرف نکل جاتے ہیں۔ انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ آجکل یہ جگہ کتنی خطرناک

ہے۔ بس جاتے ہی ایسے گرفتار ہوتے ہیں جیسے شہد میں مکھی۔ صاحب یہ راہ بڑی پُرخطر ہے"

"مگر آپ بے کھٹکے اس میں چلے جاتے ہیں؟"

"صرف ایک یا دو رستے اس قسم کے ہیں۔ کہ ایک پھرتیلا آدمی ان کی راہ سے بحفاظت گذر سکتا ہے۔ اور وہ رستے میرے سوا کسی کو معلوم نہیں۔"

"مگر آپ ناحق اپنی جان جوکھم میں ڈالتے ہیں۔ آپ کو اس بھیانک دلدل میں جانے کی ضرورت کیا ہے؟"

"شوقِ تحقیق۔ وہ جو آپ کو پہاڑیاں سی نظر آتی ہیں۔ یہ درحقیقت اس دلدل کے وسط میں واقع ہیں۔ آجکل وہ ان جزیروں کی طرح ہیں جن کے چاروں طرف پانی کی بجا دلدل پھیلی ہوئی ہو۔ ان پہاڑیوں پر بعض نادر بوٹیاں اور نایاب کیڑے پائے جاتے ہیں... بشرطیکہ انسان اُن تک پہنچنے کی ہمت رکھتا ہو۔"

"میں بھی کسی دن کوشش کر دیکھوں گا۔"

وہ میری طرف نظرِ حیرت سے دیکھنے لگا پھر گھبرا کر بولا "خدا کے لیے ایسی حماقت نہ کیجیے گا بلکہ اس خیال کو ہی دل سے نکال دیجیے۔ ورنہ آپ کا خون میری گردن پر ہوگا۔ سچ جانیے۔ اگر آپ ایک بار وہاں گئے۔ تو زندہ واپس آنے کی کوئی امید نہیں میں نے بھی صرف بعض نشانات یاد کر رکھے ہیں۔ اور انہی کی سیدھ پر وہاں آجا سکتا ہوں۔"

"آہ یہ کیا آواز تھی!" یکایک میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔

ایک لمبی مدھم اور انتہا درجے دردناک آواز کچھار کو ساکن ہوا کو مرتعش کرتی ہوئی ہمارے کانوں تک پہنچی۔ اور اس طرح فضا میں پھیل گئی۔ کہ یہ معلوم کرنا غیر ممکن تھا۔ وہ کہاں سے آئی ہے۔ آواز پہلے مدھم اور دبی ہوئی تھی۔ رفتہ رفتہ اس نے ایک گہری خوفناک گونج کی صورت اختیار کی۔ اس کے بعد پھر اسی طرح مدھم اور دردناک ہوگئی۔ سٹیپلٹن نے میری طرف عجیب انداز سے دیکھا۔ پھر کہنے لگا۔

میں وجہ بیان نہیں کر سکتی - نہ ایسا کرنے کا وقت ہے -" اس کے لہجہ میں ایک دلکش خفیف لکنت پائی جاتی تھی - "مگر خدا کے لئے جس طرح کہتی ہوں کرو - ابھی رخصت ہو جاؤ اور پھر کبھی اس ویرانہ میں قدم نہ رکھنا -"

"مگر بانو" میں نے اور زیادہ متعجب ہو کر کہا "میں تو ابھی اس جگہ آ کر پہنچا ہوں ..."

"نادان خود سر آدمی!" اس نے بیقرار ہو کر کہا - "کوئی بات تمہارے فائدہ کی خاطر کہی جائے تو اسے ماننے میں کیوں تامل ہو؟ جاؤ بہت جلد لندن چلے جاؤ - آج رات - ابھی - خواہ کچھ ہو - یہاں مت ٹھہرو ... آہ! میرا بھائی آ رہا ہے - خبردار اس سے نہ کہنا" پھر خود ہی بات بدلنے کے لئے "مہربانی سے وہ پھول جو ان جھاڑیوں میں اُگا ہوا ہے لا دیجیے اس طرح کے صحرائی پھول اس جگہ بہت اُگتے ہیں - مگر افسوس آپ ایسے وقت آئے جب ویرانہ کی دلفریبیاں ماند ہو چکی ہیں -"

سٹیپلٹن ناکام واپس آ رہا تھا - معلوم ہوا وہ مکھی اس کے جال سے بچ کر نکل گئی گرد دوڑنے سے چہرہ سرخ اور دم پھولا ہوا تھا -

"کون بیرل!" اس نے مس سٹیپلٹن کو دیکھ کر جلدی سے کہا - اور ان دو لفظوں سے ہی میں نے دیکھ لیا - کہ اس کا لہجہ بے تپاک نہ تھا -

"جیک کیا ہوا؟ تم پسینہ میں کیوں بھیگ رہے ہو؟"

"میں ایک سائیکلوپیڈس مکھی کی تلاش میں گیا تھا - تم جانتی ہو یہ قسم بڑی نایاب ہے اور خزاں کے آخر میں بہت کم پائی جاتی ہے - افسوس میرے ہاتھ سے نکل گئی"

یہ الفاظ اس نے ظاہرا لاپروائی سے کہے تھے - مگر اس کی تیز روشن آنکھیں کبھی کبھی مس سٹیپلٹن کو نظر تجسس سے دیکھ رہی تھیں -

"غالباً آپ لوگوں کا تعارف ہو گیا ہے" اس نے آخر کار کہا -

"میں سر ہنری سے کہہ رہی تھی کہ آپ ایسے وقت تشریف لائے ہیں - جب کہ ویرانہ کی دلفریبیاں ماند ہو چکی ہیں ... مثل کی طرح سے

دیہات کی دلفریبیاں ماند ہو جاتی ہیں۔"

"سر سبزی سے! کیا جانتی ہو آپ کون ہیں؟"

"کیا آپ سر سبزی باسکر ولی نہیں ہیں؟"

"آہ! نہیں" میں نے جلدی سے کہا "میں تو ایک عام حیثیت کا آدمی اور سر سبزی کا دوست ہوں۔ لوگ مجھے ڈاکٹر واٹسن کہتے ہیں۔"

مس سٹیپلٹن کے خوشنما چہرہ پر اضطراب کی علامتیں پیدا ہو گئیں۔ اور اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

"بڑی غلط فہمی ہوئی۔" آخر کار اس نے کہا۔ "میں اسی بھول سے ان سے باتیں کرتی رہی"

"مگر آپ لوگوں کو باتوں کے لئے زیادہ وقت نہ ملا ہوگا" اس کے بھائی نے بدستور متجسس نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"غلطی ہوئی کہ میں نے ڈاکٹر واٹسن کو ایک مہمان کی بجائے اس جگہ کا باشندہ خیال کیا" مس سٹیپلٹن نے جواب دیا "خیر ایک مسافر کے لئے یہ بات کیا اہمیت رکھتی ہے۔ کہ پھولوں کی بہار دیکھنے کا اچھا موسم کونسا ہے... مگر آپ غریب خانہ پر تشریف لائیے۔ گھر پاس ہی واقع ہے۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد ہم تینوں ایک ویران بے رونق مکان پر جا پہنچے جس میں کبھی کوئی چرواہا رہا کرتا ہوگا۔ بہر حال اب اس کی مرمت کر کے اسے موجودہ ضرورتوں کے مطابق قابل سکونت بنا لیا گیا تھا۔ گرد اگرد ایک باغ تھا۔ مگر جیسا اس ویرانہ میں عام طور پر دیکھا گیا۔ باغ کے درخت چھوٹے مڑے ہوئے اور خشک تھے۔ اور یہ جگہ ہر لحاظ سے افسوسناک اور خستہ حال نظر آتی تھی۔ ایک فرسودہ وضع کے سیاہ پوش نوکر نے جس کی صورت مکان کے حسب حال تھی۔ دروازہ کھولا۔ اندر گئے تو دیکھا کئی بڑے بڑے کمرے ہیں جن کی نفاست و زیبائش مس سٹیپلٹن کے مذاق سلیم کا پتہ دیتی تھی۔ مگر کھڑکیوں

لیکن معلوم ہوتا ہے اس پگ ڈنڈی کے علاوہ سڑک تک پہنچنے کا کوئی اور چھوٹا راستہ بھی موجود تھا۔ کیونکہ جب میں اس تنگ پگڈنڈی سے گذر کر شاہراہ پر پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہوں مس سٹیپلٹن ایک چٹان کی ڈھال پر بیٹھی ہے۔ اس کا خوشنما چہرہ گرمی سے تمتمایا ہوا تھا۔ اور وہ اپنے پھولے ہوئے دم کو ٹھیک کرنے کے لئے ایک ہاتھ پہلو پر رکھے ہوئے بیٹھی تھی۔

مجھے دیکھ کر کہنے لگی "ڈاکٹر واٹسن میں اس لئے دوڑتی ہوئی آئی ہوں۔ کہ ایسا نہ ہو آپ آگے نکل جائیں۔ اسی جلدی میں ٹوپی پہننے کی بھی مہلت نہ ملی۔ اور چاروں طرف دیکھ کر بہت عرصہ بھی نہ ٹھیروں گی۔ کہ بھائی مجھے نہ دیکھ کر پریشان نہ ہو۔ میں صرف یہ کہنے کے لئے آئی ہوں کہ آپ کو سر ہنری سمجھ کر بھولے سے جو چند الفاظ میرے منہ سے نکل گئے تھے۔ ان کے لئے میرے دل کو سخت افسوس ہے۔ مہربانی سے اس واقعہ کو بھول جائیے۔ ان لفظوں کا آپ کی ذات سے کچھ تعلق نہیں۔"

"مگر بانو میں کیسے بھول سکتا ہوں؟" میں نے پریشانی کے لہجہ میں کہا "سر ہنری میرے دوست ہیں۔ اور میں تہ دل سے ان کی بہتری چاہتا ہوں۔ جب تک آپ سارا حال نہ کہیں گی۔ میرے دل کو چین نہ آئے گا۔ مہربانی سے صاف صاف کہئے۔ کس لئے آپ سر ہنری کا واپس چلے جانا بہتر سمجھتی ہیں؟"

"آہ۔ میں آپ کے سوالوں کا کچھ جواب نہیں دے سکتی۔ آپ اسے عورت کا وہم کہئے۔ یا کچھ اور۔ بہرحال جب آپ میری عادات کو بہتر جاننے لگیں گے۔ تو معلوم ہوگا کہ میں جو کچھ کہتی یا کرتی ہوں۔ ہمیشہ اس کی وجوہات بیان نہیں کر سکتی۔"

"نہ۔ نہ میں یہ عذر نہیں مانتا۔ وہ الفاظ آپ نے پوری سنجیدگی کے ساتھ کہے تھے۔ انہیں کہتے ہوئے آپ کی آواز میں ایک خاص جوش پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے جو بات ہو کھول کر کہہ دیجئے۔ تبھی میرا اطمینان ہوگا۔ میں جب سے یہاں آیا ہوں۔ چاروں طرف تاریکی و اسرار کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ اس ویرانہ کی زندگی گرمپین کی خوفناک دلدل کی طرح ہے

کہ اس میں جا بجا سبز قطعات ہیں۔ مگر کوئی بھولا بھٹکا مسافر غلطی سے ان میں داخل ہو جائے تو پھر اس کا بچ کر آنا محال ہے۔ کیونکہ صحیح راہ دکھلانے والا کوئی نہیں۔ میں پھر درخواست کرتا ہوں کہ جو اطلاع آپ سر ہنری کو دینا چاہتی تھیں۔ اسے وضاحت کے ساتھ کہہ دیجیے۔ میں اپنی زبانی آپ کا پیغام سر ہنری کو پہنچا دوں گا۔"

اس کے خوشنما چہرہ پر تھوڑی دیر کو اس طرح کے اثرات پیدا ہوئے۔ گویا اپنے کمزور ارادہ کو پختہ نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد جلدی ہی آنکھوں کی سختی نے ظاہر کر دیا۔ کہ وہ کسی بات کا مصمم ارادہ کر چکی ہے۔ کہنے لگی۔

"ڈاکٹر واٹسن آپ ایک چھوٹی سی بات کو ناحق اس قدر اہمیت دے رہے ہیں معاملہ صرف اس قدر ہے کہ سر چارلس کی مرگ بے ہنگام سے ہم بہن بھائیوں کے دل کو سخت صدمہ پہنچا تھا ہم ان کے گہرے دوست تھے۔ اور وہ اکثر سیر کرتے ہوئے ہمارے مکان پر آیا کرتے تھے ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ خوفناک کتے کی روایت ان کے دل میں گھر کر چکی تھی۔ آخر جب ان کی موت کا سانحہ پیش آیا۔ تو یہی سمجھا گیا۔ کہ وہ اندیشے جنہیں وہ مختلف اوقات میں ظاہر کیا کرتے تھے۔ ان کی موت کی صورت میں پورے ہو گئے۔ ہمارے دل اس صدمہ کے اثر سے بحال نہ ہوئے تھے کہ سنا گیا اس خاندان کے نئے وارث آباد ہونے کے لئے آ رہے ہیں۔ اس سے کھوئے ہوئے دل کی پریشانی اور بڑھی۔ اور میں نے ضروری سمجھا کہ انہیں اس خطرہ سے آگاہ کر دیا جائے۔ جو شاید جلد یا بدیر ان کو بھی پیش آئے۔ بس یہی میرے الفاظ کا مدعا تھا۔۔"

"مگر وہ کیا خطرہ ہے جس کا آپ ذکر کر رہی ہیں؟"

"آپ نے اس کتے کی داستان سنی ہو گی۔ جو اس خاندان کا جانی دشمن ہے۔"

"سنی ہے۔ مگر میں ایسی لغو و بیہودہ کہانیوں کا قائل نہیں ہوں۔"

"خیر آپ ایک قوی حوصلہ مرد ہیں۔ اور میں ایک کمزور دل عورت۔ اگر میرا آپ

کے برابر جرأت نہ رکھوں تو مجھ کو معذور و مجبور سمجھئے۔ کہہ دینا میرا فرض تھا۔ ماننا نہ ماننا آپ لوگوں کا کام ہے۔ ہاں اتنا میں پھر بھی کہوں گی۔ کہ اگر سر ہنری پر آپ کا کچھ رسوخ ہو تو مہربانی سے ان کو اپنے ساتھ کہیں اور لے جائیے۔ ان کا اس مقام پر جو ان کے خاندان کے لئے ہمیشہ مہلک ثابت ہوا ہے رہنا اچھا نہیں۔ دنیا لامحدود ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ آدمی خطرہ کے مقام پر رہنے کے لئے ضد کرے۔ آخر ان کو یہاں رہنے میں کیوں اصرار ہے؟"

"اس لئے کہ بقول آپ کے خطرہ کا مقام ہے۔ آپ سر ہنری کی طبیعت سے واقف نہیں۔ مگر میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ خطرے سے گھبرانے کی بجائے اس کا مقابلہ کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ پس اگر آپ کوئی بہتر وجہ بیان نہ کر سکیں۔ تو ان کا یہاں سے جانا محال و غیر ممکن ہے۔"

"افسوس میں اور کچھ نہیں کہہ سکتی۔ کیونکہ مجھ کو معلوم نہیں۔"

"مس سٹیپلٹن" میں نے یکا یک کہا۔ "فقط ایک سوال اور پوچھتا ہوں۔ اگر آپ کو زیادہ حالات معلوم نہیں تو کیا وجہ تھی۔ آپ نے اس گفتگو کو بھائی سے چھپانے کی کوشش کی؟ کم از کم آپ کی تنبیہہ میں کوئی بات ایسی نہ تھی۔ جس پر انہیں یا کسی دوسرے کو اعتراض ہوتا۔"

"بات یہ ہے۔ بھائی کسی طرح ہال کو آباد رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے خیال میں ان غریبوں کی جو اس ویرانہ میں رہتے ہیں۔ اسی میں بہتری ہے کہ ہال آباد رہے اگر ان کو معلوم ہو جائے۔ کہ میں نے کوئی ایسی بات کہی تھی جسے سن کر سر ہنری واپس چلے گئے تو بے حد خفا ہوں گے۔ خیر میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اور اسی کی میرے خیال میں ضرورت تھی۔ لہو اب میں جاتی ہوں۔ ورنہ بھائی کو شک ہوگا۔ کہ میں آپ سے ملنے چلی آئی۔ الوداع!"

اتنا کہہ کر وہ پیچھے مڑی اور میرے دیکھتے دیکھتے چھوٹی ناہموار پہاڑیوں کے پردہ میں غائب ہوگئی میں تھوڑی دیر اس کی چھپتی ہوئی صورت کو حیرت و استعجاب کی نظروں سے دیکھتا رہا۔ اس کے بعد صدہا اندیشے دل میں لئے باسکرولی ہال کی طرف چلنے لگا۔

حصّہ اوّل ختم ہوا

حصّہ دوم

ڈاکٹر واٹسن میدانِ عمل میں

باب ۸

پہلی رپورٹ ۔ پُراسرار باری مور

یہاں سے میں اس عجیب و حیرت خیز داستان کا رسمی اندازِ تحریر بدل کر فقط ان چٹھیوں کی نقل پر اکتفا کرتا ہوں ۔ جو میں نے ان یادگار ایام میں باسکرولی ہال سے شرلک ہومز کے نام لکھی تھیں ۔ اصل چٹھیاں اس وقت میرے سامنے ہیں ۔ جن کا فقط ایک ورق گم ہے ۔ مگر اس سے مضمون کے تسلسل میں فرق نہیں آتا ۔ ہر چند ان خوفناک واقعات کے متعلق میرے قیام باسکرولی ہال کے زمانہ میں پیش آئے تھے ۔ میری یاد اب بھی صاف اور تازہ ہے ۔ تاہم یہ خطوط جو موقعہ واردات پہ لکھے گئے تھے ۔ غالباً میرے خیالات و احساسات کو بہتر واضح کر سکیں گے ۔ وھو ھذا :۔

باسکرولی ہال

۱۳ اکتوبر

مائی ڈیر ہومز

میں نے آج سے پہلے جو چٹھیاں اور تار روانہ کئے تھے ۔ ان کی بدولت یقین ہے تم

ان واقعات سے خبردار ہو گئے ہو گے۔ جو دنیا کے اس ہیبت ناک متروک و مقہور حصہ میں پیش آرہے ہیں۔ جتنا زیادہ اس جگہ قیام کرتا ہوں۔ اتنی ہی تھار کی ویرانی اس کی پہنائی وسعت اور اس کی بھیانک دلفریبیاں دل پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ افسوس تم لندن کے بارونق اور پرشور بازاروں میں بیٹھ کر اس غیر آباد ویرانہ کی سنسانی کا عشر عشیر اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ مگر سچ جانو یہاں آکر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا کسی غیبی طاقت نے تمہیں ایک مہذب و متمدن سرزمین سے اٹھا کر ایسے مقام پر جا ڈالا ہے۔ جہاں تہذیب ہے نہ شائستگی۔ اصلاح ہے نہ تمدن۔ جدھر دیکھو عہد سلف کے از یاد رفتہ لوگوں کی یادگاریں اور آثار صنادید باقی ہیں۔ جدھر جاؤ۔ ان کے مکان ہیں اور انہی کی قبریں یا وہ بھاری بھاری ڈول ستون نظر آتے ہیں۔ جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کے معبد تھے۔ کبھی یہاں کھڑے ہو کر ویران پہاڑیوں کی ڈھلوانوں پر بنی ہوئی ان پتھر کی جھونپڑیوں کو دیکھو۔ تو عہد حاضر کی تصویر دماغ سے محو ہو جاتی ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی گذرے ہوئے زمانہ کی واحد یادگار ہو۔ اور اگر اس مقام پر کھڑے ہو کر تم کسی وحشی انسان کو جس کے بدن پر لمبے بال اور پوستین کے کپڑے ہوں جس کے ہاتھ میں ایک بھاری کمان اور اس میں پتھر کی نوک کا تیر لگا ہوا ہو۔ اپنے سامنے آتا دیکھو۔ تو شاید اس کی ہستی کو اپنی موجودگی سے زیادہ قدرتی خیال کرو گے۔ بارہا مجھے یہ سوچ کر سخت حیرت ہوتی ہے۔ کہ آخر وہ کونسی کشش تھی۔ جس نے ان لوگوں کو اس بنجر زمین میں اس کثرت سے آباد ہونے پر آمادہ کیا؟ میں نہ مؤرخ ہوں نہ محقق۔ پھر بھی میرا خیال ہے۔ کہ وہ لوگ جو اس ویرانہ میں آباد تھے غالباً کسی بزدل ڈرپوک اور آشتی پسند قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ جس نے اپنے زبردست ہمسائیوں سے آمادہ پیکار ہونے کی بجائے اس ویرانہ کی سکونت کو غنیمت سمجھا جسے کوئی دوسرا قبول نہ کر سکتا تھا۔

مگر یہ باتیں میں نے برسبیل تذکرہ لکھ دی ہیں۔ ورنہ ان کا اس کام سے کچھ تعلق نہیں جس کے لئے تم نے مجھے یہاں بھیجا تھا۔ میری رائے میں تمہارے جیسے عملی طبیعت کے آدمی کو ان سے کچھ دلچسپی ہوگی۔ مجھے یاد ہے کہ جب کبھی تمہارے سامنے کوئی اس طرح کا مسئلہ چھڑ گیا۔ کہ کیا سورج زمین کے گرد گھومتا ہے۔ یا زمین سورج کے گرد۔ تو تم نے ہمیشہ اس سے انتہائی لاپروائی ظاہر کی۔ اس لئے میں ان غیر ضروری باتوں کو چھوڑ کر سر ہنری باسکرولی کے معاملات کا ذکر شروع کرتا ہوں۔

گذشتہ چند دن کے عرصہ میں میری طرف سے کسی مفصل رپورٹ نہ پہنچنے کا باعث محض یہ تھا۔ کہ حال میں کوئی قابل ذکر اہم واقعہ پیش نہیں آیا۔ مگر اس کے بعد دفعتاً ایک ایسا عجیب معاملہ دیکھا گیا جس سے عقل حیران ہے۔ اس کا حال میں آگے چل کر لکھوں گا۔ مگر اس سے پہلے بعض اور باتوں کا سرسری حال لکھنا ضروری سمجھتا ہوں جو بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

ان میں سے ایک جس کا ذکر میں نے آج تک کسی خط میں نہیں کیا۔ اس مفرور قیدی کا واقعہ ہے۔ جو حسد جیل خانہ سے بھاگ کر کھار کے ویرانہ میں چھپا پھرتا تھا۔ اب چند دنوں سے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ کسی نامعلوم مقام کو چلا گیا۔ اور سچ جانو اس اطلاع سے ان لوگوں کی جو اس ویرانہ میں رہتے ہیں ایک حد تک تسکین بھی ہو گئی ہے۔ کیونکہ ایسے شیطان سیرت آدمی کا قرب کسی حال میں خطرہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اس کے فرار کا واقعہ پیش آئے قریباً دو ہفتے گذر گئے۔ اس اثنا میں نہ کسی نے اس کو دیکھا۔ نہ کہیں اس کی موجودگی کا حال سننے میں آیا۔ بظاہر ناممکن ہے۔ کہ وہ اتنے دن اس ویران کھار میں چھپ کر بیٹھ رہا ہو۔ یوں تو اس جنگل بیابان میں ایک کیا ایک سو ایک آدمی بڑی آسانی سے چھپ سکتے ہیں۔ اور عین ممکن ہے۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ کیونکہ جیسا میں نے لکھا ہے پہاڑیوں کی ڈھالوں پر پتھر کی بنی ہوئی جھونپڑیاں بے شمار ہیں۔ مگر

سوال یہ ہے کہ اس جگہ چھپ کر وہ کم بخت کھاتا کیا ہوگا؟ اس ویرانہ میں خوراک کی قسم کی کوئی چیز موجود نہیں۔ البتہ یوں ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کسی جنگلی بھیڑ کو پکڑ کر کچے پکائے پر گذر اوقات کرتا ہے۔ مگر میری رائے یہ ہے کہ وہ کسی نامعلوم مقام کو چلا گیا۔ اسی خیال سے یہاں کے کاشتکار اب بے کھٹکے آرام کی نیند سوتے ہیں۔

باسکرولی ہال میں ہم چار تنومند آدمی رہتے ہیں یعنی میں، سر ہنری، باری مور اور سائیس پرکنز۔ اس لئے ہمیں اس مفرور قیدی کی طرف سے کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے۔ مگر جب کبھی مسٹر سٹیپلٹن اور اس کی بہن کا خیال آتا ہے۔ جو آبادی سے بہت دور ویرانہ کے عین وسط میں رہتے ہیں۔ اور جہاں انہیں کسی طرح کی مدد بھی نہیں پہنچ سکتی۔ تو واللہ جی بے چین ہو جاتا ہے۔ اس گھر میں بہن بھائی کے علاوہ صرف ایک بڈھا نوکر اور ایک ادھیڑ نوکرانی رہتے ہیں۔ نوکر اپنی کہن سالی اور مسٹر سٹیپلٹن اپنی کمزور جسمانی حالت کی وجہ سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس اگر ناٹنگ ہل کا خوفناک قاتل اندھیری رات میں کبھی ان کے مکان میں گھس آئے۔ تو کون ہے۔ جو اس کی مزاحمت کر سکے؟ کل سر ہنری سے اس مضمون پر ذکر ہوا۔ تو انہوں نے بھی تشویش ظاہر کی اور آخر یہ فیصلہ ہوا کہ سائیس پرکنز کو مسٹر سٹیپلٹن کے مکان پر سلایا جائے۔ مگر سٹیپلٹن نے کسی وجہ سے انکار کر دیا۔

تم پوچھو گے سر ہنری کو اس لاحاصل مروت کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب میں دیتا ہوں۔ مگر بات تمہارے کان میں کہنے کی ہے۔ ادھر سر ہنری کی رگوں میں جوانی کا خون ہے اور مس سٹیپلٹن میں عہد شباب کی دلچسپیاں۔ گل و بلبل میں کشش پیدا ہونا باعث حیرت نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس پر مستزاد سر ہنری کی بے کاری۔ اس ویرانہ میں کام تو کچھ ہے نہیں۔ معرکہ حسن و عشق کو ہی مشغلہ سمجھ لیا گیا ... اور دوست سچ کہلواتے ہو عورت ہے بھی طرحدار۔ سخت حیران ہوں اس کی نقرئی آواز کی تعریف لکھ

تیکھی نگاہ کی۔ ادائیں ہیں تو جانستان۔ رنگت ہے تو سیب کی شگفتگی کو ماند کرنے والی۔ بارہا اسے دیکھ کر حیران ہوتا ہوں۔ کہ الٰہی یہ منطقہ حارہ کا خوشنما پھول انگلستان کی بارد زمین میں کیسے آگیا۔ اس کے حسن کی گرمی کا سٹیپلٹن کے سکون و سرد مہری سے مقابلہ کرتا ہوں تو دل کہتا ہے۔ کیا بہن بھائی کی طبیعتوں میں اتنا فرق ہو سکتا ہے؟ اس کے باوجود یہ بھی امر واقعہ ہے کہ سٹیپلٹن کے سکون ظاہر میں اک تیز آگ غصہ جوش اور بے چینی کی تہ سوز آگ دبی ہوئی ہے۔ میں دیکھتا ہوں بہن پر اس کا اثر غالب ہے۔ اول تو اس کے سامنے بولتی کم ہے۔ شاذ حالتوں میں کسی سے بات کرنے لگے۔ تو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس انداز سے بھائی کی طرف دیکھتی ہے۔ گویا ہر بات میں اس کی پٹ چاہتی ہے سٹیپلٹن کی آنکھوں میں وہ تیز روشنی اور باریک لبوں پر وہ سختی نظر آتی ہے جسے مزاج کی درشتی کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔ غرض وہ ایسا آدمی ہے جس کی صورت و حالت پر غور کرنا تمہارے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

دوسرے دن سر ہنری سے ملنے ماک رِلی ہال میں آیا۔ اور اگلی صبح کو ہمیں وہ مقام دکھانے لے گیا۔ جہاں اس خاندان کے بانی ہیوگو کی عبرت ناک موت واقع ہوئی تھی سو ہی جا گ[illegible]ت جس سے اس خاندان پر مرگ بے ہنگام کی لعنت [illegible]ں سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور ایسی سنسان اور دس جگہ کہ اس بے بیب داستان کا اس سے منسوب ہونا باعث حیرت نہیں سمجھا جا سکتا ایک تنگ وادی ناہموار چٹانوں کی راہ سے ایک کھلے سبز میدان کی طرف جاتی ہے جس میں جا بجا سپید رنگ کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ اور عین وسط میں دو بڑے بڑے پتھر است اد زمانہ سے گھسے ہوئے مگر ان کے بالائی سرے نوکدار اس طرح کھڑے ہیں گویا عہد سلف کے کسی دیو ہیکل حیوان کے دو دانت ہیں جو اس کی یادگار باقی رہ گئے۔ غرض یہ مقام ہر لحاظ سے اس سانحہ کے حسب حال ہے۔ جو اس جگہ پیش آیا۔ سر ہنری نے اس

مقام کو گہری دلچسپی کے ساتھ دیکھا۔ اور کئی بار سٹیپلٹن سے پوچھا۔ کیا اس طرح کے فوق الفطرت واقعات عام انسانی زندگی میں دخل انداز ہو سکتے ہیں؟ اس کے لہجہ سے گہری سنجیدگی ظاہر ہوتی تھی۔ گو دکھاوے کے لئے اس نے بڑی لاپرواہی سے کام لیا۔ سٹیپلٹن کے جوابات صاف و واضح نہ تھے۔ میرا خیال ہے وہ قصداً رُک رُک کر جواب دیتا تھا۔ شاید اسے اپنے خیالات کو اس لئے واضح کرنا منظور نہ تھا۔ کہ سر ہنری کے دل کو صدمہ نہ پہنچے۔ اس نے کئی واقعات بیان کئے۔ جہاں مختلف خاندان اثرات نحس سے برباد ہو گئے جو نتیجہ میں نے اس کی گفتگو سے نکالا یہ تھا۔ کہ وہ اس بابہ میں عامیانہ خیالات کا قائل ہے۔

ہم واپسی پر لنچ کھانے میری پٹ ہوس میں ٹھیر گئے۔ اور وہیں سر ہنری کی مس سٹیپلٹن سے ملاقات ہوئی۔ ہمارا دوست اس پہلی ملاقات میں ہی نقد دل ہار بیٹھا۔ اور اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے۔ تو کہہ سکتا ہوں۔ کہ عشق کے تیر نے ایک ہی نشانہ میں دو دلوں کو زخمی کر دیا۔ اس کے بعد جب ہم ہال کی طرف آرہے تھے۔ تو اس نے کئی بار اس کا ذکر کیا۔ اور اس دن کے بعد کوئی وقت ایسا گذرا ہے [illegible] بھائیوں کے متعلق کچھ گفتگو نہ ہوئی ہو۔ یا ان سے ملنے کا [illegible] ت وہ [illegible] میں کھانا کھائیں گے۔ اور میں سنتا ہوں ہفتہ [illegible] جائے گی۔ میرے خیال میں اگر مس سٹیپلٹن کی شادی سر ہنری سے ہو جائے۔ تو اس میں فریقین کی بہتری ہے۔ اور ہرج کچھ نہیں سگر میں نے کئی بار دیکھا ہے کہ جب کبھی سر ہنری نے مس سٹیپلٹن کی طرف زیادہ توجہ دی۔ تو بھائی نے اس میل کو نفرت ہی سے دیکھا۔ کچھ شک نہیں بہن بھائی میں گہری محبت ہے۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مس سٹیپلٹن کی شادی کے بعد بھائی کو تنہائی کی زندگی شاق گذرے گی۔ مگر ایسی بھی کیا خود غرضی کہ انسان اپنے فائدہ یا آرام کے لئے دوسرے کی بہتری کا خیال ہی دل سے نکال دے۔ خیر کچھ بھی ہو

میرا خیال یہ ہے کہ وہ ان کے تعلقات کو مضبوط ہونے دیکھنا پسند نہیں کرتا کم از کم اس کی یہ خواہش نہیں کہ ان میں رشتہ الفت پیدا ہو۔ کبھی اتفاق سے دونوں میں سرگوشی کی نوبت آئی۔ تو سٹیپلٹن نے جھٹ کسی بہانہ سے مزاحمت کی۔ یہ نہ ہو سکا تو ناک بھوں چڑھا کر منہ پھیر لیا۔ چلتے وقت تم نے ہدایت کی تھی۔ کہ سرہنری کو اکیلا نہ چھوڑنا۔ اور ہر وقت اس کے ساتھ رہا کرنا۔ تم نے تو ٹکہ بھر کی زبان ہلا کر اتنا کہہ دیا۔ اور یہاں اس کی تعمیل نے جان آفت میں ڈال دی۔ دو پایہ کی حفاظت یونہی سخت دشوار ہے۔ لیکن اس عشق کی رفتار نے اور ترقی کی تو پھر یہ کام ناممکن ہو جائے گا۔ یا اگر میں نے تمہارے حکم پر سختی سے عمل کرنے کی کوشش کی۔ تو بدنام ہونا پڑے گا۔

چند دن گذرے۔ غالباً جمعرات کا ذکر ہے۔ ڈاکٹر مارٹمر ہمارے ساتھ لنچ میں شریک تھے۔ کئی روز سے لانگ ڈاؤن میں کچھ کھدائی کر رہے تھے۔ سنتا ہوں ان کو وہاں سے زمانہ سلف کی ایک کھوپڑی دستیاب ہوئی ہے۔ اور وہ اسے پاکر بہت خوش ہیں سچ پوچھو تو ان کی طبیعت میں طفلی کا جوش غالب ہے۔ جہاں کوئی ایسی چیز ملی۔ بس پھولے نہ سماتے۔ اتفاق سے بہن بھائی سٹیپلٹن بھی وہیں آگئے۔ سرہنری [illegible] ہمیں وہ محل دکھانے لے گیا۔ جہاں سر چارلس کی [illegible] [illegible] اور سنسان لگی ہے۔ جس کے دو طرف اونچی کٹی [illegible] ہیں۔ اور پٹڑی سے لے کر باڑ تک گھاس کی کیاریاں ہیں۔ دوسرے سرے پر پرانا گرمائی مکان ہے۔ اور وسط میں وہ دروازہ جو جھاڑ کی طرف کھلتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سر چارلس کے سگار کی راکھ پڑی پائی گئی تھی۔ سپید رنگ کے چوبی ڈھانک میں چٹخنی لگی ہوئی ہے۔ اور اس سے آگے دور تک ویرانہ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تم نے اس واقعہ پر جو رائے قائم کی تھی۔ میں نے اس پر بہت غور کیا۔ اور جو واقعات پیش آئے تھے۔ ان کی تصویر اپنے ذہن میں قائم کرنے کی کوشش کی۔ سر چارلس اسی مقام پر کھڑا

ہوا کچھ سوچ رہا تھا۔ کہ ناگاہ ویرانہ سے کسی چیز کو دوڑتے ہوئے آتے دیکھا۔ اسے دیکھ کر وہ اتنا سہما کہ حواس جاتے رہے۔ بے تحاشا دوڑنے لگا۔ حتیٰ کہ تھکن اور خوف سے مر کر گر پڑا۔ میں نے وہ سارا رستہ دیکھا۔ جدہر سے وہ دوڑا تھا مگر یہ سوال پھر بھی باقی رہ گیا کہ وہ ڈرا کیوں تھا؟ کیا ویرانہ کے رہنے والے کسی گڈریے کے کتے سے؟ یا واقعی اس کو وہ شیطانی کتا نظر آیا تھا جو سیاہ۔ خاموش اور قد آور سنا جاتا ہے۔ سخت حیران ہوں اس بارہ میں کیا رائے قائم کروں۔ کیا اس واقعہ کی تہ میں انسان کا ہاتھ ہے۔ یا کسی فوق الفطرت ہستی کا۔ کئی بار جی میں آتی ہے۔ کہ باری مور سے پوچھوں۔ دل کہتا ہے وہ اس معاملہ میں بعض ایسے حالات سے واقف ہے جنہیں ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ کیا کہوں آنکھوں کے آگے ایک دھندسی چھائی ہوئی ہے۔ اور اس کی پشت پر جرم کا تاریک سایہ اس دھند سے زیادہ تاریک نظر آتا ہے۔

آخری چھٹی لکھنے کے بعد میری ملاقات ایک اور ہمسایہ سے ہوئی۔ آپ کا نام مسٹر فرینکلینڈ ہے۔ اور لیفٹر ہال میں رہتے ہیں۔ ان کا مکان ہم سے چار میل جنوب کی طرف واقع ہے۔ سن رسیدہ آدمی ہیں۔ بال سپید مگر چہرہ انار کی طرح سرخ اور طبیعت ... ہوئی ہے۔ قانون دانی کا شوق کرتے ہیں۔ اور بے شمار ... کر چکے ہیں۔ انہیں مقدمہ لڑنے میں خاص مزہ آتا ہے۔ ... کی طرف ہے یا فریق ثانی کی طرف۔ مقدمہ بازی سے مطلب ہے۔ اور بے شمار روپیہ ضائع کر چکے ہیں۔ مگر سیر نہیں ہوئے۔ بنائے منازعت پیدا ... ہاتھ کا کھیل ہے۔ کبھی ایک کھلے رستہ کو بند کر کے علانیہ کہتے ہیں کہ جس میں طاقت ہو کھول لے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوسروں کے پھاٹک توڑ کر یہ عذر پیش کرتے ہیں۔ کہ یہاں قدیم سے شاہراہ عام چلی آتی تھی جسے آئندہ ضرور جاری رکھا جائے گا۔ مالک کو اعتراض ہے تو جائے مداخلت بے جا کا استغاثہ دائر کرے۔ قانون وراثت وجائداد کی اچھی

سمجھ رکھتے ہیں اور اس واقفیت کو کبھی موضع فنزروی کے باشندوں کے حق میں کبھی ان کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گاؤں کے لوگ کبھی انہیں کندھوں پر اٹھا کر بازار میں جلوس نکالتے ہیں۔ اور اگر معاملہ ان کے خلاف ہو۔ تو ان کا کاغذی پتلا بنا کر سربازار جلاتے ہیں۔ آج کل بھی ان کے ساتھ سخت دن چل رہے ہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ ان کے نیصلہ ہونے تک رہی سہی پونجی ضائع ہو جائے گی۔ جب ڈنک نکل گیا۔ تو امید ہے یہ بچھو آئندہ کے لئے بے ضرر ہو جائے گا۔ اس ایک نقص کے سوا جسے عیب کہہ لو تو اور خبط کہہ لو تو۔ اس شخص کا مزاج بہت حلیم اور ملنسار واقع ہوا ہے۔ ان حالات کا امر زیر بحث سے کچھ تعلق تو نہ تھا۔ مگر میں نے اس خیال سے لکھ دیے کہ تم نے چلتے وقت تاکید کی تھی۔ کہ ہمسایہ کا کوئی آدمی بے ذکر نہ رہ جائے۔

فرینکلینڈ کو نجوم کا بھی شوق ہے۔ اور اس مطلب کے لئے اس نے ایک اعلیٰ قسم کی دوربین رکھی ہوئی ہے جس سے آج کل یہ کام لیتا ہے کہ ہر وقت مکان کی چھت پر چڑھ کر اس کی مدد سے مفرور مجرم کو ویرانہ میں تلاش کیا کرتا ہے۔ معاملہ یہیں تک بس ہو تو خیر تھی۔ مگر اب سنتا ہوں اس کا ارادہ عنقریب ڈاکٹر مارٹیمر پر قبر کھودنے کا استغاثہ دائر کرنے کا ہے۔ وہ جو انہوں نے لانگ ڈاؤن میں زمانہ سلف کے کسی آدمی کی کھوپڑی زمین سے نکالی تھی۔ اس کے متعلق فرینکلینڈ کو یہ اعتراض ہے کہ متوفی کی قبر اس کے قریبی رشتہ دار کی اجازت کے بغیر کیوں کھودی گئی۔ وہ رشتہ دار خود آپ ہیں یا کوئی اور اس کا حال وہی بہتر جانتے ہوں گے۔ میری رائے میں تم اسے اس الم خیز ناٹک کا جو آجکل یہاں ہو رہا ہے مسخرہ ایکٹر سمجھو۔ اس کی باتوں سے ہمارے افسردہ لبوں پر بھی ذرا دیر کے لئے ہنسی آجاتی ہے۔

یہاں تک میں نے مفرور مجرم سیلڈن اور اس کی بہن۔ ڈاکٹر مارٹیمر اور فرینکلینڈ ہال کے

فرینکلینڈ کا حال لکھا ہے۔ اب میں اس اہم معاملہ کی طرف رجوع کرتا ہوں جس کا ذکر اس خط کے آغاز میں اشارتاً کیا گیا تھا۔ باری مور اور اس کی بی بی کے متعلق مجھے کئی ایک حالات لکھنے ہیں خصوصاً اس حیرت خیز واقعہ کی نسبت جو کل رات پیش آیا۔

سب سے پہلے اس تار کا قصہ سن لو۔ جو تم نے لندن سے بدیں غرض روانہ کیا تھا۔ کہ اس سے مال ہی باری مور کی موجودگی کی تصدیق ہو جائے گی۔ یہاں کی پوسٹ ماسٹر سے جو حالات معلوم ہوئے تھے۔ ان کا ذکر میں پیشتر کر چکا ہوں۔ بہرحال ثابت ہو گیا کہ ہماری چال ضائع گئی۔ اور اس بارے کوئی ثبوت بہم نہ پہنچ سکا۔ میں نے سرہنری سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے جیسا ان کی طبیعت ہے۔ بے سوچے سمجھے باری مور کو طلب کیا اور پوچھا۔ "وہ تار جو ہم نے لندن سے بھیجا۔ کیا تم کو ملا تھا؟" جس کے جواب میں باری مور نے کہا۔ "جی ہاں مل گیا تھا۔"

"کیا اس لڑکے نے جو تار لے کر آیا وہ تار تمہارے ہاتھ میں دیا تھا؟" سرہنری نے پوچھا۔

باری مور کے چہرہ پر آثار حیرت ظاہر ہو گئے۔ تھوڑے تامل کے بعد کہنے لگا۔

"جی نہیں میں اس وقت گودام کے کمرہ میں تھا۔ آپ کی نوکرانی وہ تار میرے پاس لائی تھی۔"

"اور اس کا جواب کیا خود تم نے دیا تھا؟"

"نہیں میں نے اسی کو سمجھا دیا تھا۔ کہ یوں جواب لکھ دو۔ اور اس نے اسی طرح کیا۔"

شام کو باری مور نے خود اس ذکر کو پھر چھیڑا اور کہنے لگا۔

"سرکار صبح جو آپ نے تار کی نسبت سوالات پوچھے تھے۔ میں ان کا مطلب نہیں سمجھا۔ غالباً مجھ سے کوئی ایسی بات تو نہیں ہوئی جس سے آپ کو بے اعتمادی یا بدگمانی کا موقعہ ملا ہو؟"

مسز سنری نے بڑی مشکل سے اس کا اطمینان کرایا۔ اور تسکین مزید کی خاطر بہت سے پرانے کپڑے بھی اس کو دیئے۔ کیونکہ لندن سے ان کا سامان یہاں آگیا تھا۔

مسٹر باری مور واقعی ایک دلچسپ عورت ہے۔ بھاری اور گٹھیلا بدن اور موٹے موٹے نقش مگر طبعاً خوددار وغیور ہے۔ اس کی صورت دیکھ کر کسی کو گمان نہیں ہو سکتا کہ جوشیلی طبیعت رکھتی ہے۔ مگر جیسا میں نے لکھا تھا۔ پہلی رات کو ہی میں نے اسے سکیاں لے کر روتے ہوئے سنا۔ اور اس کے بعد بھی کئی بار اس کی صورت کا بغور مشاہدہ کیا۔ تو چہرہ پر آنسوؤں کے نشانات دیکھے گئے۔ میرے خیال میں کوئی گہرا غم ہر وقت اس کو پریشان کئے رکھتا ہے۔ کبھی سوچتا ہوں۔ اس کی پریشانی کسی جرم کی یاد سے وابستہ ہے اور کبھی یہ خیال آتا ہے کہ باری مور خفیہ جبر وتشدد نہ کرتا ہو۔ کچھ شک نہیں اس آدمی کی شخصیت بڑی پراسرار ہے۔ میرے دل میں اس کے خلاف شک تو ایک عرصہ سے تھا مگر کل رات کے واقعہ نے اسے اور مضبوط بنا دیا۔

اس کے باوجود غور وتعمق سے دیکھا جائے تو معاملہ بہت زیادہ اہمیت بھی نہیں رکھتا۔ تم جانتے ہو۔ میری نیند بہت ہلکی ہے۔ مگر جب سے یہاں آیا ہوں اس وقت سے تو یہ حالت ہے کہ بلی بھی سوتے میں پاس سے گذر جائے۔ تو فوراً آنکھ کھل جاتی ہے۔ کل رات دو بجے کے قریب میں اپنے پلنگ پر لیٹا ہوا سو رہا تھا۔ کہ ایسا معلوم ہوا کوئی میرے کمرہ کے باہر دبے پاؤں چل رہا ہے۔ میں نے جھٹ اٹھ کر دروازہ کھولا۔ باہر کی طرف دیکھا۔ تو اندھیری غلام گردش میں ایک لمبا تاریک سایہ متحرک نظر آیا معلوم ہوا کوئی آدمی شمع ہاتھ میں لئے دبے پاؤں جا رہا ہے۔ پاؤں ننگے اور گلے میں فقط ایک قمیص اور پتلون تھی میری طرف چونکہ اس کی پیٹھ تھی۔ اس لئے میں چہرہ تو نہ دیکھ سکا۔ مگر قد وقامت سے اندازہ ہوا کہ باری مور ہے۔ وہ بڑی آہستگی اور احتیاط کے ساتھ چل رہا تھا۔ انداز اور چال ڈھال سب مجرموں کے تھے

میں لکھ چکا ہوں کہ وہ گیلری جو ہال کے اندر چاروں طرف بنی ہوئی ہے۔ اسی غلام روش سے ملحق ہے۔ ایک جگہ جہاں گیلری ختم ہوتی ہے غلام گردش شروع ہوجاتی ہے۔ اور اس سے آگے پھر گیلری کا سلسلہ چلتا ہے۔ میں اس وقت تک کھڑا انتظار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ اس کے بعد میں بھی دبے پاؤں اس کے پیچھے ہولیا۔ میں جس وقت گیلری کے سرے پر پہنچا۔ تو وہ غلام گردش کو طے کر چکا تھا۔ جھلملاتی ہوئی روشنی سے جو ایک کھلے دروازہ کے اندر نظر آتی تھی۔ میں نے اندازہ کیا کہ وہ اس کمرہ میں داخل ہوگیا ہے۔ چونکہ سب کمرے خالی پڑے ہیں۔ نہ ان میں کوئی رہتا ہے۔ نہ کوئی خاص سامان رکھا ہوا ہے۔ اس لئے یہ سوچ کر سخت حیرت ہوئی۔ کہ یہ شخص اس کمرہ میں کیا کر رہا ہوگا۔ شمع کی روشنی تھوڑی دیر تک اس کے ہاتھ میں بے حرکت رہی۔ اتنے میں میں نے بھی دبے پاؤں سارا رستہ طے کرلیا۔ اور اس کمرہ کے دروازہ کے پاس چھپ کر کھڑا ہوگیا جس کے اندر باری مور تھا۔ پھر بڑی احتیاط سے گردن نکال کر اس کی حرکات دیکھنے لگا۔

جلتی ہوئی شمع کو کھڑکی کے شیشہ کے ساتھ لگائے وہ چپ چاپ کھڑا تھا مجھے اس کے چہرہ کا صرف نصف حصہ نظر آتا تھا۔ مگر میں نے دیکھا کہ شمع کی روشنی میں بند کھڑکی کے شیشہ کی راہ سے کچھار کے اندھیرے کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے چہرہ پر امید کے آثار نظر آتے تھے۔ تھوڑی دیر وہ اسی حالت میں ویرانہ کی طرف دیکھتا چپ چاپ کھڑا رہا۔ پھر اس کے منہ سے ایک مدھم کراہٹ نکلی۔ اور اس نے بے صبری سے شمع کو گل کردیا۔ اندھیرا ہوتے ہی میں اپنے کمرہ میں واپس چلا گیا۔ اور اس کے بعد کسی کے دبے پاؤں میرے دروازہ کے پاس سے گذرنے کی آواز بھی سنائی دی۔ بہت دیر بعد جب میری آنکھیں خواب آلودہ ہو رہی تھیں تو کچھ اس طرح کی آواز سنائی دی۔ گویا کوئی آدمی قفل میں کنجی گھما رہا ہے۔ اس آواز سے جھٹ آنکھ کھل گئی۔ مگر میں یہ بات معلوم نہ کرسکا کہ

دار کہاں سے آئی۔

میں نہیں جانتا۔ اس پر اسرار نقل وحرکت اور ان عجیب تر آوازوں کا جو گاہ بگاہ سنائی دیتی ہیں، کیا مطلب ہو سکتا ہے، مگر اس میں شک نہیں کہ اس دھندلے مکان میں کچھ عجیب پُر راز کارروائیاں ہو رہی ہیں جن کا حال جلد یا بدیر ضرور معلوم کیا جائے گا۔ میں ان معاملوں پر اپنی رائے قصداً پیش نہیں کرتا۔ کیونکہ تم نے فقط واقعات کی تفصیل کی ہدایت کی تھی آج صبح میں نے سر ہنری سے اس معاملہ کا حال کہا۔ اور ہم نے کل رات کے واقعات کے سلسلہ میں ایک خاص تجویز بھی سوچی ہے، جس کا میں سر دست کچھ ذکر نہیں کرتا۔ مگر میرا خیال ہے کہ میری اگلی چھٹی خاص طور پر دلچسپ ہوگی۔ کیونکہ اس میں اس تجویز کی کامیابی یا ناکامی کا حال درج ہوگا۔ جو آج رات عمل میں آنے والی ہے۔

باب ۔ ۹

دوسری رپورٹ ۔ جنگل میں روشنی

باسکرولی ہال

۱۵۔ اکتوبر۔

مائی ڈیر ہومز

یہاں آنے کے بعد چند روز کچھ ایسی مصروفیتیں رہیں کہ مفصل خط نہ لکھ سکا۔ اس کی تلافی اب موجودہ سلسلہ خطوط سے کرتا ہوں۔ پرسوں کی رپورٹ ملی ہوگی۔ اس کے بعد واقعات اس تیزی رفتار سے پیش آئے۔ کہ آج اس سے بھی لمبا خط لکھتا ہوں۔ اپنی آخری چھٹی کو میں نے باری مور کے دبے پاؤں کھڑکی کے پاس جا کر کھڑے ہونے کے ذکر پر ختم کیا تھا۔ آج کئی واقعات اس سے عجیب تر قلمبند کر رہا ہوں۔ جو یقیناً تمہارے لئے دلچسپ اور حیرت خیز

ہونگے۔ حالات نے کچھ اس طرح کی صورت اختیار کر لی ہے جس کی مجھے ہرگز امید نہ تھی۔ گذشتہ ۴۸ گھنٹے کے عرصہ میں ان کا کچھ حصہ تو واضح ہو گیا ہے۔ مگر باقی حصہ کی پیچیدگی پہلے سے ترقی کر گئی ہے۔ بہر حال میں سارے واقعات تفصیل کے ساتھ قلمبند کرتا ہوں۔ ان کو پڑھ کر امید ہے۔ تم مجھ سے بہتر رائے قائم کر سکو گے۔

آخری خط میں جس دن تک کے حالات لکھے گئے تھے۔ اس سے اگلی صبح کو میں بہت سویرے ناشتہ سے بھی پہلے خاص طور پر اس کمرہ میں گیا۔ جہاں اس رات باری مور کو کھڑے دیکھا تھا۔ مغربی کھڑکی جس کی راہ سے وہ باہر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی نسبت معلوم ہوا کہ مکان کی باقی کھڑکیوں پر یہ خاص فضیلت رکھتی ہے۔ کہ اس کی راہ سے کچھار کا منظر اچھی طرح دکھائی دیتا ہے۔ اس جگہ درختوں کے وسط میں کچھ اس طرح کا شگاف ہے کہ آدمی اس کھڑکی کی راہ سے دیکھے تو تمام ویرانہ صاف نظر آتا ہے۔ یہ بات دوسری کھڑکیوں میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ ان سے فقط دور کا منظر دکھائی دیتا ہے پاس کا نہیں۔ باری مور کا خصوصیت سے اس کھڑکی کے پاس آنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ اس ویرانہ میں کسی انسان یا حیوان کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر رات اندھیری تھی مجھے یہ سوچ کر سخت حیرت ہوتی ہے کہ اس گھپ اندھیرے میں وہ شمع کی روشنی سے کسی کو دیکھنے کی کیونکر امید کر سکتا تھا۔ پہلے جی میں آئی کہ شاید ان اسرار کی تہ میں عشق کی لاگ کام کرتی ہے۔ اسی لئے باری مور آخری حصہ شب کو بے پاؤں غلام گردش سے گذرا۔ اور اسی لئے اس کی بی بی اتنی بے چین و بے قرار رہتی ہے۔ یہ خیال اس لئے بھی پیدا ہوا۔ کہ چھریرا بدن رکھنے کے باوجود آدمی ذرا شکیل ہے۔ کیا عجب کسی نوجوان دہقان کا جی اس پر لہرا گیا ہو۔ کمرہ میں واپس آنے کے بعد کسی دروازہ کے کھلنے اور بند ہونے کی جو آواز سنائی دی تھی۔ اس سے بھی اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ آج صبح اس کمرہ کے معائنہ کے بعد میں دیر تک اپنے دل سے اس طرح کی باتیں کرتا رہا

لیکن انتہائی غور و خوض کے بعد اس رائے کو پہنچنے نہ کر سکا۔ بات جھی ضرور ہے۔ پر اس کا یقین نہیں ہوتا۔

مگر باری مور کی نقل و حرکت کا اصل باعث کچھ بھی ہو۔ میں نے سوچ لیا ہے کہ ایسے واقعات کو اپنی ذمہ داری پر چھپا کر رکھنا ٹھیک نہیں۔ انہیں سر ہنری کے کانوں تک ضرور پہنچا دینا چاہیئے۔ ناشتہ کے بعد میں سر ہنری سے ان کے کمرہ میں ملا۔ اور جو جو باتیں دیکھی تھیں من و عن ان سے بیان کیں میرا خیال تھا۔ ان حالات کو سن کر انہیں سخت تعجب ہوگا۔ مگر واللہ اعلم کیوں نہیں ہوا۔

سرسری طور پر کہنے لگے "میں جانتا ہوں باری مور راتوں کو آوارہ پھرا کرتا ہے۔ اور میں اس بارہ میں اس سے کچھ کہنا بھی چاہتا تھا۔ دو تین بار میں نے برآمدہ میں اس کے پاؤں کی چاپ سنی ہے۔ اور وقت بھی قریباً وہی ہوتا ہے جس کا تم ذکر کرتے ہو۔"

"اس صورت میں عین ممکن ہے کہ وہ ہر رات اس کھڑکی کے پاس جاتا ہو۔ جہاں میں نے اسے کھڑے ہوئے دیکھا تھا۔" میں نے کہا۔

"یہ بات ہو۔ تو اس کا پیچھا کر کے خفیہ آمد و رفت کا مدعا معلوم کیا جا سکتا ہے۔ کاش ہمارا دوست ہومز یہاں ہوتا۔"

"آپ کا مشورہ معقول ہے۔ میری رائے میں ہومز ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔"

"تو کیا آج رات اس کا پیچھا کریں؟"

"اندیشہ ہے کہ ہماری آواز سن کر بھڑک نہ جائے۔"

"اس کی فکر نہ کیجئے۔ اول تو اس کو ذرا اونچا سنائی دیتا ہے۔ دوسرے ہر کام میں کامیابی اور ناکامی کا امکان مساوی رکھنا پڑتا ہے۔ بہتر ہو۔ آج رات تم میرے کمرہ میں چلے آؤ۔ اور اس جگہ ہم اس وقت تک انتظار کریں۔ جب وہ حسب معمول برآمدہ سے گذر کر کھڑکی کی طرف جاتا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے خوشی سے دونوں ہاتھ ملنے شروع کئے۔ میری رائے میں

گذشتہ چند دن کی پرسکون ہم آہنگی نے اسکو بھی اکتا دیا ہے۔ اور وہ اس غیر معمولی واقعہ میں حصہ لینا موجب دلچسپی سمجھتا ہے۔

برسبیل تذکرہ ہمارے دوست نے اس معمار سے جس نے سرچارلس کے لیے اس مکان کا نقشہ تیار کیا تھا۔ نیز لندن کے ایک ٹھیکہ دار سے خط وکتابت شروع کر دی ہے۔ اور میرا خیال ہے عنقریب اس عمارت میں بعض تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں گی۔ پلائمتھ سے چند آدمی کمروں کی زیبائش و آرائش کے لیے خاص طور پر بلائے گئے ہیں۔ اور بظاہر سرہنری کے ارادے بہت وسیع ہیں۔ وہ اپنے خاندان کی شان عظمت بڑھانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت کرنا نہیں چاہتے۔ جب مکان از سر نو آراستہ ہو گیا۔ اور اس میں وہ سب اصلاحیں جن کا سرہنری کو خیال ہے۔ عمل میں آچکیں۔ تو بس تکمیل انصرام کیلئے فقط ایک بی بی کی ضرورت ہوگی۔ . . بات یہیں تک ہے۔ میری اپنی رائے میں عورت رضامند ہو۔ تو یہ کام بھی چنداں دشوار نہیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ سرہنری ہمارے ہمسایہ کی حسین وجمیل مس سٹیپلٹن پر سو جان سے فریفتہ ہیں۔ فی الحقیقت میں نے کبھی مرد کو کسی عورت پر اس طرح مفتون ہوتے نہیں دیکھا۔ جیسے آپ کی حالت میں دیکھا گیا ہے۔ اس کے باوجود وہ جو ایک مثل ہے کہ عشق کی ندی ہمیشہ سیدھی راہ پر نہیں بہتی۔ ہمارے دوست پر بھی صادق آتی ہے۔ یعنی اس جگہ بھی دریائے محبت میں کئی ایک گرداب دکھائی دیتے ہیں۔ آج ہی اس کی سطح پر ایک عجیب لہر دیکھی گئی۔ جس نے ہمارے دوست کو بڑا مضطرب اور پریشان کر دیا ہے۔ دیکھیے اس کا حال مفصل عرض کرتا ہوں۔

باری مور کے متعلق ہماری جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس کے بعد سرہنری نے ٹوپی پہن لی۔ اور باہر جانے کو تیار ہو گئے۔ میں چونکہ ان کی نگرانی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اس لئے میں نے بھی ساتھ جانے پر آمادگی ظاہر کی۔

پہلے وہ ہمیشہ میرے ساتھ جانے سے خوش ہوتے تھے۔ مگر اس روز میری طرف کچھ عجیب انداز سے دیکھ کر کہنے لگے۔ "واٹسن کیا تم بھی ضرور جاؤ گے؟"

"اگر آپ ویرانہ میں جانا چاہتے ہوں۔ تو ہاں۔"

"جا تو میں رہا ہوں۔"

"تب آپ کو معلوم ہے۔ میری ہدایات کیا ہیں۔ میں اس تصدیعہ کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ مگر آپ کو یاد ہے۔ ہومز نے کس قدر سختی سے تاکید کی تھی۔ روانگی کے وقت تک وہ یہ کہہ رہا تھا۔ کہ آپ کے ساتھ رہنا اور ایک پل کے لئے اکیلا نہ چھوڑنا۔ خصوصاً کہا کہ [illegible] میرا"

سر ہنری نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھ دیا۔ اور مسکرا کر کہا۔

"میرے دوست ہومز کتنا بھی دور اندیش اور دانا ہو۔ عالم الغیب نہیں ہے۔ اس کو معلوم نہ تھا۔ کہ میرے یہاں آنے پر واقعات کیا نئی صورت اختیار کر لیں گے ... غالباً تم میرا مطلب سمجھتے ہو۔ مجھے اس ویرانہ سے کشش ہے۔ اور اگر میں نے تمہارا مزاج سمجھنے میں غلطی نہیں کی۔ تو یقین ہے تم ایک بنا بنایا کھیل بگاڑنا پسند نہ کرو گے۔ پس خدا کے لئے مجھے اکیلا ہی جانے دو۔"

میرے لئے بڑی مشکل کا سامنا ہوا۔ سخت حیران کہ کیا کروں کیا نہ کروں۔ اسی سوچ میں تھا۔ کہ اس نے چھڑی ہاتھ میں لی اور چل دیا۔

اس وقت تو میں بھی کچھ نہ کہہ سکا۔ مگر اس کے جاتے ہی ضمیر نے ملامت شروع کی۔ دل نے کہا۔ جب تیرا فرض اس کی نگرانی کرنا ہے۔ تو کیوں تو نے اُسے نظروں سے اوجھل ہونے دیا؟ اگر خدانخواستہ ہومز کے پاس یہ اطلاع لے کر جانا پڑا کہ میری غفلت یا سہل انگاری سے سر ہنری کو سانحہ پیش آ گیا۔ تو کیسی ندامت ہو گی۔ عمر بھر آنکھیں ملانا مشکل ہو جائے گا۔ اس خیال کے آتے ہی جی گھبرانے لگا۔ خیر ابھی کچھ بگڑا نہیں۔ ضرور میری پٹ ہوس گیا ہو گا۔ مجھے اس کے پیچھے دوڑ جانا چاہیئے۔

یہ سوچکر تیز چلتا اس راہ پر ہو لیا۔ مگر دور تک سرہنری کا نشان نظر نہ آیا۔ چلتے چلتے اس مقام پر جا پہنچا۔ جہاں سے وہی تنگ رستہ ویرانہ کی طرف جاتا ہے اور اس جگہ یہ سوچ کر ایک پہاڑی پر چڑھ گیا۔ کہ دیکھوں کس راہ پر گیا ہے اس پہاڑی کا ذکر میں پہلے بھی کر چکا ہوں۔ اوپر چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں سرہنری اسی رستہ پر جو میری ہٹ ہوس کی طرف جاتا ہے۔ قریبًا پاؤ میل آگے چل رہے ہیں۔ ایک عورت ان کے ساتھ تھی جس کی نسبت یہ معلوم کرنا دشوار نہ ہوا۔ کہ مس سٹیپلٹن ہے۔ معلوم ہو گیا ابھی سے گاڑھی چھننے لگی ہے یہ ملاقات ضرور پہلے کی طے شدہ ہوگی۔ دو نو آہستہ چلتے ہوئے کچھ گفتگو کر رہے تھے اور مس سٹیپلٹن اپنے نازک ہاتھوں سے چھوٹے مگر تیز اشارے بھی کرتی جا رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا بڑی سنجیدگی سے کچھ کہہ رہی ہے۔ سرہنری بغور اس کی باتیں سُن رہا تھا۔ مگر ایک دوبار میں نے اس کو بطور انکار سر ہلاتے ہوئے دیکھا۔ میں تھوڑی دیر میں اس پہاڑی کے پہلو میں کھڑا ہوا۔ ان کی طرف دیکھتا۔ اور دل ہی دل میں یہ سوچتا رہا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ ایک طرف ان کی پاک خلوت میں دخل انداز ہونا معیوب۔ دوسری جانب ادائے فرض سے پہلو تہی مذموم تیسری حالت جو میں چھپ کر جاسوسی کرنے کی تھی۔ ان دونو سے بدتر نظر آئی۔ مگر کیا کرتا۔ انسان کی زندگی میں کئی موقعے ایسے پیش آتے ہیں۔ جب وہ ایک عیب کو عیب سمجھ کر بھی اس پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے یہی حالت اس وقت میری تھی۔ آخر یہی صورت پسند ہوئی۔ کہ یہیں کھڑا ہوا ان کی حرکات دیکھتا رہوں۔ اور بعد ازاں سرہنری سے مل کر صاف صاف کہہ دوں کہ میں نے ایسا کیا۔ یہ سچ ہے کہ اس حالت میں کوئی فوری خطرہ پیش آنے پر میں اس کی امداد سے معذور تھا۔ مگر اس مشکل کا بہتر حل کوئی نظر بھی نہ آتا تھا۔ یہ انتہائی کارروائی تھی۔ جو میری طرف سے عمل میں آ سکتی۔

سرہنری اور وہ عورت چلتے چلتے ایک مقام پر کھڑے ہو گئے تھے۔ مگر باتوں کا

سلسلہ بدستور جاری تھا۔ ناگاہ معلوم ہوا کہ نقطہ میں ہی اس منظر عشق کا ناظر نہیں ہوں بہت دور فاصلہ پر ایک سبز رنگ کی جالی ہوا میں اڑتی نظر آتی تھی۔ بغور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ جالی ایک لکڑی کے سرے پر لگی ہوئی ہے۔ اور لکڑی ایک ٹھگنے مرد کے کندھے پر رکھی ہوئی ہے۔ جو ناہموار زمین کی اونچ نیچ میں ادھر ادھر پھر رہا تھا۔ اوہو! یہ تو سٹیپلٹن تتلیوں کا جال کندھے پر رکھے پھر رہا ہے۔ وہ میری نسبت ان سے قریب تر تھا معلوم ہوا انہی کی طرف آہستہ آہستہ چل رہا ہے دفعتاً سر ہنری نے مس سٹیپلٹن کو عاشقانہ انداز سے اپنی طرف کھینچا۔ ان کا بازو اس کی نازک کمر کے گرد لپٹ گیا۔ مگر عورت ادائے معشوقانہ سے منہ پھیر کر پرے ہٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔ سر ہنری نے منہ جھکایا۔ اور اس نے روکنے کے لیے ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ ہی دونو چونک کر پرے ہٹ گئے۔ اور مڑ کر دیکھنے لگے۔ اس بدمزگی کا باعث سٹیپلٹن تھا۔ جو بیتابی ہو وہ سبز جال کندھے پر رکھے اندھا دھند ان کی طرف دوڑا چلا رہا تھا۔ ان کے پاس جا کر وہ زور دار اشارے کرنے بلکہ یوں سمجھو فرط جوش سے ناچنے لگا۔ میں اتنی دور کھڑا ہوا اس تکرار کا مطلب کیا سمجھ سکتا تھا۔ بہرحال اشاروں سے جو کچھ معلوم ہوا یہ تھا کہ سٹیپلٹن سر ہنری کو ملامت کر رہا ہے۔ میں نے دیکھا سر ہنری اسے نرمی سے سمجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر ان کی نرمی اس کی آتش غضب پر اور بھی تیل ڈالتی تھی۔ اس اثنا میں بہن نہایت نخوت سے منہ پھیرے ایک طرف کو چپ چاپ کھڑی تھی۔ آخر سٹیپلٹن اس کی طرف مڑا اور اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ اس نے ایک بار سر ہنری کی طرف حسرت خیز نظروں سے دیکھا۔ پھر بھائی کے ساتھ چلنے لگی۔ سٹیپلٹن کے تیز اشاروں سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ غریب بھی طرح طرح کی ملامتوں کا نشانہ بن رہی ہے سر ہنری تھوڑی دیر اس مقام پر کھڑے ہوئے ان کی طرف دیکھتے رہے۔ اس کے بعد

اُلٹے پاؤں پہاڑی کی طرف واپس ہوئے۔ مگر اب ان کا سر ایک طرف کو جھکا ہوا اور وہ اداسی کی مجسم تصویر بنے ہوئے تھے۔

میں اتنے فاصلہ سے اس واقعہ کا صحیح مطلب تو کیا جان سکتا تھا۔ بہرحال اس خیال سے بڑی ندامت ہوئی۔ کہ ایک دوست کی بے خبری میں چھپ کر اس کی شکست دیکھی اب لازم یہی تھا۔ کہ ان کے سامنے جا کر سارا حال کہہ دوں۔ اور اپنی حرکت مذموم کی معافی طلب کروں۔ پہاڑی سے اترا ہی تھا۔ کہ ہیرونٹ مل گئے۔ ان کی آنکھیں غصہ سے سرخ۔ ماتھے پر صدہا شکن اور چہرہ بے حد اداس تھا۔ بظاہر نہیں جانتے تھے کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔

"آہ۔ واٹسن تم کیسے آ گئے؟" مجھے دیکھ کر پوچھا۔ کیا میرے پیچھے چپ آئے تھے؟"

میں نے سب حال کہہ دیا۔ سر ایک ہوم نے آپ کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا آپ کو تنہا چھوڑنا غیر ممکن ہوا۔ اس لئے چلا آیا۔ ایک لمحہ کو ان آنکھوں میں خون کی سرخی پیدا ہو گئی۔ مگر میری صاف گوئی نے ان کا جوش فوراً ٹھنڈا کر دیا۔ افسردگی سے قہقہہ لگا کر کہنے لگے۔

"میں اس خیال سے یہاں آیا تھا۔ کہ ویرانہ میں کوئی دیکھنے والا نہ ہوگا۔ مگر ثابت ہو گیا کہ عرض محبت کا ناٹک دیکھنے کو ساری خلقت تماشائی تھی۔ انجام عشق کا سین تم دیکھ ہی چکے ہو۔ مگر یہ بتاؤ۔ جائے نشست کہاں تھی؟"

"میں اس پہاڑی پر کھڑا تھا۔"

"ہاں درجہ اول میں۔ مگر اس کا بھائی آرچسٹرا میں تھا۔ تم نے دیکھا کس طرح بپھرا ہوا میری طرف آیا؟"

"جی دیکھا"

"سچ کہنا واٹسن تمہیں بھی یہ شک پیدا ہوا ہے کہ سٹیپلٹن کا دماغ کسی حد تک الٹا

جنون دکھتا ہے ؟"

"آج تک تو کوئی واقعہ جس سے ایسا خیال پیدا ہوتا دیکھنے میں نہیں آیا" میں نے جواب دیا۔

"نہ آیا ہوگا۔ پہلے میں بھی اس کو بڑا سمجھدار خیال کرتا تھا۔ مگر آج کے واقعہ نے ثابت کر دیا۔ کہ ہم دونو میں ایک آدمی ضرور پاگل ہے۔ یا میں جو اس کی بہن پر جان دیتا ہوں یا وہ جو ہماری علیحدگی کے لئے جان کھپاتا ہے۔ مگر سچ کہنا مجھ میں ایسا کیا نقص تھا۔ جس کے لئے وہ اتنا جھلایا؟ تم کو بھی میرے پاس رہتے کئی ہفتے گذر گئے۔ کیا میرے اس عورت سے شادی کرنے میں کوئی روک نظر آتی ہے ؟"

"جہاں تک میں دیکھ سکتا ہوں۔ کوئی نہیں۔"

"اچھے بر کے لئے تین وصف لازمی سمجھے گئے ہیں۔ جوان۔ صاحب حیثیت اور صاحب خاندان۔ میری دنیاوی حیثیت پر کسے اعتراض ہو سکتا ہے؟ ان نواحات میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ خاندانی تعلقات بے داغ ہیں۔ جوان ہوں۔ ناک نقشہ سے بھی برا نہیں۔ پھر خدا جانے یہ شخص کیوں مجھے ایسا قابل نفرت سمجھتا ہے۔ کہ اس کی انگلی چھونے کی اجازت نہیں دیتا۔"

"کیا منہ سے ایسا کہا تھا ؟"

"یہ کیا۔ بہت کچھ کہا۔ بس چلتا تو اس کی تصویر کو فوراً دل سے نکال دیتا۔ مگر معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ ان چند ہفتوں کے عرصہ میں جو مجھے یہاں رہتے ہوئے ہو گئے۔ مجھے اس خاتون سے وہ لازوال محبت پیدا ہو گئی ہے۔ جو کبھی نہیں مٹ سکتی میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ قدرت نے ہم دونو کو ایک دوسرے کے لئے بنایا ہے۔ لطف یہ ہے کہ اسے اعتراض نہیں۔ بلکہ میں اس بات کا حلف لے سکتا ہوں۔ کہ وہ میرے پاس رہ کر خوش ہوتی ہے۔ دانش عورت کی آنکھوں میں ایک ایسی زبان ہے۔ جو اس

کے خیالات کی عام زبان سے بہتر ترجمانی کرتی ہے۔ میں اس زبان سے الفاظ محبت سن چکا ہوں۔ اس کے باوجود وہ نہیں چاہتا کہ ہم ملیں۔ آج تک قصداً ہمارے میل کا مزاحم تھا۔ آج پہلی مرتبہ ہم نے علیحدگی کا موقعہ تلاش کیا۔ وہ بھی ملکر خوش ہوئی۔ مگر ملنے کے بعد عشق و محبت پر کوئی بات نہیں کی۔ شائد اس کے بس ہوتا۔ تو مجھے بھی نہ کرنے دیتی۔ ہر بار یہی کہتی تھی۔ کہ جگہ خطرناک ہے۔ جب تک تم نہ چلے جاؤ گے۔ میرے جی کو چین نہ آئے گا۔ اس کے جواب میں میں نے کہا کہ ان آنکھوں نے جب سے جلوہ محبوب دیکھا ہے۔ اسی در کی جبہ سائی کو بے چین ہیں۔ تمہارے حکم کی تعمیل میں کہیں جانے کی کوشش بھی کروں تو نہیں جا سکتا۔ اس ویرانہ سے میری رخصت تبھی ممکن ہے کہ تم میرے ساتھ چلو۔ یہ کہتے ہوئے میں نے شادی کی درخواست کی۔ کیونکہ جیسا تم جانتے ہو عشق ناجائز کو میں حرام سمجھتا ہوں۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ میرے سوال کا جواب دیتی۔ اس کا بھائی دیوانوں کی طرح دوڑتا چیختا چلاتا ہمارے پاس آپہنچا۔ اس کا چہرہ فرط غضب سے بے رنگ اور آنکھیں جوش خون سے مشتعل تھیں۔ بے جوڑ الفاظ میں کہنے لگا "تم کون ہو۔ جو اس کے پاس آنے کی جرات کرتے ہو؟ اگر وہ تم سے نفرت کرتی ہے تو نہیں اس کو دق کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ تم اگر امیر ہو تو ہوا کرو ہمیں اس کی مطلق پرواہ نہیں۔ عورت کے سامنے غصہ حرام ہے۔ ورنہ دکھا دیتا۔ کہ ایک بے بس خاتون کو تنگ کرنے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے" جواب میں میں نے کہا۔ کہ میں ایسا کمینہ نہیں ہوں۔ کہ ایک شریف خاتون پر جبر کرنا پسند کروں۔ میرے دل میں اس کے لئے سچی عزت ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے باقاعدہ نکاح کرکے میری اور میرے خاندان کی عزت افزائی کرے۔ خیال تھا اس نرمی سے بات ٹل جائے گی۔ مگر اس کا غصہ اور تیز ہوا۔ ادھر میرا جوش بھی بے قابو ہو گیا۔ غصہ کی حالت میں یہ قول زریں بھول گیا۔ کہ احمق کا جواب بیوقوفی

سے دینا داناؤں کا شیوہ نہیں۔ کچھ بے جا الفاظ میرے منہ سے بھی نکل گئے۔ آخر میں وہ انہیں اپنے ساتھ لے گیا۔ اور اب میں سخت حیران ہوں کہ بات کیا تھی۔ کیا ہو گئی۔ واٹسن تم اس معمے کو کچھ سمجھ سکتے ہو۔ تو بیان کرو۔ میں پہلے بھی تمہارا احسان مند ہوں مگر اس عقدہ کو حل کرو گے تو بخدا عمر بھر یاد رکھوں گا۔"

میں سخت حیران تھا کہ کیا جواب دوں۔ ایک دو بار کچھ کہنے کی کوشش کی۔ مگر کوئی معقول بات منہ پر نہ آسکی۔ جب دیکھتا ہوں کہ ہمارا دوست مالدار۔ رئیس۔ نوجوان نیک چلن اور شکیل و وجیہ آدمی ہے۔ اور اس روائتی خطرہ کے سوا جس پر کسی کا اختیار نہیں۔ کوئی بات اس کے خلاف پیش بھی نہیں کی جا سکتی۔ تو سٹیپلٹن کے احمقانہ رویہ پہ سخت حیرت ہوتی ہے۔ تعجب ہے اس نے اس خاتون کا منشا معلوم کئے بغیر سر ہنری کی درخواستوں کو اس بے دردی سے کیوں رد کیا؟ اس سے بھی زیادہ حیرت اس بات کی ہے کہ خود مس سٹیپلٹن نے بھائی کی دریدہ دہنی کو روکنے کی کیوں کوشش نہ کی؟ صدہا خیالات دن بھر میرے دل میں پیدا ہوتے رہے۔ اور نہ جانے یہ الجھن کب تک قائم رہتی بارے اس کا خاتمہ سرِ شام سٹیپلٹن کی اپنی آمد سے ہو گیا۔ اب اس کی حالت ہی بدلی ہوئی تھی۔ کہنے لگا۔ میں صبح کی گستاخی کے لئے معافی مانگنے آیا ہوں۔ دیر تک سر ہنری سے علیحدہ کمرہ میں گفتگو ہوتی رہی جس کا آخری نتیجہ یہ نکلا۔ کہ دونوں میں جو شگاف پیدا ہوا تھا۔ پٹ گیا ہے۔ چنانچہ اس تازہ آشتی کے ثبوت میں ہماری دعوت اگلے جمعہ کو میری پٹ ہوس میں کی جائے گی۔

اس گفتگو کے بعد سر ہنری نے علیحدگی میں مجھ سے کہا۔" آج ثابت ہو گیا۔ کہ یہ شخص واقعی دیوانہ ہے۔ صبح کو دوڑتا ہوا میری طرف آیا۔ تو اس کی نگاہوں میں کچھ ایسا جوش وحشت پایا جاتا تھا جسے میں مدت دراز تک نہ بھولوں گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اب اس نے بڑی فراخدلی کے ساتھ صبح کے واقعات پر اظہار ندامت

کیسے مجھ سے معافی مانگ لی ہے۔"

"کم ازکم یہ تو بتایا ہوگا۔ کہ صبح اس قدر بھڑک جانیکی اصلی وجہ کیا تھی؟"

"حماقت۔ محض حماقت۔ کہتا تھا۔ میرا اس بہن کے سوا دنیا میں کوئی رشتہ دار نہیں اور میں اسے جان سے بڑھ کر عزیز رکھتا ہوں۔ ایسا ہونا قدرتی ہے۔ اور مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ وہ اس نازنین کی قدر و قیمت اچھی طرح سمجھتا ہے۔ دونو ایک مدت سے اکھٹے سہتے چلے آتے ہیں۔ اور سٹیپلٹن کا اپنا بیان ہے۔ کہ میری اس تنہا زندگی میں وہی مونس و غمخوار ہے اس لئے اس کی جدائی کا خیال دل کو بہت شاق گذرتا ہے۔ پھر کہنے لگا۔ مجھے پیشتر معلوم نہ تھا۔ کہ آپ کو اس سے محبت ہے۔ اس لئے جب بار اول یہ نظارہ دیکھا۔ تو اس خیال سے ہی گھبرا گیا۔ کہ شائد میری بہن عنقریب مجھ سے جدا ہو جائے۔ اس وقت میرے دل کو اتنا بھاری صدمہ پہنچا۔ کہ حالت جوش میں جو کچھ منہ سے نکل گیا۔ میں اس کا ذمہ وار نہ تھا کچھ بھی ہو اس نے صبح کے واقعات پر سچے دل سے پشیمانی ظاہر کی۔ بلکہ یہاں تک کہنے لگا کہ میں نے سکون میں اچھی طرح غور کر کے جو نتیجہ نکالا وہ یہ ہے کہ میں بہل ایسی حسین عورت کو عمر بھر اپنے ساتھ نہ رکھ سکوں گا۔ اور رکھوں بھی تو اس سے میری خود غرضی ثابت ہوگی۔ پس دل نے کہا۔ کہ اگر اس کو جلد یا بدیر تجھ سے جدا ہونا ہے۔ تو اس کا ایک اجنبی کی نسبت عزت دار ہمسایہ کے پاس رہنا بدرجہا بہتر ہوگا۔ صدمہ تو میرے دل کو دونو صورتوں میں پہنچیگا۔ لیکن آخری صورت میں قرب کا احساس اس تلخی کو بڑی حد تک کم کر دے گا۔ آخر میں اس نے کہا۔ کہ اگر آپ تین ماہ تک چپ رہنے کا عہد کریں۔ اور اس اثنا میں میری بہن کی محبت پر تصنع کرنے کی بجائے فقط اس کی دوستی کو کافی سمجھیں تو میں اپنی مزاحمت سے باز آنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ میں نے تین ماہ تک چپ رہنے کا اقرار کر لیا۔ اور اس طرح یہ معاملہ بحسن و خوبی طے ہوا۔"

شکر ہے یہ چھوٹا سا راز یوں حل ہو گیا۔ واقعی اس بے تہ کی دلدل میں جہاں سر

قدم پر نئے خطرے موجود ہیں۔ اگر کہیں سوکھی زمین سے پاؤں لگ جائے تو غنیمت ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ سٹیپلٹن کو اپنی بہن کے عاشق پر... گو وہ عاشق سر ہنری ہی تھا۔ کس لئے اعتراض ہوا۔

اور اب میں الجھے ہوئے رشتوں کی ایک اور کڑی کا ذکر کرتا ہوں جسے میں نے بڑی مشکل سے سلجھایا ہے۔ یعنی وہ جو آدھی رات کو کسی عورت کے سسکیاں لینے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ نیز مسز باری مور کے چہرہ پر غم واندوہ کے جو آثار نظر آتے تھے۔ اور اس کے شوہر کو دبے پاؤں ہال کی مغربی کھڑکی کی طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ ان سب باتوں کا راز بھی حل کر لیا گیا ہے۔ جس کے لئے میں تم سے مبارکباد چاہتا ہوں۔ کم از کم اب تمہیں یہ شکائت نہ ہو گی۔ کہ میں نے جس آدمی کو اپنا معتمد بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے کوئی کام بہت حسب منشا نہ کیا۔ مزا یہ ہے کہ سب اسرار ایک رات رات کے عرصہ میں واضح ہو گئے...

مگر نہیں ایک کی بجا دو راتیں کہنا زیادہ صحیح ہو گا۔ کیونکہ پہلی رات ہماری کوششیں ناکام ہی رہی تھیں۔ اس روز ہم تین بجے رات تک سر ہنری کے کمرہ میں بیٹھے ہوئے کسی ایسے واقعہ کا انتظار کرتے رہے۔ جس سے اس عجیب راز کے حل میں مدد مل سکے مگر گھڑی کی ٹک ٹک کے سوا کوئی آواز ہمارے کانوں میں نہ پہنچی۔ آخر جب سوا تین اور اس کے بعد ساڑھے تین بھی بج گئے۔ اور کوئی خاص واقعہ پیش نہ آیا۔ تو ہم یاس و ملول ہو کر کرسیوں پر بیٹھے بیٹھے سو گئے۔ مگر دقتیں ہر کام میں پیش آیا کرتی ہیں اس ناکامی سے ہمارے حوصلے شکست نہیں ہوئے۔ اور ہم نے اگلی رات پھر کوشش کرنے کا تہیہ کر لیا۔ وہیں سر ہنری کے کمرہ میں بیٹھ کر لیمپ مدھم کر لیا۔ سگرٹ جلائے اور دبک کر انتظار کرنے لگے۔ پر بھائی رات کا وقت سوتے میں ہی خوب کٹتا ہے بیان نہیں کر سکتا۔ ہمارے انتظار نے کس قدر طول کھینچا۔ ایک ایک پل صدیوں

مبا ہوگیا۔ بارہا جی گھبرانے لگتا۔ مگر شوقِ تجسس پھر موجبِ تسکین ہوتا تھا۔ ہماری حالت اس صیاد کی طرح تھی۔ جو دام بچھائے گھنٹوں شکار کا انتظار کر سکتا ہے۔ اسی طرح ایک بج گیا پھر دو کی آواز سنائی دی۔ مگر کوئی واقعہ پیش نہ آیا۔ اس وقت پھر دونوں کو مایوسی ہونے لگی میں ناچار انگڑائی لیکر اٹھا چاہتا تھا۔ کہ ناگاہ برآمدہ میں پاؤں کی ہلکی چاپ نے ہمہ تن گوش بنا دیا۔ اس آواز کو سنتے ہی ہم احساس مجسم بنے ہوئے سیدھے ہوکر بیٹھ گئے۔ برآمدہ میں کوئی شخص بڑی احتیاط سے قدم اُٹھاتا ہوا گذرا - مگر ہم اسی طرح بےحرکت بیٹھے رہے۔ آخر جب پاؤں کی آواز فاصلہ پر جاکر مدھم ہوگئی۔ تو سر ہنری نے اُٹھ کر آہستہ سے دروازہ کھولا۔ اور ہم پیچھے ہولئے۔ اتنے میں وہ آدمی غلام گردش سے گذر کر گیلری میں پہنچ گیا تھا۔ برآمدہ کے ہر طرف تاریکی تھی۔ مگر بہ قدم چلتے ہم دونو اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ تھوڑی دور جاکر معلوم ہوا۔ ایک دراز قد آدمی ہے۔ شانے گول۔ داڑھی سیاہ تلووں کے بل چلتا آگے آگے جا رہا تھا۔ کئی جگہ مڑکر پہلے کی طرح ایک کمرہ کا دروازہ کھولا اور اندر گھس گیا۔ رات کے اندھیرے میں اس شمع کی روشنی جو اس کے ہاتھ میں تھی دور سے جگنو کی طرح نظر آنے لگی۔ ہم بدستور اس کے پیچھے چلے جاتے تھے۔ گو قدم حزم و احتیاط سے اُٹھانا پڑتا تھا کہ ایسا نہ ہو گیلری کا تختہ چرچرائے یا کسی چیز کی ٹھوکر ہی لگ جائے۔ بوٹ ہم پہلے ہی اُتار کر رکھ گئے تھے۔ مگر پرانے چوبی تختے ہمارے بوجھ سے دب کر اُبھرتے تو ہر لحظہ یہ خوف دامنگیر ہوتا۔ کہ ہماری آہٹ ضرور اس کے کانوں میں پہنچ جائیگی۔ وہ تو ہماری خوش قسمتی سمجھو کہ باری مور کو ذرا اونچا سنائی دیتا ہے۔ علاوہ بریں وہ اپنے کام میں اتنا محو تھا۔ کہ اگر کوئی ہلکی آواز کانوں میں پہنچی بھی تو سامعہ نے اس کو قبول نہیں کیا۔ غرض ہم دونو اس کی بےخبری میں کمرہ کے پاس پہنچ گئے۔ اور باہر چھپ کر کھڑے ہوگئے۔ اب معلوم ہوا کہ وہ اس جلتی ہوئی شمع کو ہاتھ میں لئے اپنا سپید چہرہ کھڑکی کے شیشے سے لگائے اسی طرح جھک کر کھڑا ہے جس طرح دو راتیں پہلے میں نے

اسے دیکھا تھا۔ تھا تب سے پہلے ہم نے آپس میں کوئی بات طے نہ کی تھی۔ مگر میرا ارادہ ظاہر ہونے سے پیشتر اس عمل کو آخر تک دیکھنے کا تھا۔ پر تم جانو بیرونٹ کا مزاج ہے گرم۔ وہ کسی بات میں صبر و سکون سے کام لے ہی نہیں سکتے۔ جھٹ معاملہ کی طرف آنا ان کے لئے سب سے آسان رستہ ہے۔ میرے روکتے روکتے کمرہ میں گھس گئے۔ باری مور نے جوان کی آواز سنی تو فوراً پیچھے مڑا۔ اور منہ سے سانپ کی پھنکار کی طرح آواز نکلی۔ میں نے دیکھا اس کا چہرہ لاش کی طرح زرد مگر آنکھیں دہکتے ہوئے کوئلوں کی طرح چمک رہی تھیں پہلے سر ہنری کو اور اس کے بعد میری طرف دیکھا۔ تو ان میں حیرت و خوف کی علامات پیدا ہو گئیں۔ اور وہ مریض تپ کی طرح زور زور سے کانپنے لگا۔

"کیوں باری مور۔ یہ کیا اسرار ہے؟" بیرونٹ نے اس کی طرف گھور کر پوچھا۔

"کچھ نہیں سرکار۔ کچھ نہیں"۔ اس کا اضطراب اتنا بڑھا ہوا تھا کہ آواز مشکل سے سنائی دیتی تھی۔ اور کانپتے ہوئے ہاتھ میں شمع کی حرکت سے دیواروں پر سائے چلتے ہوئے نظر آتے تھے۔ "میں احتیاطاً دیکھنے آیا تھا۔ کہ کھڑکی کھلی نہ رہ گئی ہو۔ رات کو عموماً ایسا کیا کرتا ہوں۔ کیونکہ مکان آبادی سے بہت دور ہے۔"

"دوسری منزل کی کھڑکی؟" بیرونٹ نے طنز سے پوچھا۔

"حضور ساری کھڑکیاں ایک ایک کرکے دیکھتا ہوں۔"

"سنو باری مور!" سر ہنری نے سختی سے کہا "ان حیلہ سازیوں سے میرا اطمینان نہ ہوگا۔ میں عہد کر چکا ہوں کہ سب حال معلوم کئے بغیر چین نہ لوں گا۔ بھلائی چاہتے ہو تو جو بات ہو سچ سچ کہہ دو۔ جھوٹ بولو گے تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔ بتاؤ تم اس کھڑکی کے پاس کھڑے ہوئے کیا کر رہے تھے؟"

اس بدنصیب نے ہماری طرف بے کسی سے دیکھا۔ پھر شمع کو طاق میں رکھ کر اس طرح دونوں ہاتھ جوڑ لئے۔ گویا یہ آفت ناقابل برداشت تھی۔

"سرکار میں نے کوئی خطا نہیں کی" اس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ "فقط اس موم بتی کو لئے ہوئے کھڑکی کے پاس کھڑا تھا۔"

"مگر جلتی ہوئی موم بتی لے کر کھڑکی کے پاس کھڑا ہونے کا مدعا کیا تھا؟"

"نہ پوچھیے حضور۔ نہ پوچھیے میں بمنت عرض کرتا ہوں۔ اس بات کو یہیں تک رہنے دیجئے۔ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ آپ سے ظاہر کر سکوں۔ اگر اس کا تعلق میری ذات سے ہوتا۔ تو میں کبھی پروانہ کرتا۔ . . ."

میرے دل میں یکایک کچھ خیال پیدا ہوا۔ اور میں نے جلتی ہوئی شمع کو ہاتھ میں لے کر کہا۔

"معلوم ہوتا ہے یہ آدمی اس روشنی سے کچھ اشارے کر رہا تھا۔ ٹھیریئے میں دیکھتا ہوں۔ باہر سے کیا جواب ملتا ہے۔"

جلتی ہوئی شمع کو اسی طرح شیشہ کے پاس لے جا کر میں نے ویرانہ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ گھپ اندھیری رات اور آسمان پر بادل گھرے ہوئے تھے۔ کسی قدر فاصلہ پر درختوں کی ٹہنیاں تیز ہوا میں جھومتی نظر آتی تھیں۔ اور ان سے پرے کچھار کا ناپیدا کنار ویرانہ تھا۔ مہیب۔ خوفناک اور سیاہ۔ آن واحد میں میرے منہ سے نعرہ مسرت نکل گیا۔ کیونکہ اس تاریکی میں ہلکی سی زرد روشنی صحرا میں قطرہ آب کی مانند بے حقیقت نظر آئی اور تھوڑی دیر تیزی سے چمکتی رہی۔

"دیکھیے! وہ دیکھیے! . . ." میں نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ سرکار یہ کچھ نہیں" داروغہ نے بے تابی سے قطع کلام کر دیا۔ "میں سچ عرض کرتا ہوں . . ."

مگر سیرونٹ نے دیکھ لیا تھا۔ "واٹسن ذرا اس موم بتی کو ہلا کر دیکھو۔" اس نے فاتحانہ لہجہ میں کہا۔ "دیکھا وہ بھی ہلتی ہے۔" پھر بار بی مور سے "نمک حرام۔ پاجی۔ کیا اب بھی تجھے

انکار ہے۔ کہ اس موم بتی سے ویرانہ میں کچھ اشارے کر رہا تھا؟ بول جواب کیوں نہیں دیتا؟ کون ہے جو باہر ویرانہ میں چھپا ہوا تیرے اشاروں کا جواب دیتا تھا؟ کیا سازش ہے جو تم لوگ آپس میں کر رہے تھے؟"

باری مور کے چہرہ پر مقابلہ کے آثار پیدا ہو گئے۔ کہنے لگا۔ "اس معاملہ کا چونکہ آپ سے کچھ تعلق نہیں۔ اس لئے میں ان باتوں کا جواب نہ دونگا۔"

"نہ دے گا؟ اچھا اسی وقت تجھ کو موقوف کرتا ہوں۔"

"بڑی مہربانی۔"

"مگر یاد رکھ میں تجھے بے عزتی کے ساتھ موقوف کرتا ہوں۔ نالائق شرم کر۔ اس گھر میں رہتے ہوئے تیرے خاندان کو سو سال سے اوپر ہو گئے۔ اور تو یہ نمک حلالی دکھاتا ہے۔ کہ میرا نوکر ہو کر میرے ہی خلاف سازش کر رہا ہے!"

"نہیں سرکار نہیں ایسا نہیں ہے۔"

یہ ایک عورت کی آواز تھی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو مسز باری مور اپنے شوہر سے زیادہ خوف زدہ اور زرد رو ہمارے پاس کھڑی تھی۔ موٹے جسم پر رات کا مختصر لباس اور سر پر ایک شال تھی۔ اس حالت میں مجھے اس کی صورت بڑی مضحکہ خیز نظر آئی مگر اس کے چہرہ پر جوش و اضطراب کے عجیب آثار نمودار تھے۔

"الزا آپ نے ہم کو موقوف کر دیا۔ ہائے یہ ان کوششوں کا انجام ہے۔ اچھا تم اسباب باندھ لو۔ کہ صبح ہونے ہی اس گھر سے رخصت ہو جائیں۔" باری مور نے اس سے کہا۔

"اوہ! جان۔ جان۔ کیا میں ہی ان خرابیوں کا باعث ہوں۔ سر ہنری سب خطا میری ہے۔ اس نے فقط میری خاطر ایسا کیا۔ ورنہ وہ تو پہلے ہی بہت ڈرتا تھا۔"

"اچھا تم بیان کرو۔ اس کارروائی کا مطلب کیا ہے؟"

"فقط یہ کہ میرا بدنصیب بھائی اس ویرانہ میں فاقوں مر رہا ہے۔ ہم پاس رہ کر

اسکی یہ حالت نہیں دیکھ سکتے۔ اشارہ کا مطلب صرف یہ تھا کہ تمہارا کھانا تیار ہے۔ جواب میں اس کی پیدا کی ہوئی روشنی یہ معنے رکھتی ہے۔ کہ کھانا کس مقام پر لایا جائے۔"

"تو کیا تمہارا بھائی۔۔۔؟"

"مفرور مجرم سلڈن مجھ بدنصیب کا بھائی ہے۔"

"بس جناب یہی اصل واقعہ تھا۔" باری مور نے کہا "میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ راز چونکہ میرا نہیں ہے۔ اس لئے میں اسے ظاہر نہیں کر سکتا۔ لیکن خیر آپ نے سارا حال سن لیا۔ دیکھ لیجیے اس میں آپ کے خلاف کونسی سازش کی گئی ہے۔"

یوں صاحب معلوم ہو گیا۔ کہ اس عورت کے نالوں کو آہ و بکا کرنے اور باری مور کے دبے پاؤں کھڑکی کے پاس جا کر روشنی دکھلانے کی تہ میں کیا بھید تھا۔ سارے حالات سُن کر میں اور سر ہنری اس عورت کی طرف نظر حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ یقین نہ آتا تھا۔ کہ ایسی شریف و بظاہر عزت دار عورت ایک نامی مجرم کی بہن ہو سکتی ہے۔

وہ کہنے لگی "حضور شادی سے پہلے میرا نام سلڈن تھا۔ یہ میرا چھوٹا بھائی ہے کم سنی میں ہم نے اسے لاڈ چاؤ سے پالا تھا۔ اور ہر بات میں اپنی مرضی پر چلنے دیا۔ اس سے رفتہ رفتہ اس نے یہ سمجھنا شروع کیا۔ کہ دنیا میرے ہی آرام کے لئے بنی ہے۔ اور مجھ کو اختیار ہے جس طرح جی چاہے کروں۔ جوان ہو کر بری صحبتوں میں پڑا۔ تو شیطانی خیالات نے غلبہ پا لیا۔ اب اس نے ایسی حرکتیں شروع کیں جن سے ماں بے چاری دل شکستہ ہو کر مر گئی۔ اور ہر شخص کو ہمارے نام سے نفرت ہونے لگی۔ اس کے باوجود جرم کی راہ پر چلتا رہا۔ حتے کہ عدالت نے خون ثابت ہونے پر اس کے لئے سزائے موت تجویز کی۔ خدا کی خاص مہربانی تھی۔ کہ یہ سزا عمر قید میں بدل دی گئی۔۔۔ مگر سرکار وہ لاکھ برا ہو میری نظروں میں اب بھی گھومے ہوئے بالوں کا وہی چھوٹا بچہ ہے۔ جسے میں گودی میں کھلایا کرتی تھی۔ اسے معلوم تھا۔ کہ میں اس گھر میں رہتی ہوں۔ اس لئے

جیل سے بھاگ کر اسی ویرانہ میں چھپ گیا۔ میں آخر اسکی بہن تھی۔ کیسے امداد سے دریغ کرتی؟ ایک رات جب قید خانہ کے سپاہی اس کی تلاش میں زمین آسمان ایک کر رہے تھے۔ وہ باحالِ تباہ۔ تھکا ماندہ اور پریشان ہمارے دروازہ پر آیا۔ تب اسے مجرم جان کر بھی ہم لوگ امداد پر مجبور ہو گئے۔ ہم نے اسے پناہ دی اور کھانا کھلایا۔ وہ اسی گھر میں رہا کرتا تھا۔ کہ آپ تشریف لے آئے۔ اب ہمارے لئے اس کو باہر نکال دینے کے سوا کیا چارہ تھا۔ مگر بھائی نے سمجھا کہ جب تک پولیس میرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ اس ویرانہ سے زیادہ محفوظ کوئی مقام نہ ہوگا۔ پس دوبارہ اسی میں چھپ گیا۔ ہم لوگ ایک دن چھوڑ کر ہر تیسری رات کھڑکی میں روشنی دکھاتے اور یہ معلوم کر لیتے کہ وہ ہر طرح محفوظ ہے۔ جب اس کا جوابی اشارہ ملتا۔ تو آپ کا نوکر گوشت روٹی باندھ کر لے جاتا۔ اور چھوڑ آتا۔ ہماری خواہش تھی۔ کہ وہ کہیں چلا جائے۔ مگر جب تک یہاں تھا کیسے منہ موڑتے؟ بس سرکار یہ سارا واقعہ ہے۔ میں ایک دیندار عیسائی عورت ہوں۔ اور میں نے اپنی عمر میں کوئی برائی نہیں کی۔ آپ کا نوکر بھی پورا وفادار ہے۔ اس بے چارے کا کچھ قصور نہیں۔ ہے تو میرا ہے۔ کیونکہ اس نے جو کچھ کیا میرے کہنے پر کیا۔ اب آپ مالک ہیں۔ جو چاہیں سلوک کریں۔"

یہ سب کچھ اس عورت نے ایسے لہجہ میں کہا تھا کہ شک کی گنجائش باقی نہ رہی یقین آ گیا کہ یہی اصلیت ہے۔ پھر بھی سر ہنری نے تصدیق کے لئے کہا۔

"کیوں باری مور۔ یہ سچ ہے کیا؟"

"سرکار اس میں رتی بھر جھوٹ نہیں ہے۔"

"اچھا جاؤ۔ میں تم کو معاف کرتا ہوں۔ بے شک اپنی بی بی کا راز چھپانے میں تم بڑی حد تک حق بجانب تھے۔ اس لئے جو کچھ میں نے غصہ کی حالت میں کہہ دیا اسے بھول جاؤ۔ اور جا کے آرام کرو۔ صبح پھر اس مضمون پر گفتگو کریں گے۔"

دونو چلے گئے، تو میں نے دوبارہ کھڑکی کے شیشہ سے باہر کی طرف دیکھا۔ اتنے میں سرہنری نے آگے بڑھ کر پٹ کھول دیے۔ اور رات کی سرد ہوا تیزی سے کمرہ میں آنے لگی۔ بہت دور کچھار کے ویرانہ میں زرد روشنی کا وہ خفیف شعلہ اب تک جھلملا رہا تھا۔

"بڑی جرأت ہے!" سرہنری نے اس طرف اشارہ کرکے کہا۔

"ممکن ہے۔ روشنی اسی جگہ سے نظر آتی ہو۔ کسی دوسرے مقام سے دکھائی نہ دیتی ہو۔"

"بس یہی وجہ ہے۔ تمہاری رائے میں یہ جگہ کتنی دور ہوگی؟"

"میرے خیال میں کلفٹ ٹور کے پاس کوئی مقام ہے۔"

"ایک دو میل دور؟"

"ہاں اتنا ہی۔"

"اس صورت میں بارہی مور کے لئے کھانا لے جانا بہت مشکل نہ ہوتا ہوگا۔ دیکھو تو بدمعاش کس صبر سے انتظار کر رہا ہے۔۔۔ واٹسن میں اس آدمی کو پکڑنا چاہتا ہوں۔"

یہی خیال میرے اپنے دل میں پیدا ہوا تھا۔ انصافاً اگر بارہی مور یا اس کی بی بی اپنے طور پر سارے حالات ظاہر کر دیتے۔ تو جدا بات تھی۔ مگر جس حالت میں انہوں نے اس راز کو چھپانے کی کوشش کی۔ اور اسے فقط مجبوری کی حالت میں ظاہر کیا۔ تو ہماری طرف سے بھی رحم کی توقع نہ ہونی چاہیئے۔ اس کے علاوہ یہ آدمی ایک سزایاب خونی۔ ایک مفرور مجرم اور سوسائٹی کے لئے صریحاً باعث خطر تھا۔ موذی پر رحم کرنا کسی حال میں واجب نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کو گرفتار کرکے دوبارہ ایسی حفاظت میں رکھوا دیا جائے کہ پھر کسی کو ضرر نہ پہنچا سکے۔ تو تقاضائے انسانیت سے بعید نہ ہوگا۔ عادی مجرم وہ پہلے ہی تھا اب اس کے سر پر خون سوار ہو چکا ہے۔ پس ہم نے اس کی گرفتاری میں تامل کیا۔ تو کیا عجب بعض اور بے گناہ لوگوں کی جانیں ضائع ہوں۔ سب سے بڑا خطرہ مسٹر سٹیپلٹن اور اس کی بہن کے

متعلق تھا۔ کیونکہ یہ لوگ ویرانہ کے وسط میں رہتے تھے۔ جہاں کسی طرح کی مدد بھی نہ مل سکتی تھی ممکن تھا۔ یہ آدمی کسی دن ان کے مکان پر واردات کرے۔ غالباً یہی خیال سب سے زیادہ سرہنری کی تحریک کا موجب ہوا۔

انہیں باتوں کو سمجھ کر میں بھی آمادہ ہو گیا۔ اور کہا "آپ چلتے ہیں تو میں بھی ساتھ جانے کو تیار ہوں۔"

"بس تو بوٹ پہن لو۔ اور ریوالور ساتھ لے لو۔ یہ کام جتنا جلد ہو جائے اچھا ہے۔ کیا عجب ہمارے پہنچنے تک روشنی گل کر کے اندھیرے میں چھپ جائے۔"

پانچ منٹ کے عرصہ میں ہم دونو اس عجیب مہم کے لئے تیار ہو گئے۔ گھپ اندھیرے میں کٹیلی جھاڑیوں کو پھاندتے اور ان درختوں کے کنج سے ہوتے ہوئے جن کے پتے خزاں کی باد تند سے جھڑ کر گر رہے تھے۔ ہم اس بے پایاں ویرانہ میں جا پہنچے جہاں رات کی مرطوب ہوا میں گلی ہوئی سبزی کی ہمک شامل تھی۔ آسمان کے میدان پر جنگ کا سامان نظر آتا تھا بادل زنگی رنگ کی وردیاں پہنے ہوئے ہیبت ناک تھے۔ اور عروس مہتاب اس اندھیریاں لشکر کے خوف سے پردہ میں منہ چھپا چکی تھی۔ ہم کچھار میں پہنچے۔ تو ہلکی بارش شروع ہو گئی۔ مگر اس باد و باراں کی جنگ میں وہ ہلکی زرد روشنی بدستور محفوظ تھی۔

"کیا آپ بھی مسلح ہیں؟" میں نے سرہنری سے پوچھا۔

"فقط ایک چابک میرے پاس ہے۔"

"ہمیں اس آدمی کو پھرتی سے گھیر لینا چاہیئے۔ کیونکہ بے رحم و خطرناک سنا جاتا ہے اگر اس کو مقابلہ کی مہلت نہ دیتے ہوئے فوراً مغلوب کر لیا جائے۔ تو خوب ہوگا۔"

"ہا واٹسن" یکایک بیرونٹ نے کہا "یہ واقعہ اگر ہومز کو معلوم ہو تو کیا کہے۔ اس کی خاص ہدایت تھی۔ کہ رات کے اندھیرے میں کبھی اس کچھار میں پاؤں نہ رکھنا۔ کیونکہ بدی کی طاقتیں ہمیشہ رات کی تاریکی میں پورا زور حاصل کرتی ہیں۔"

نہ معلوم یہ اس کے لفظوں کا جواب تھا یا محض سوئے اتفاق - بہر حال عین اس وقت کچھار کے اندھیرے میں وہی خوفناک آواز جو ایک بار پیشتر میں نے گرمین مارٹر کے پاس سنی تھی ہوا میں گونجتی ہوئی ہمارے کانوں میں پہنچی۔ رات کے سناٹے میں جب تیز و تند ہوا کے شور کے سوا کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی - یہ خوفناک پراسرار آواز پہلے ایک لمبی - مدھم غراہٹ کی طرح معلوم ہوئی - اس کے بعد تیز تر ہوتے ہوئے خوفناک گرج میں بدلی - پھر مدھم ہوتے ہوتے پر درد کراہٹ پر ختم ہو گئی -

اس پر خوف اندھیرے میں جب کچھار کی پہنائی ہمارے پاس خارج از تہذیب اور آبادی سے روپوش مجرم کے سوا جو زندگی تک سے بیزار تھا - ہر طرح کی مخلوق سے عاری ومحروم تھی - جب ہلکی پھوار پڑ رہی تھی - اور آسمان پر کالے رنگ کے بادل دیو سیاہ کی مانند ہوا کے پروں پر اڑتے ہوئے نظر آتے تھے - اس ہولناک زہرہ پاش روح فرسا آواز نے فضا میں مرتعش ہو کر خوف کا وہ اثر جانگداز پیدا کر دیا جس سے ہمارے دل سینوں کے اندر بیٹھ گئے - سیر ونٹ نے میری آستین انداز تشنج سے پکڑ لی - اور میں نے دیکھا کہ اس اندھیرے میں اس کا چہرہ بالکل بے رنگ اور سپید نظر آتا تھا !

"واٹسن - واٹسن یہ کیا آواز تھی ؟ اس نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں پوچھا۔

"میں خود نہیں جانتا - کوئی عجیب آواز ہے - جو اس ویرانہ میں سنی جاتی ہے میں نے ایک بار پہلے بھی سنی تھی -"

تھوڑے تھوڑے وقفہ سے وہ خوفناک گونج تین بار ہمارے کانوں میں پہنچی اسکے بعد خموشی چھا گئی - ہم نے کئی مرتبہ ٹھیر ٹھیر کر اسے دوبارہ سننے کی کوشش کی - مگر پھر نہ سنائی دی

"واٹسن اگر میرا اندازہ بالکل ہی غلط نہیں ہے - تو یہ ضرور کسی کتے کی آواز تھی"

میرا خون جمنے لگا - سر ہنری کی آواز میں اس طرح کی لغزش پائی جاتی تھی جسے شدت خوف وہراس کی علامت سمجھا جاتا ہے -

"لوگ اس آواز کی نسبت کیا کہتے ہیں ؟" اس نے سہمی ہوئی زبان سے پوچھا۔

"کون لوگ ؟"

"عوام جو اس جگہ دہات میں رہتے ہیں۔"

"وہ غریب تو جاہل مطلق ہیں۔ ان کے کہنے پر نہ جانا چاہیئے۔"

"پھر بھی سنا تو ہوگا۔ اس آواز کی نسبت ان کے خیالات کیا ہیں ؟"

میں نے ایک لمحہ تامل کیا۔ لیکن اسے پر بضد دیکھکر مجبوراً کہنا پڑا۔

"اہل دہات کہتے ہیں۔ یہ خاندان باسکرولی کے دشمن کتے کی آواز ہے۔"

اس کے منہ سے گہری دردناک آہ نکلی۔ اور تھوڑی دیر چپ رہا۔

"کچھ شک نہیں آواز کسی کتے کی تھی۔" آخر کار اس نے کہا۔ "اور میرے خیال میں کئی میلوں سے آئی تھی۔"

"اس عریض ویرانہ میں یہ کہنا بہر حال مشکل ہے۔ کہ وہ کہاں سے آتی تھی۔"

"مگر اس کا اتار چڑھاؤ ہوا میں اس کا ارتعاش و آمیزش۔ یہ باتیں بڑی حد تک سمت واضح کرتی ہیں۔ کیا گرمپن کی دلدل جس کا تم ذکر کرتے ہو۔ اسی طرف واقع نہیں ہے ؟"

"ہاں اسی طرف ہے۔"

"بس تو آواز وہیں سے آتی ہے۔ سچ کہنا واٹسن تمہارے خیال میں یہ آواز کتے کی تھی یا نہیں ؟ میں بچہ نہیں ہوں۔ اس لئے جو بات ہو صاف صاف کہنے میں تامل نہ کرو۔"

"اس سے پہلے جب میں نے یہ آواز سنی۔ تو سٹیپلٹن میرے ساتھ تھا" میں نے رکتے ہوئے لہجہ میں جواب دیا۔ "آپ کو معلوم ہے اسکو نباتات و حیوانات کی تحقیق کا بہت شوق ہے۔ وہ کہتا تھا۔ یہ ایک قسم کے صحرائی بگلے کی آواز ہے۔۔۔"

"غلط بالکل غلط ! کیا بگلے کی آواز کتے کی آواز سے مل سکتی ہے ؟ خداوندا اگر وہ خوفناک روائت جو میں نے سنی تھی۔ سچ ہو!۔۔۔ مگر واٹسن کیا ایسا ہو سکتا ہے ؟ کیا اس طرح کا دوزخی

کتا کوئی اصلی وجود رکھ سکتا ہے؟ سچ کہو تمہاری بے لاگ رائے کیا ہے؟"

"میری رائے میں تو دوزخی کتے کی روایتیں سب فرضی ہیں۔"

"ہاں فرضی! مگر دیکھو لندن ایسے آباد شہر میں بیٹھ کر ایسی روایتوں کی ہنسی اُڑانا اور بات ہے۔ اور یہاں اس ہولناک ویرانہ میں کھڑے ہو کر اپنے کانوں سے اس طرح کی آواز سننا اور پھر یاد کرو کہ جب چچا یارو کی لاش ملی۔ تو کیا ان کے پاس فرش زمین پر ایک جسیم کتے کے پنجوں کے نشان نہ تھے؟ اب رفتہ رفتہ ساری باتوں کی تصدیق ہوتی جا رہی ہے ... واٹسن میں بزدل نہیں ہوں۔ مگر واللہ اس پراسرار آواز نے واقعی میرا خون منجمد کر دیا ہے۔ دیکھ لو۔"

میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر دیکھا۔ تو پارہ مرمر کی طرح سرد تھا۔

"آپ کا خوف عارضی ہے۔" میں نے جواب دیا "اطمینان فرمائیے۔ کل پھر طبیعت بحال ہو جائے گی۔"

"نہیں میں جب تک زندہ رہوں گا اس خوفناک آواز کی یاد دل سے محو نہ ہو گی ... بتاؤ اب کیا کرنا چاہیئے؟"

"کیا واپس چلیں؟"

"ہرگز نہیں" اس نے دفعتاً غیر معمولی جوش ظاہر کرتے ہوئے کہا "ہم اس مفرور خونی کو گرفتار کرنے آئے تھے۔ اور اس فرض سے پیچھے نہ ہٹیں گے ... پروا نہیں کیا اتفاق ہے کہ ہم ایک مجرم کا پیچھا کر رہے ہیں اور دوزخی کتا ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔ مگر کچھ مضائقہ نہیں اگر دوزخ کے سارے شیطان اس ویرانہ میں پھیل کر مجھے ادائے فرض سے روکنے کی کوشش کریں تو بھی نہ رکوں گا۔"

اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتے گرتے پڑتے ہم آہستگی مگر استقلال کے ساتھ اس مقام کی طرف چلے جاتے تھے۔ جہاں سلڈن چھپا بیٹھا تھا۔ چاروں طرف ناہموار سیاہ پہاڑیاں تھیں۔ اور سامنے زرد روشنی کا وہی خفیف شعلہ جو بد نصیب مجرم کی موجودگی

پوچھو تو ہم لوگ رفتہ رفتہ مگر یقینی طور پر ترقی کر رہے ہیں۔ جہاں تک باری مور اور اس کی بی بی کا تعلق تھا۔ ہم نے ان کی نقل و حرکت کا مدعا معلوم کر لیا۔ اور وہ راز جو کئی دن سے پریشان کر رہا تھا۔ واضح ہو گیا۔ مگر باری مور کی زندگی سے بہت زیادہ پر اسرار یہ ہولناک ویرانہ ہے جس کے بھیدوں کی کچھ انتہا نہیں۔ میں دن رات ان کی تحقیق میں لگا ہوا ہوں اور ممکن ہے اگلے خط میں میں اس تازہ معاملہ پر کچھ نئی روشنی ڈال سکوں۔ مگر دوست میری مانو۔ تو اور کام چھوڑ کر خود یہاں آؤ۔ یہ بیل تمہارے بغیر منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی

باب ۱۰

میری ڈائری کے پریشان اوراق

باسکرویل ہال کے عرصہ قیام میں جو متعدد خطوط میں نے شرلاک ہومز کے نام لکھے تھے ان میں سے دو کو جو اہم تر تھے بجنسہ نقل کر دیا گیا۔ باقیوں کو خوف طوالت سے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ سلسلہ داستان اب اس منزل میں پہنچ گئی ہے جہاں اس ڈائری کے بعض اقتباسات جو میں بڑی پابندی کے ساتھ قلمبند کیا کرتا ہوں، سلسلہ حالات پر بہتر روشنی ڈال سکیں گے اندراج بہت مفصل ہیں مگر میں ان کا صرف ضروری خلاصہ ہی پیش کروں گا۔ کہ ناظر کو رطب و یابس کا گمان نہ ہو۔ ۱۵ اکتوبر کی رپورٹ آپ کے ملاحظہ سے گذر چکی۔ اس سے اگلے دن جو واقعات پیش آئے، وہ اسی ڈائری سے ماخوذ ہیں۔

۱۶ اکتوبر۔ آسمان ابر آلود اور چاروں طرف گہری دھند چھائی ہوئی ہے۔ اور وہ ہلکی بارش جو کچھار میں سلڈن کا تعاقب کرتے وقت شروع ہوئی تھی۔ اب تک قائم چلی جاتی ہے۔ فاقعتیٰ بادل نہ ختم ہونے والی قطار میں دوش نسیم پر اڑے جا رہے ہیں اگر کبھی ہوا کی سرکشی انہیں منتشر کر دیتی ہے۔ تو کچھار کا ہیبتناک ویرانہ حد نگاہ تک پھیلا

ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جس کی بھیگی ہوئی بنجر پہاڑیوں کی ڈھلوں پر بہتا ہوا پانی چاندی کی ابھری ہوئی رگوں کا نظارہ پیش کرتا ہے۔ گھر کے اندر اور باہر ہر جگہ اداسی چھائی ہوئی ہے۔ رات کے پرخروش واقعات کے بعد سر ہنری اپنے کمرہ میں نڈھال ہیں اور میں خود ایک ناقابل اظہار دل گرفتگی محسوس کرتا ہوں۔ کوئی غیبی آواز۔ کوئی ناقابل بیان احساس نامعلوم خطروں کی خبر دیتا ہے۔ ان بعید از فہم اور ناقابل تشریح خطروں کی جس سے اور زیادہ خوفناک معلوم ہوتے ہیں کہ ان کی نوعیت معلوم نہیں۔

واقعہ میں میری پریشاں حالی اور واماندگی قابل حیرت نہیں۔ بے شمار اس قسم کے واقعات پے در پے پیش آ رہے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک ان خفیہ مگر پرخوف اثرات پر دلالت کرتا ہے۔ جو ہمارے گردا گرد کام کر رہے ہیں۔ سب سے اول سر چارلس کی پراسرار موت کا واقعہ جو تمام خیالات کے مطابق خاندانی روایات کے طریق پر ظہور میں آئی پھر ان کے مزارعین کے یہ بیان کہ ہم نے کئی بار اس ویرانہ میں کتے کی وضع کا ایک خوفناک اور عجیب حیوان پھرتا ہوا دیکھا ہے۔ میرا دو بار اسی ویرانہ میں اپنے کانوں سے کتے بتا کے بھونکنے کی ہولناک آواز سننا اور... عقل حیران ہے کہ وہ کتا جس کی آواز صاف طور پر سنائی دیتی ہے۔ فوق الفطرت کیسے ہوگا؟ اگر آتشی مخلوق کا واقعی کچھ وجود ہے تو اس کے نقش پا دیکھنا یا اس کی آواز سننا عجائبات میں داخل ہوگا... اس کے باوجود وہ آواز کتنی خوفناک اور جانگداز تھی! وہ پنجوں کے نشان جنہیں ڈاکٹر مارٹیمر نے دیکھا کتنے بڑے بڑے تھے! مگر کچھ ہو۔ سٹیپلٹن اور اس کے ساتھ مارٹیمر ہی ایسے توہمات باطلہ کے لاکھ قائل ہوں۔ کم از کم مجھے اپنے دوست مسٹر ہومز کی صحبت میں رہ کر ایک ایسا وصف حاصل ہوا ہے جس پر میں بجا طور سے فخر و ناز کر سکتا ہوں۔ اور یہ وصف ہر بات میں معمولی عقل سے کام لینا ہے۔ موجودہ حالت میں عقل نہیں مانتی۔ کہ کوئی اس طرح کا پراسرار حیوان جس کی روائتیں لوگوں میں مشہور ہیں۔ موجود ہو سکتا ہے۔ اگر

میں بھی اس کی ہستی ماننے لگوں تو مجھ میں اور ان جاہل کاشتکاروں میں کیا فرق رہ جائے گا جو اس نام نہاد دوزخی کتے کے قد عظیم کے ذکر پر اکتفا نہ کر کے اس کے منہ اور آنکھوں سے نار جہنم کے شعلے نکلنا بیان کرتے ہیں۔ ایسی روایتیں اگر ہومز کے سامنے پیش کی جائیں تو وہ ہرگز انہیں ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ پھر میں اس کا شاگرد رشید اور اس جگہ اس کا قائم مقام کیسے مان سکتا ہوں؟ لیکن مفروضات سے قطع نظر واقعات آخر واقعات ہیں۔ اور ان کو نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ ان میں ایک قابل ذکر واقعہ یہ ہے۔ کہ میں نے خود دو بار اس ویرانہ میں کسی پراسرار کتے کے بھونکنے کی زہرہ پاش آواز سنی ہے۔ عین ممکن ہے کوئی جسیم کتا اس کچھار میں کھلا پھر رہا ہوں۔ اور یہ آواز اسی کی ہو۔ لیکن۔۔ اس جگہ ایک زبردست سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کتا کہاں رہتا اور کیا کھاتا ہوگا؟ وہ اس ویرانہ میں کیسے آیا۔ اور کیا باعث ہے کبھی کسی نے دن میں اس کو نہیں دیکھا؟ اس کے ساتھ ساتھ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ کسی معمولی یا غیر معمولی کتے کے علاوہ ان واقعات کی تہ میں انسان کا ہاتھ بھی کام کر رہا ہے جس کا خاص ثبوت یہ ہے۔ کہ میں نے ہومز کے ساتھ ایک مرد سیاہ ریش کو لندن میں کرایہ کی گاڑی پر سوار دیکھا۔ اور وہ ہمیں دیکھتے ہی بھاگ گیا۔ پھر اس خط کو کیسے نظر انداز کیا جائے۔ جو سر ہنری کے نام بذریعہ ڈاک موصول ہوا تھا۔ کہ انہیں اپنی سلامتی کی خاطر کچھار سے پرے رہنا چاہیئے کم از کم یہ باتیں ایسی نہیں جنہیں فوق الفطرت سمجھا جائے۔ مگر یہاں بھی ایک خاصی مشکل اس سوال نے پیدا کر دی ہے۔ کہ وہ خط کسی دوست کا لکھا ہوا تھا یا دشمن کا؟ اور وہ دوست یا دشمن اب کہاں ہے؟ کیا لندن ہی میں رہ گیا۔ یا ہمارے پیچھے یہاں آپہنچا؟ کیا وہی مرد پراسرار تو نہ تھا جسے میں نے چاند کی روشنی میں پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے ہوئے دیکھا؟

یہ سچ ہے کہ میں نے اسے ایک ہی نظر دیکھا تھا۔ مگر کئی نظارے ایسے دیکھے جاتے

ہیں۔ جن کی ایک جھلک تا زیست لوحِ سینہ پر نقش ہو جاتی ہے۔ اس آدمی کی نسبت کئی باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق میں حلف لینے کو تیار ہوں۔ اول تو وہ ان نواحات کا باشندہ نہیں کیونکہ یہاں کے رہنے والے سب آدمیوں سے میں واقف ہوں۔ اور ایسا شخص آجتک ان میں نہیں دیکھا گیا۔ وہ شبیہ جو قرصِ مہتاب کے مقابلہ میں ابھری ہوئی نظر آئی۔ سٹیپلٹن سے لمبی اور فرینکلینڈ سے دبلی تھی۔ ممکن ہے... ہاں ممکن ہے وہ صورت باری مور کی ہو۔ مگر اسے ہم اپنے پیچھے مکان پر چھوڑ آئے تھے۔ اور یہ غیر ممکن ہے کہ وہ ہم سے آگے نکل کر اس دور افتادہ پہاڑی کی چوٹی پر جا پہنچا ہو۔ ضرور ضرور یہ آدمی کوئی اور ہے جس طرح ایک اجنبی شخص لندن میں سر ہنری کا پیچھا کر رہا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی کر رہا ہے۔ گو ہم اسے لندن چھوڑ آئے تھے۔ مگر اس نے ہم کو نہیں چھوڑا کاش یہ آدمی کسی طرح ہتے چڑھ جائے۔ پھر سب مشکلیں آسان ہیں۔ میں ضرور اسکی تلاش کے لئے کوشش کروں گا۔

پہلے میرے جی میں تھی کہ سر ہنری کو ان تجویزوں سے خبردار کر دوں۔ مگر غور کرنے پر یہی بہتر معلوم ہوا کہ سردست سب کارروائی خفیہ کی جائے۔ ان سے اس کا ذکر ہی نہ ہو۔ جنگل کی پراسرار آواز سننے کے وقت سے وہ ہر گھڑی مایوس و مضمحل نظر آتے ہیں۔ اس آواز کی اصلیت کچھ بھی ہو اس نے انہیں بے طرح سہما دیا ہے۔ اس لئے ان سے کوئی ایسی بات نہ کہوں گا جس سے فکر و تشویش کو ترقی ہو۔ اپنے طور پر ہی کوشش کروں گا۔

صبح ناشتہ کے بعد سر ہنری کی باری مور سے پھر جھڑپ ہو گئی۔ داروغہ نے ان سے خلوت میں کچھ عرض کرنے کی درخواست کی تھی۔ دونوں تھوڑی دیر ایک بند کمرہ میں گفتگو کرتے رہے۔ میں پاس والے کمرہ میں جو انکے کھیلنے کا تھا بیٹھا تھا۔ ہر چند میں اس گفتگو کو جو ان کے درمیان ہوتی تھی نہ سن سکا۔ تاہم تھوڑی دیر کے بعد ان کی اونچی

آوازوں سے اندازہ ہوتا تھا۔ کہ کسی مضمون پر آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں سمجھ گیا اس تکرار کی تہ میں کیا بات ہے۔ آخر کچھ دیر کے بعد دروازہ کھلا۔ اور سر ہنری نے مجھے بھی اندر بلا لیا۔ پھر کہا۔

"بھائی واٹسن۔ باری مور کو ہمارے خلاف یہ شکایت ہے کہ جس حالت میں اس نے اپنے سالے کا سب حال ہم سے کہہ دیا تھا۔ تو ہمیں اس کا تعاقب کرنا لازم نہ تھا۔"

ہمارے سامنے باری مور زرد رو مگر ضبط کیے چپ چاپ کھڑا تھا۔ کہنے لگا۔

"سرکار میرے منہ سے غصہ میں کوئی بے جا لفظ نکل گیا ہو۔ تو میں اس کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ مگر یقین فرمائیے صبح یہ جان کر سخت حیرت ہوئی۔ کہ آپ ہر دو صاحب رات بھر ویرانہ میں بدنصیب سلڈن کا پیچھا کرتے رہے۔ وہ غریب تو پہلے ہی قسمت کا مارا کالی بھیڑوں سے جان بچائے پھرتا ہے۔ مرتے کو مارنا کیا؟ الٹا آپ کو اس کی حالت پر رحم آنا چاہیئے۔"

"سنو باری مور اگر تم سارا حال اپنی مرضی سے ظاہر کرتے تو جدا بات تھی مگر تم نے... نہیں تم نے نہیں تمہاری بی بی نے صرف مجبوری کی حالت میں یہ قصہ بیان کیا۔ اس صورت میں رحم کیسا؟"

"کچھ بھی ہو میں تو یہی کہوں گا۔ سرکار نے اس مصیبت کے مارے کا پیچھا کر کے ثواب حاصل نہیں کیا۔"

"مگر اس کی آزادی امن عامہ کے لئے خطرناک ہے۔ ویرانہ میں کئی گھر ایک دوسرے سے فاصلہ پر آباد ہیں۔ جس کے سر پر خون سوار ہو۔ اسے دوست دشمن کی تمیز نہیں رہتی۔ نہ معلوم کس پر وار کر بیٹھے۔ میں نے اس آدمی کی صورت دیکھی ہے۔ میرے خیال میں کوئی جرم اس سے بعید نہیں۔ مثال کے طور پر مسٹر سٹیپلٹن کے مکان ہی کو لو۔ وقت بے وقت کسی خطرہ کا سامنا ہو۔ تو اسے کون مدد دے سکتا ہے؟ بے فکری نہیں ہوگی۔ جب اسے

زیرِ حراست کر لیا جائے۔"

"خداوند سچ کہتا ہوں وہ کبھی ایسے جرم کی جرأت نہ کرے گا۔ یقین نہ ہو تو میں اپنی جان کی ضمانت پیش کرتا ہوں۔ ہم نے تو اس کو جہاز پر سوار کر کے جنوبی امریکہ بھیجنے کا انتظام بھی کر لیا ہے۔ اب خدا کے لئے پولیس کو خبر نہ دیجئے۔ لوگ اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئے تھے۔ اور اب یہی جانتے ہیں کہ کسی طرف کو چلا گیا۔ چند دن پڑا رہنے دیجئے پھر اس جگہ سے روانہ ہو جائے گا پولیس کو خبر ہوئی۔ تو ہم میاں بی بی آٹے کے ساتھ گھن کی طرح پس جائیں گے۔ دیکھئے میں ہاتھ جوڑتا ہوں۔ یہ معاملہ اب یہیں تک رہ جائے۔"

"واٹسن تمہاری کیا رائے ہے؟"

"میرے نزدیک ایسے آدمی کا ملک سے باہر چلے جانا ہی بہتر ہے۔" میں نے شانوں کو حرکت دے کر کہا۔ "اور نہیں تو ٹیکس ادا کرنے والوں کے بوجھ میں تو کمی ہو جائے گی۔"

"مشکل یہ ہے کہ اگر اس نے جانے سے پہلے کوئی واردات کی تو پھر؟"

"نہیں سرکار وہ ہرگز ایسی حماقت نہ کرے گا۔" باری مور نے جلدی سے کہا۔ "اسے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ ہم نے مہیا کر دی ہیں۔ یقیناً وہ ایسا نادان نہیں ہے۔ کہ تازہ واردات سے اس ویرانہ میں اپنی موجودگی کا ثبوت مہیا کرے۔"

"یہ سچ ہے" سر ہنری نے تسلیم کیا۔ "مگر باری مور۔۔۔"

"خدا حضور کو برکت دے۔ میں عمر بھر آپ کا احسان نہ بھولوں گا۔ اگر وہ دوسری بار پکڑا جاتا۔ تو سچ جانیے آپ کی نوکرانی اسی غم میں جان دے دیتی۔"

شاید سر ہنری کا اطمینان اب بھی نہ ہوا تھا۔ کہنے لگے۔ "واٹسن میرے خیال میں ایسے آدمی کو پناہ دے کر ہم ایک خوفناک مجرم کی اعانت و امداد کر رہے ہیں۔ بخدا اگر داروغہ کی بیوی منظور نہ ہوتی تو میں کل ہی اسے جیل میں پہنچوا دیتا۔ اچھا باری مور اب جاؤ معاملہ ختم

ہوا۔ آئندہ اس بارہ میں کوئی کارروائی نہ کی جائے گی۔"

داروغہ نے ٹوٹے ہوئے لفظوں میں شکریہ ادا کیا۔ اور جانے کے لئے مڑا۔ مگر دو ہی قدم چل کر ٹھیر گیا۔ اور بولا۔

"حضور نے اس معاملہ میں جو احسان مجھ پر کیا ہے۔ میں اس کے بدلے بعض ایسے حالات عرض کرتا ہوں جو سر جارلس کی پراسرار موت سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں شائد ان کو پہلے ہی بیان کر دیتا۔ مگر یہ باتیں چونکہ تحقیقات بعد از مرگ کے بہت عرصہ بعد معلوم ہوئیں اور ان سے کچھ فائدہ نہ پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے قصداً آج تک خاموش رہا۔ مگر اب آپ کی فیاضی نے ان کے اظہار پر مجبور کر دیا۔"

ہم ان لفظوں کو سن کر چونک گئے۔ اور سر ہنری نے گھبرا کر پوچھا۔

"تم کو معلوم ہے۔ ان کی موت کس طرح واقع ہوئی تھی؟"

"نہ سرکار اس کا حال مجھ کو معلوم نہیں۔"

"پھر کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں نے یہ نئی بات معلوم کی ہے۔ کہ آدھی رات کو ویرانہ کے پھاٹک پر ان کے انتظار کا کیا باعث تھا۔ وہ دراصل ایک عورت سے ملنے گئے تھے۔ . ."

"عورت سے! کیا سچ؟"

"جی ہاں عورت سے۔"

"تمہیں اس عورت کا نام معلوم ہے؟"

"افسوس پورا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ پر اتنا تحقیق ہے۔ کہ ایل۔ ایل اس کا مخفف نام تھا۔"

"کیسے جانا؟"

"جس روز آقائے مرحوم کا انتقال ہوا۔ اسی دن صبح کو ان کے نام ایک خط موصول

ہوا تھا۔ یوں تو ہر روز ان کے پاس کئی خط آتے تھے۔ کیونکہ ان کی فیاضی مشہور تھی۔ جس کسی کو مشکلات کا سامنا ہوتا وہ انہی سے طالب امداد ہوتا تھا۔ مگر اتفاق سے اس روز کی ڈاک میں بھی ایک خط تھا۔ اس لئے یاد آگیا۔ یہ خط کوم ٹریسی کا چلا ہوا۔ اور اس کا عنوان زنانہ تحریر میں تھا۔"

"اچھا پھر؟"

"اُس وقت تو یہ معاملہ میرے ذہن سے اتر گیا۔ اور شاید پھر کبھی اس کا خیال نہ آتا مگر چند ہفتے گذرے۔ آپ کی نوکرانی سر چارلس کی بیٹھک صاف کر رہی تھی۔ یہ کمرہ ان کے انتقال کے بعد اب تک اسی حالت میں بند تھا فرش صاف کرتے ہوئے آتشدان میں ایک جلا ہوا کاغذ نظر آیا۔ جس کے نچلے حصہ میں لکھے ہوئے الفاظ سیاہ زمین پر سپید رنگت اختیار کر چکے تھے۔ اور اس حالت میں بھی صاف پڑھے جاتے تھے۔ مضمون صرف اتنا تھا۔ آخر میں درخواست کرتی ہوں کہ اس خط کو پڑھ کر جلا دیجیے۔ اور دس بجے پھاٹک پر ضرور میرا انتظار کیجیے۔ ایل۔ ایل۔"

"وہ جلا ہوا پرزہ اب بھی تمہارے پاس ہے؟"

"جی نہیں۔ وہ تو اسی وقت ہاتھ لگنے سے راکھ ہو گیا تھا۔"

"اور کیا سر چارلس کے نام زنانہ تحریر میں عموماً خط آیا کرتے تھے؟"

"افسوس ہے میں یقینی طور پر عرض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میرا ان کی ڈاک سے بہت کم واسطہ پڑتا تھا۔ شاید اس خط کو بھی نہ دیکھتا۔ وہ تو بعض اتفاقات سے اس کا حال معلوم ہو گیا۔"

"اور کچھ معلوم نہیں۔ حروف ایل۔ ایل کس نام کی تخفیف ہیں؟"

"نہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر اس عورت کا پتہ مل جائے۔ تو سر چارلس کی موت کا راز بڑی حد تک حل ہو سکتا ہے۔"

"باری مور سخت حیرت ہے کہ تم نے ایسی اہم واقفیت کو آج تک چھپایا۔"

"حضور اس کے کئی ایک اسباب تھے۔ اول تو انہی دنوں خود ہم پر سلڈن کی مصیبت نازل ہو گئی۔ دوسرے آقائے مرحوم اتنے مہربان تھے کہ وصیت تک میں ہم لوگوں کو نہیں بھولے۔ پس خیال آیا ان باتوں کے اظہار سے فائدہ تو کچھ ہوگا نہیں۔ مگر ہاں ایک خاتون کی بدنامی ہو جائے گی۔ جیسا حضور خیال فرما سکتے ہیں۔ انسان آخر انسان ہے اور ہر شخص میں کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔۔۔"

"گویا تمہیں ڈر تھا کہ اس واقعہ کے اظہار سے سر چارلس کی نیک نامی کو صدمہ پہنچنے کا احتمال ہوگا؟"

"جی بس یہی میرا خیال تھا۔ مگر جب آقا مہربان ہو تو نوکر کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ اس سے کوئی بات چھپا کر نہ رکھے۔ اسی لئے میں نے سب حال آپ سے عرض کر دیا۔"

"خیر اچھا اب تم جا سکتے ہو۔"

باری مور چلا گیا۔ تو سر ہنری نے مجھ سے کہا "واٹسن اس نئی دریافت کے بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

"میری دانست میں تو اس انکشاف سے معاملہ کی الجھن گھٹنے کی بجائے اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔"

"یہی میرا بھی خیال ہے لیکن اگر اس عورت ایل۔ ایل کا سراغ مل جائے تو پھر اس معاملہ کا حل بہت دشوار نہ ہوگا۔ خیر اس دریافت سے اتنا فائدہ ضرور ہوا۔ کہ معلوم ہو گیا کوئی شخص بعض خفیہ حالات سے واقف ہے۔ اور اب ضرورت اس آدمی کو تلاش کرنے کی ہے۔ بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"

"بہتر ہو کہ اس کی اطلاع ہومز کو بھیج دی جائے۔ وہ مدت سے کوئی ایسا سراغ ڈھونڈ رہا تھا۔ میرا دل کہتا ہے کہ ان تازہ معلومات کے بعد وہ بس کام چھوڑ کر بھی چلا آئے گا۔"

اس کے بعد میں نے اپنے کمرہ میں جاکر ہومز کے نام ایک مفصل خط لکھا۔ اوہر عرصہ سے وہ بھی بہت مصروف نظر آتا ہے۔ کیونکہ اس کی طرف سے جو رقعات آئے۔ وہ نہایت کم اور بے حد مختصر تھے۔ علاوہ بریں میں نے جو واقفیت اپنی رپورٹوں میں اس کو مہیا کی۔ جوابی خطوں میں ان پر بھی کسی طرح کی نکتہ چینی موجود نہ تھی۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو وہ استحصال بالجبر کی اس واردات میں حد سے زیادہ منہمک رہتا ہے۔ جس نے اسے لندن میں روک لیا تھا۔ مگر کچھ بھی ہو اس نئی دریافت کے بعد ہمارے مقدمہ سے اس کی دلچسپی ضرور بڑھ جائے گی۔ کاش وہ جلد آجائے۔

۱۷ اکتوبر۔ آج دن بھر پانی برستا رہا۔ دیواروں پر عشق پیچاں کی بیلوں کو سرسراتا اور روشوں اور کھڑکیوں کے شیشوں سے ٹکراتا اس زور کا مینہ برسا کہ جل تھل ایک ہو گئے۔ اس وقت مجھ کو بدنصیب سلڈن یاد آیا۔ جو قید خانہ کی مشقت سے ڈر کر اس ویرانہ میں پناہ گزین تھا۔ جہاں ہوا۔ بارش اور سردی میں ایک چپہ زمین اتنی محفوظ نہ تھی کہ اس میں پناہ لے سکتا۔ غریب بے چارہ! اس نے اپنی زندگی میں کتنے ہی جرم کئے ہوں اور انسانی سزا سے بچنے کی لاکھ کوششیں کرتا رہا ہو مگر بے رحم قدرت کی عبرتناک سزا سے بچنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ مجھے اس ہستی پر اسرار کا بھی خیال آیا جسے ایک بار کرایہ کی گاڑی میں لندن اور دوبارہ چاندنی روشنی میں پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے ہوئے دیکھا تھا۔ اس طوفان باد و باراں میں جب ہوا ہر چیز کو اڑائے لئے جاتی تھی اور چھاجوں پانی برس رہا تھا جب ساری مخلوق حتیٰ کہ چرند و پرند بھی محفوظ مقامات پر چھپے ہوئے بیٹھے تھے دو آدمی۔ وہ مختلف اور متضاد مگر یکساں پر اسرار ہستیاں۔ ان میں سے ایک جیلخانہ پرنس ٹون کا مفرور قیدی اور دوسرا اس پرخوف ویرانہ کا نادیدہ نگہبان خدا معلوم اس صحرا کے کس گوشے میں بیٹھے ہوئے پانی سے بھیگ رہے تھے۔ دن بھر مکان پر رہا۔ لیکن سرشام تازہ ہوا لینے اور اکڑے ہوئے اعضا کو سیدھا کرنے کے خیال سے واٹر پروف پہن کر

ویرانہ کی طرف ہو لیا تیز ہوا موم جامہ کو پھڑپھڑاتی سائیں سائیں کرتی ہوئی چل رہی تھی اور پانی کی بوچھاڑ منہ سے بہ کر اندرونی جسم کو تر کئے دیتی تھی۔ مگر اپنے تفکرات میں مجھے ان باتوں کی کیا پروا ہوتی؟ رستہ میں خیال آیا کہ اس دھواں دھار بارش میں جب ٹھوس زمین بھی دلدل بنی جاتی ہے۔ ان بدنصیبوں کا خدا ہی حافظ ہے۔ جو بھول کر گرمپن مائر کی دلدل میں جا پھنسیں۔ وہ سیاہ پہاڑی جس پر کل رات اس مردِ پراسرار کو کھڑے دیکھا تھا۔ آج بھی نظر آئی۔ مگر خدا معلوم وہ آدمی اب کہاں تھا؟ بارش کا پانی سنگلاخ پہاڑیوں کی ڈھالوں پر بہ کر چھوٹی چھوٹی ندیوں کی صورت میں میدان کی طرف آ رہا تھا۔ اور مٹیالے بادل پانی کے بوجھ سے جھکے ہوئے ان عجیب الوضع پہاڑیوں کے گرد جنات ہیولانی کی طرح محوِ طواف تھے۔ بائیں جانب دور افتادہ نشیب میں دھند کے پردہ میں چھپے ہوئے باسکرولی ہال کے دو نو برج دیوان کوہ پیکر کی مانند درختوں کی چوٹیوں سے اٹھتے ہوئے نظر آئے۔ اس دشت ناپیدا کنار میں حد نگاہ تک یہی مینار انسانی آبادی کا واحد نشان تھے... یا ان کے سوا شاید وہ دڑبے جن میں کبھی ہمارے وحشی اسلاف آباد تھے۔ اور جو ان کی یادگار اس ویرانہ کی پہاڑیوں پر جا بجا بنے ہوئے تھے۔ خدا جانے وہ پراسرار آدمی جسے میں نے اس کہسار میں ایک پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ اب کس جگہ پناہ گیر تھا۔

ہال کی طرف واپس جا رہا تھا۔ کہ ڈاکٹر مارٹیمر پیچھے سے آتے ہوئے مل گئے۔ گاڑی پر سوار ایک ناہموار دلدلی رستہ پر موضع فول مائیر سے آ رہے تھے۔ کچھ عرصہ سے ہم پر غیر معمولی کرم فرمائی کر رہے ہیں۔ بمشکل کوئی دن گذرتا ہے۔ کہ خیر و عافیت معلوم کرنے ہال میں نہ آتے ہوں مجھے دیکھ کر گاڑی روک لی۔ اور بااصرار اپنے پاس بٹھایا۔ مگر ہال کی طرف جاتے ہوئے میں نے دیکھا کہ وہ بے طرح متفکر و بیزار نظر آتے تھے۔ معلوم ہوا ان کا پالتو کتا اتفاقاً کھو گیا ہے۔ کہنے لگے۔ بعض لوگوں نے اسے کہسار کی طرف جاتے ہوئے

دیکھا تھا۔ اس کے بعد واپس نہیں آیا۔ میں نے جہاں تک ممکن تھا۔ تسلی دینے کی کوشش کی مگر جب اس بدنصیب گھوڑے کا خیال آیا جسے میں نے اپنی آنکھوں سے گرمیین کی ہمہ گیر دلدل میں غرق ہوتے دیکھا تھا۔ تو دل نے کہا وہ کتا بھی شاید اسی جہلک زمین میں تہ نشین ہوا۔ اب آپ دوبارہ اسے جیتا نہ دیکھیں گے۔

گاڑی برستے پانی میں ناہموار دلدلی سڑک پر ہچکولے کھاتی چلی جا رہی تھی۔ کہ میں نے کہا۔ "ڈاکٹر صاحب ان نواحات کے رہنے والوں میں غالباً بہت کم آدمی ایسے ہوں گے جنہیں آپ نہ جانتے ہوں؟"

"شاید ایک بھی نہیں۔"

"اچھا تو آپ بتا سکتے ہیں۔ ایل۔ ایل کس عورت کا مخفف نام ہے؟"

اس نے تھوڑی دیر غور کے بعد جواب دیا۔ "نہیں چند مزدور پیشہ اور جپسی لوگ تو بے شک ایسے ہیں جن کی عورتوں کے نام مجھے معلوم نہیں۔ مگر باقیوں میں کوئی عورت ویسی نظر نہیں آتی جس کا مختصر نام ایل۔ ایل ہو۔ ۔ ۔ مگر ہاں ٹھیریئے تو۔ ایک عورت لارا لائنز موضع کوم ٹریسی میں رہتی ہے۔ یہ تخفیف اسی کے نام کی ہو تو شاید ہو۔"

"لارا لائینز۔ آپ اسے جانتے ہیں؟ کون ہے؟"

"ہمارے دوست فرینکلینڈ کی بیٹی۔"

"ان کی جنہیں مقدمہ بازی کا مرض ہے؟"

"انہی کی۔ اس کی شادی لائنز نام ایک مصور سے ہوئی تھی۔ جو اس ویرانہ کے بعض منظر کھینچنے کے لئے یہاں آیا تھا۔ یہ بعد میں بہت نالائق ثابت ہوا۔ اور شادی کے تھوڑا عرصہ بعد اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ شاید کچھ قصور اس لڑکی کا بھی ہو۔ کیونکہ شادی کے بعد فرینکلینڈ نے بھی اس بنا پر کہ یہ شادی میری رضامندی کے خلاف ہوئی ہے۔ نیز ایک دو اور وجوہات پر بیٹی سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ گویا اس بڈھے اور جوان

"نہگار کے جھگڑے میں وہ بے چاری ناحق پس گئی۔"

"آخر اس کی گذران کیونکر ہوتی ہے؟"

"فرینکلینڈ شاید برائے نام گذارہ دیتا ہے۔ مگر اپنی مشکلات کی وجہ سے وہ بھی زیادہ نہیں دے سکتا۔ اس لڑکی کی خطا کچھ بھی ہو۔ میری رائے میں تو یہ بات انسانیت سے بعید ہے کہ اس کی حالت اس طرح بدتر ہونے دی جائے۔ کچھ عرصہ پیشتر یہ واقعہ ظاہر ہوا۔ تو بعض شخصوں نے جداگانہ طریق پر اس کی مدد کی کوشش بھی کی تھی۔ چنانچہ سٹیپلٹن اور سر چارلس آنجہانی دونو اس کو امداد دیا کرتے تھے۔ اور مجھ سے بھی جہاں تک ہو سکا کچھ کرتا رہا ہوں۔ ہماری کوششوں کا مقصد یہ تھا۔ کہ وہ ٹائپ رائٹر کے ذریعہ روٹی کمانے کے لائق ہو جائے۔"

پھر اس نے مجھ سے یہ پوچھنے کی کوشش کی۔ کہ آپ اس عورت کا حال کیوں دریافت کرتے ہیں مگر میں نے کچھ بہانہ کر کے ٹال دیا۔ اور اصلی حال چھپائے رکھا۔ کیونکہ ہر شخص کو ایسے رازوں سے آگاہ کرنا ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ کل صبح میں کوم ٹریسی جاؤں گا۔ اگر وہاں یہ عورت مسز لارا الائنز مل گئی۔ تو ان پیچیدہ اسرار کے حل میں ضرور کچھ مدد مل جائے گی۔ ادھر کچھ عرصہ سے میں بھی غیر معمولی محتاط ہوتا جا رہا ہوں۔ چنانچہ مارٹیمر نے زیادہ اصرار سے ساتھ سوالات پوچھے۔ تو میں نے بات ٹالنے کو فرینکلینڈ کے کاسہ سر کی بحث چھیڑ دی اور یہ مضمون چونکہ ایسا ہے جس پر ڈاکٹر مارٹیمر گھنٹوں تقریر کر سکتا ہے۔ اس لئے باقی رستہ انہی اذکار میں طے ہوا۔ آخر میں نے بھی شرلک ہومز کی صحبت میں رہ کر بہار نہیں جھونکا اور حسرتناک طوفانی دن کا صرف ایک اور واقعہ قابل ذکر ہے۔ یعنی وہ گفتگو جو تھوڑی دیر پہلے باری مور سے ہوئی تھی۔ اس سے مجھے ایک بڑا زبردست حربہ مل گیا ہے جس سے میں وقت مناسب پر کام لے سکتا ہوں۔

ڈاکٹر مارٹیمر رات کے کھانے پر یہیں ٹھیر گئے تھے۔ اور اس سے فارغ ہو کر سر ہنری

سے تاش کھیلنے میں مصروف ہو گئے۔ اس لئے جب باری مور قہوہ لے کر آیا۔ تو لائبریری میں میرے سوا کوئی اور نہ تھا۔ میں نے سوچا اس سے گفتگو کا بہت اچھا موقع ہے۔

"باری مور" میں نے قہوہ کی پیالی سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "تمہارا وہ رشتہ دار چلا گیا۔ یا اب تک ویرانہ ہی میں چھپا پھرتا ہے؟"

"سرکار اس دن کے بعد مجھے اس کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔ خدا کرے وہ کسی طرف چلا گیا ہو۔ کیونکہ اس کی مدد سے ہم کو تکلیف و مصیبت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔ تین دن ہوئے جب میں آخری بار اسے کھانا دینے گیا تھا۔ اس کے بعد کا حال کچھ معلوم نہیں۔"

"کیا اس روز اس سے ملے تھے؟"

"جی نہیں۔ مگر جب دوسرے دن گیا۔ تو کھانا موجود نہ تھا۔"

"تب ضرور وہیں ہوگا؟"

"ظاہر میں تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر کیا عجب وہ دوسرا آدمی اٹھا لے گیا ہو۔"

قہوہ کی پیالی میرے ہاتھ میں تھی۔ اور میں اسے منہ کی طرف لے جا رہا تھا۔ مگر ان الفاظ کو سن کر میرا ہاتھ جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ اور میں استفہامی نظروں سے گھور کر دیکھنے لگا۔

"سرکار اس ویرانہ میں ایک آدمی اور بھی تو رہتا ہے۔"

"تمہیں اس کو دیکھنے کا اتفاق ہوا؟"

"جی نہیں"

"پھر کیسے جانا؟"

"کوئی ہفتہ دس روز کی بات ہے کہ سلڈن نے ذکر کیا تھا۔ اس کی طرح وہ بھی اس ویرانہ میں چھپا پھرتا ہے۔ پر جہاں تک معلوم ہوا وہ کوئی مفرور مجرم نہیں۔ ڈاکٹر صاحب آپ سے کیا پردہ ہے۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ بالکل پسند نہیں کرتا۔" یہ آخری الفاظ اس نے غیر معمولی جوش کے لہجہ میں کہے۔

"سنو بڈی ہور۔ میں اس معاملہ میں فقط تمہارے آقا کی خاطر حصہ لے رہا ہوں۔ اور انہی کی مدد کیلئے اس جگہ ٹھیرا ہوا ہوں۔ صاف صاف کہہ دو۔ وہ کیا بات ہے جسے تم پسند نہیں کرتے؟"

اس نے ایک لمحہ تامل کیا۔ خدا جانے اپنی ناعاقبت اندیشی پر متاسف تھا۔ یا اپنے خیالات کے اظہار میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔

یکایک اپنا ہاتھ اس کھڑکی کی طرف اٹھا کر جس کے مرطوب شیشوں سے ویرانہ کا منظر دھندلا اور موہوم نظر آتا تھا۔ اس نے کہا "یہ پراسرار کارروائیاں جو ہر روز یہاں ہوتی ہیں سرکار میرا اندازہ اگر بالکل ہی غلط نہیں تو جلد یا دیر میں ضرور کوئی خرابی پیش آنے والی ہے کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ مالک کے خلاف اس ویرانہ میں عجیب کھچڑی پک رہی ہے۔ میری تو دلی خواہش ہے کہ وہ جتنا جلد ممکن ہو صحیح سلامت لندن کو واپس چلے جائیں۔"

"مگر معلوم تو ہو۔ تمہارے ان اندیشوں کی اصلی وجہ کیا ہے؟"

"سر چارلس کی موت کو دیکھئے۔ ان حالات کے باوجود جو کارونر کی عدالت میں ظاہر ہوئے تھے۔ ان کی موت بڑی خوفناک اور پراسرار تھی۔ پھر ان وحشت انگیز آوازوں کو یاد کیجئے جو رات کو ویرانہ میں سنائی دیتی ہیں۔ کوئی ہے جو بڑے سے بڑا معاوضہ لے کر بھی رات میں وہاں جانے کی جرات کرے۔ اور اس کے بعد اس پراسرار اجنبی کی طرف خیال فرمائیے جو اس ہولناک ویرانہ میں چھپا ہوا دن رات خدا جانے کیا کر رہا ہے۔ آخر وہ کیوں یہاں رہتا اور کس کا انتظار کرتا ہے؟ میری ناچیز رائے میں تو یہ باتیں باسکرولی نام کے کسی آدمی کے حق میں اچھی نہیں ہیں۔ میں تو اس دن کو غنیمت سمجھوں گا۔ جب سر ہنری نئے نوکروں کا انتظام کر کے مجھے رخصت کی اجازت عطا کر دیں گے۔"

"مگر ذکر اس اجنبی کا تھا۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "کیا تمہیں کچھ اور حال معلوم نہیں ہوا؟ کیا سلڈن کو معلوم ہے۔ یہ آدمی کس جگہ رہتا اور کیا کرتا ہے؟"

"سلڈن نے فقط ایک دو بار اسے دیکھا تھا۔ اس سے زیادہ کوئی حال معلوم نہ

پہلے اس کا خیال تھا کہ محکمہ پولیس کا کوئی افسر ہے۔ مگر جلد ہی معلوم ہوا کہ وہ بھی اس کی طرح چھپا پھرتا ہے۔ سلڈن یہی کہتا تھا۔ کہ وہ کوئی شریف آدمی ہے۔ کم از کم دور سے اس کی صورت کا جو اندازہ ہوا۔ اس سے یہی گمان ہوتا تھا۔ بہر حال یہ بات کہ وہ یہاں کرتا کیا ہے۔ کسی کو معلوم نہیں۔"

"مگر یہ تو معلوم ہوگا کہ رہتا کہاں ہے؟"

"انہی دڑبوں میں سے ایک میں جو ان پہاڑیوں پر جا بجا بنے ہوئے ہیں۔ یعنی کسی پتھر کی جھونپڑی میں جہاں زمانہ قدیم کے لوگ رہا کرتے تھے۔"

"اور کھاتا کیا ہے؟"

"سلڈن کہتا تھا ایک چھوٹا سا لڑکا اس کے لئے متفرق کام کرتا اور وہی اس کا کھانا پکڑ جاتا ہے۔ میرا خیال ہے۔ وہ ہر چیز موضع کوم ٹریسی سے منگاتا ہوگا۔"

"اچھا باری مور اب جاؤ کسی وقت پھر اس مضمون پر گفتگو کریں گے۔"

اس کے جانے پر میں جھنڈ کھڑکی کے پاس کھڑا ہوگیا۔ بھیگے ہوئے شیشوں کے باہر ویرانہ کا منظر کتنا وحشت خیز تھا۔ چاروں طرف سیاہ بادل گھرے ہوئے اور پنچے درخت باد تند کے سامنے سجدہ و رکوع نظر آتے تھے۔ مکان کے اندر ان محفوظ کروں میں بلا کی سنسانی تھی۔ خدا جانے اس تباہی اور بارش میں ویرانہ کی کھلی جھونپڑی کے اس پر اسرار مکین کا کیا حال ہے۔ جس کے سر پر مینہ نے اس زور کا جھاڑ باندھ رکھا تھا۔ آہ! کتنا زبردست وہ جذبہ منافرت اور کیسا پر زور وہ جوش انتقام ہوگا جو اس شخص نامعلوم کو ایسی کڑی صعوبتیں خوشی سے برداشت کرنے پر آمادہ کر سکتا ہے۔ کس گہرے اور پر راز مقصد کے لئے وہ اس قدر آفات ارضی و سماوی جھیلتا اور خشمناک عناصر تک کا بے خوف مقابلہ کر رہا ہے؟ کیا یہ ثابت ہوگیا کہ کھار کی ایک ویران جھونپڑی میں اس عقدہ پر پیچ کا اصلی حل محفوظ ہے۔ جس نے ہم دونوں سے پریشان کر رکھا تھا۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ کہ اب وقت ضائع نہ کروں گا

میں ایک دن بیکار نہ جانے دوں گا۔ بلکہ اس خوفناک راز کی تہ تک پہنچنے کے لیے جو کچھ میرے بس میں ہے۔ کروں گا۔ اور حقیقت حال معلوم کئے بغیر چین نہ لوں گا

حصہ دوم ختم ہوا

حصّہ سوم

شرلک ہومز میدان عمل میں

باب - ۱۱

مردِ پُر اسرار کا راز

سترہویں اکتوبر تک کے حالات آپ کے ملاحظہ سے گذر چکے۔ اٹھارھویں سے چونکہ ان عجیب و غریب واقعات نے غیر معمولی تیزی اختیار کر لی۔ اس لئے میں اپنی رپورٹوں کی نقل اور ڈائری کے اقتباسات کا طریقہ چھوڑ کر پھر وہی اگلا انداز تحریر شروع کرتا ہوں۔ ایک تو اس لئے کہ بہت سی غیر ضروری تفصیلات نظر انداز کی جا سکیں۔ دوسرے اس لئے بھی کہ ان ایام کے ہوشربا واقعات کی یاد میرے حافظہ پر اس طرح کندہ ہو چکی ہے۔ کہ میں ایسی یادداشتوں کی امداد کے بغیر ہی ان کا پورا حال بیان کر سکتا ہوں۔ داستان کا یہ حصہ اس یادگار دن کے اگلے روز شروع ہوتا ہے۔ جب مجھے دو نہایت اہم واقعات معلوم ہوئے تھے۔ ایک یہ کہ موضع کوم ٹریسی کی مسز لارا لائنز نے سر چارلس باسکرولی کے نام خط لکھ کر ان سے تو ہی رات کو اس مقام پر ملنے کا وعدہ کیا۔ جہاں ان کی موت ظہور میں آئی۔ دوسری یہ کہ وہ مرد پُر اسرار جو اس ویرانہ میں کسی نامعلوم مقصد کے لئے چھپا پھرتا ہے۔ اور جسے میں نے ایک بار فقط ایک ثانیہ کو پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر کی ان

جھونپڑیوں میں سے کسی ایک میں بود و باش رکھتا ہے۔ جو اس پہاڑی کی ڈھال پر واقع ہیں۔ یہ دو باتیں معلوم کرنے کے بعد میں بڑا ہی کند ذہن یا ڈر پوک سمجھا جاتا۔ اگر اپنی کوششوں سے اس کو رکھ دھندے کے اندھیرے مقامات پر کوئی نئی روشنی نہ ڈال سکتا۔

رات کو سر ہنری بڑی دیر تک ڈاکٹر مارٹیمر کے ساتھ تاش کھیلنے میں مصروف رہے۔ اس لئے مسز لائینز کا واقعہ بیان کرنے کا اس وقت موقعہ نہ مل سکا۔ اس سے دوسری صبح کو میں نے انہیں اپنی تازہ دریافت سے آگاہ کیا۔ اور پوچھا۔ کیا آپ بھی میرے ساتھ کوم ٹریسی چلیں گے؟ پہلے تو وہ شوق سے میرے ساتھ چلنے کو آمادہ ہو گئے۔ مگر بعد میں کچھ سوچ کر کنی کترانے لگے۔ اور مجھ کو بھی خیال آیا کہ ان کی ہمراہی سے میرا تنہا جانا زیادہ مفید ہو گا۔ کیونکہ ظاہر تھا اگر ہم علانیہ تحقیقات کرنے گئے۔ تو اکثر حالات معلوم نہ ہو سکیں گے۔ میں سر ہنری کو اکیلا چھوڑنا تو نہ چاہتا تھا۔ مگر مصلحتاً ایسا کرنا پڑا۔ غرض اس نئی تحقیقات کے سلسلہ میں میں اکیلا ہی کوم ٹریسی کو روانہ ہوا۔

اس جگہ پہنچ کر پرکنز سائیس کو تو گھوڑوں کی نگرانی کے لئے وہیں چھوڑا۔ اور خود اس پُراسرار خاتون کی تلاش میں روانہ ہوا جس سے مجھے کئی ایک سوالات پوچھنے تھے۔ گاؤں میں اس کا پتہ بڑی آسانی سے مل گیا۔ ایک متوسط الحال چھوٹا سا مکان تھا جس کا دروازہ ایک نوجوان خادمہ نے کھولا اور وہ ہر قسم کا تکلف بالائے طاق رکھ کر مجھے مسز لائینز کے پاس لے گئی۔ ایک ریمنگٹن ٹائپ رائیٹر سامنے رکھے ہوئے لارا لائینز بیٹھی کچھ نقل کر رہی تھی۔ میری آواز سن کر بڑے تپاک انداز سے ملنے کے لئے اٹھی۔ مگر یہ دیکھ کر کہ کوئی اجنبی ہے جھٹ چہرہ کا رنگ بدل گیا اور میں کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگی۔ فرمائیے آپ کون ہیں۔ اور کیسے تشریف لائے ہیں؟

اسے دیکھ کر پہلا احساس جو میرے دل کو ہوا وہ یہ تھا کہ ایک نہایت خوبصورت عورت سے ملا تھا۔ بھوری آنکھیں شگفتہ چہرہ اور بالوں کی رنگت مجلا سونے کی طرح۔ رخساروں پہ

کچھ چھائیاں تو تھیں مگر ظلمت کی گھلاوٹ میں چھپی ہوئی۔ مجموعی حیثیت سے اس کے چہرہ پر حسنِ صبیح کی وہ دلکش جھلک پائی جاتی تھی۔ جو موسم بہار کے ابلیں گلاب میں دیکھی جاتی ہے۔ جمال المغرب کے اس منظر ناگہانی سے جیسا قدرتی تھا میرے دل میں احساس تعریف پیدا ہوا۔ مگر جب اس کے بعد غور سے دیکھا۔ تو چند عیب بھی نظر آئے جو نگاہِ اول میں چشم انداز ہو گئے تھے۔ چہرہ کی ساخت میں کوئی مبہم نقص مخفی تھا جس کا تعین اس وقت جلدی میں نہ ہو سکا۔ انداز میں کچھ درشتی مگر سطحی نظروں سے چھپی ہوئی اور چہرہ پر اس قسم کی سختی جس کی نسبت میں قطعاً معلوم نہ کر سکا۔ کہ آنکھوں کی ساخت سے متعلق ہے۔ یا لبوں کے ڈھیلا ہونے سے۔ بہرحال جیسا سمجھا جا سکتا ہے یہ خیالات بعد کے تھے۔ ورنہ پہلی نظر سے جو نقش میرے دل و دماغ میں پیدا ہوا یہی تھا۔ کہ ایک غیر معمولی حسین عورت کے روبرو کھڑا ہوں۔ اور وہ مجھ سے اس غیر متوقع آمد کا سبب پوچھ رہی ہے۔ ان الفاظ کو سن کر بارِ اول معلوم ہوا کہ میں جس کام کے لئے آیا ہوں وہ در پردہ کتنا دشوار اور نازک ہے۔

"مجھے آپ کے والد سے شرف ملاقات حاصل ہے۔۔۔" میں نے ذرا رک کر جواب دیا۔

تعارف کا یہ ایک نہایت بھدا اور ناقص طریقہ تھا۔ اور مسز لائنز کے اگلے فقرہ نے اس حقیقت کو تلخی سے واضح کر دیا۔

"والد مجھ سے جدا رہتے ہیں"۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "میرا ان سے کچھ تعلق نہیں۔ نہ میں ان کے دوستوں کو اپنا دوست سمجھتی ہوں۔ نہ والد کو میری پرواہ ہے۔ سچ پوچھئے تو اگر مجھے سر چارلس باسکرولی اور بعض اور نیک دل اصحاب کی امداد حاصل نہ ہوتی۔ تو کبھی کی فاقوں مر جاتی۔"

"میں سر چارلس باسکرولی کے متعلق ہی کچھ دریافت کرنے کو حاضر ہوا ہوں۔"

اس کے رخساروں کی چتیاں پھیل گئیں۔ اور انگلیاں بے چینی سے ٹائپ رائٹر کے حرفوں پر بجنے لگیں۔ گھبرائے ہوئے لہجہ میں بولی "کہئے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟"

"غالباً آپ ان سے اچھی طرح واقف تھیں؟"

"میں کہہ چکی ہوں کہ وہ میرے مہربان تھے۔ فی الحقیقت میری گذر اوقات انہی کے احسانات کا نتیجہ ہے۔"

"کیا آپ کے اور ان سے خط و کتابت کا سلسلہ کبھی جاری تھا؟"

اس کی بھوری آنکھوں میں جوش کی گرمی پیدا ہو گئی۔ میری طرف دیکھ کر جلدی سے کہنے لگی۔

"آخر ان سوالوں کا مدعا کیا ہے؟"

"آپ کو فضیحت اور بدنامی سے محفوظ رکھنا۔ بات یہیں تک رہ جائے تو اچھا ہے ورنہ ایک بار اختیار سے نکل گئی۔ تو پھر اس کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔"

اس کے خوشنما چہرہ پر زردی چھا گئی۔ تھوڑی دیر چپ رہی۔ پھر میری طرف دیکھنے لگی۔ اب اس کی آنکھوں میں لاپروائی کی جھلک پائی جاتی تھی۔

"بتائیے۔ وہ کیا سوالات ہیں اگر ممکن ہوا تو میں ان کا جواب دوں گی۔"

"کیا سر چارلس سے آپ کی خط و کتابت جاری تھی؟"

"محض اس قدر کہ دو بار میں نے ان کی فیاضی کا شکریہ ادا کرنے کو خط لکھے تھے۔"

"ان کی تاریخ؟"

"یاد نہیں"

"کبھی ان سے ملنے کا اتفاق ہوا؟"

"صرف ایک یا دو بار۔ جب انہیں کومرڈیسی آنے کا موقعہ ہوا تھا بہت شرمیلے آدمی تھے۔ اور ہمیشہ در پردہ نیکی کیا کرتے تھے۔"

"لیکن جس صورت میں نہ ان سے آپ کا میل جول تھا۔ اور نہ خط و کتابت۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ انہیں آپ کے معاملات سے اتنی واقفیت کیسے ہوئی۔ کہ آپ کی مدد کے لئے تیار ہو گئے؟"

میں نے اپنی دانست میں بہت ٹیڑھا سوال پوچھا تھا مگر اس نے اس کا جواب بھی آسانی سے دے دیا۔ کہنے لگی۔

"ان نواحات میں متعدد اصحاب کو میرے حالات زندگی کا علم تھا اور یہ سب میری امداد کیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک مسٹر سٹیپلٹن تھے۔ جو سر چارلس کے گہرے دوست اور انہی کے ہمسایہ میں رہتے تھے۔ بہت نیک آدمی ہیں۔ سب سے پہلے انہی کی معرفت سر چارلس کو میری حالت کا علم ہوا تھا"۔

چونکہ مجھ کو معلوم تھا۔ کہ سر چارلس باسکرولی بارہا سٹیپلٹن کی معرفت خیرات تقسیم کیا کرتے تھے۔ اس لیے عورت کا بیان ہر لحاظ سے قرین قیاس معلوم ہوا۔

"اچھا اب یہ بتائیے کبھی آپ نے سر چارلس کے نام درخواست ملاقات کا خط بھی لکھا تھا؟" میں نے سوال کیا۔

اس کا چہرہ تمتما گیا۔ غصہ میں بھر کر بولی۔

"عجیب طرح کا سوال ہے!"

"مجھے افسوس ہے کہ ایسے رنجیدہ سوالات پوچھنے پر مجبور ہوں۔ مگر اس کے سوا چارہ نہیں"

"خیر تو میرا جواب یہ ہے۔ کہ میں نے کبھی ان کے نام اس طرح کا خط نہیں لکھا۔"

"کیا اس دن بھی نہیں جس کی رات کو سر چارلس کا انتقال ہوا؟"

اس کے چہرہ کی سرخی آن واحد میں لاش کی زردی میں بدل گئی۔ اور خشک لب "نہیں" کا لفظ ادا کرنے سے معذور رہ گئے۔ جو ان کے انداز سے ظاہر تھا۔

"اچھی طرح یاد کیجیے" میں نے باصرار کہا۔ "غالباً یہ معاملہ آپ کے ذہن سے اتر گیا ہے۔ آپ نے ایک خط صنو سان کے نام لکھا تھا جس کا آخری فقرہ مجھ کو زبانی یاد ہے سنئے: "آخر میں درخواست کرتی ہوں۔ کہ اس خط کو پڑھ کر جلا دیجیے۔ اور دس بجے پھاٹک پر ضرور میرا انتظار کیجیے"۔

اس فقرہ نے عجیب کیفیت پیدا کر دی۔ معلوم ہوتا تھا غش کیا جاہتی ہے مگر اس نے غیر معمولی قوت ضبط سے اپنے آپ کو بحال کیا۔ اس کے بعد تھرائے ہوئے لہجہ میں کہنے لگی۔

"آہ! شرافت کیا دنیا سے نابود ہو گئی!"

"میڈم آپ کی بدگمانیاں سر چارلس کی روح کو بے وجہ صدمہ پہنچا رہی ہیں۔ انہوں نے حقیقتاً وہ خط جلا دیا تھا۔ مگر بعض اوقات جلے ہوئے خط کا مضمون بھی پڑھا جاتا ہے۔ کیا اب آپ مانتی ہیں کہ وہ خط لکھا گیا تھا؟"

"ہاں میں نے لکھا تھا" اس نے دفعتاً پر جوش لہجہ اختیار کر کے جواب دیا "ضرور لکھا تھا۔ اور مجھے اس سے انکار نہیں۔ نہ میں اس کے لئے آپ سے شرمندہ ہوں۔ میں ان سے مدد چاہتی تھی۔ اور خیال یہ تھا۔ کہ ان سے خود ملنا بہتر ہو گا۔ اسی لئے میں نے ان سے خط میں درخواست کی تھی۔"

"مگر آدھی رات کو!"

"میں نے سنا تھا۔ وہ اگلے دن لندن جا رہے ہیں۔ اور شائد کئی مہینے وہاں ٹھیرینگے۔۔۔ کسی وجہ سے میں ان کے نام پیشتر خط نہ لکھ سکی۔"

"مگر اس صورت میں بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے ان کے مکان کی بجا باغ میں ملنا کیوں پسند کیا؟"

"کیا میں عورت ذات آدھی رات کو ایک کنوارے آدمی کے مکان پر جاتی؟"

"سچ ہے" میں نے اپنے دل سے کہا "اچھا یہ بتائیے آپ کے وہاں جانے کے بعد کیا ہوا؟"

"میں گئی ہی نہیں!"

"مسز لائینز۔۔۔؟"

"میں قسم کھاتی ہوں کہ اس درخواست ملاقات کے باوجود میں ان سے ملنے کو نہ جا سکی۔ کچھ اس طرح کے واقعات پیش آئے کہ جاتے جاتے رہ گئی۔"

"کیا؟"

"بعض نجی باتیں جن کا حال میں بیان نہیں کر سکتی۔"

"تو کیا خلاصہ حال یہ ہے کہ آپ نے سر چارلس سے آدھی رات کو اس مقام پر جہاں ان کا انتقال ہوا۔ ملنے کا انتظام کیا مگر مل نہ سکیں؟"

"بس ہاں"

میں نے کئی پہلوؤں سے جرح کی۔ مگر کوئی نئی بات معلوم نہ کر سکا۔

اس بے نتیجہ ملاقات سے مایوس ہو کر اُٹھتے ہوئے میں نے کہا "مسز لائنز آپ نے اچھا نہیں کیا۔ کہ معاملہ کے سلسلے حالات واضح کرنے کی بجا شروع سے آخر تک ان کو چھپانے کی کوشش کی۔ یاد رکھئے آپ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اگر یہ معاملہ پولیس کے کانوں تک پہنچا۔ تو آپ کو سخت مشکل کا سامنا ہوگا۔ اگر آپ کا سینہ واقعی صاف تھا۔ تو میرے پہلے سوال پر خط لکھنے سے انکار کیوں کیا؟"

"اس لئے کہ ڈرتی تھی۔ میرے مآل کہنے سے کچھ اور نتیجہ نہ نکالا جائے جس میں میری بدنامی ہو۔"

"اور یہ آپ نے کیوں لکھا تھا۔ کہ اس خط کو پڑھ کر جلا دیا جائے؟"

"صاحب آپ اس کا مضمون پڑھ چکے ہیں۔ پھر اس سوال کی کیا حاجت ہے؟"

"میں نے یہ نہیں کہا کہ میں اس کا مضمون پڑھ چکا ہوں۔"

"کم از کم اس کا ایک حصہ آپ کو زبانی یاد ہے۔"

"فقط آخری چند سطریں۔ جیسا میں نے کہا تھا۔ وہ خط واقعی جلا دیا گیا۔ اور ان دو سطروں کے سوا اس کی کوئی بات مجھکو معلوم نہیں۔ بس مہربانی سے میرے اس

سوال کا صاف صاف جواب دیجئے۔ کہ آپ نے سرچارلس سے اس خط کے جلانے پر کیوں اتنا اصرار کیا تھا۔ جو انہیں اپنی شب مرگ کو وصول ہوا؟

"یہ ایک خفیہ ذاتی سوال ہے۔۔۔"

"اس لئے اس کو صاف کرنا اور بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔"

"خیر آپ مجبور کرتے ہیں۔ اس لئے بتا دیتی ہوں۔ اگر آپ کو میری داستان زندگی معلوم ہے۔ تو سنا ہوگا۔ کہ میں نے حماقت سے ایک کمینے آدمی کے ساتھ شادی کر لی تھی جس پر بعد ازاں سخت افسوس ہوا۔۔۔"

"اتنا میں بھی جانتا ہوں۔"

"مجھے اپنے شوہر سے نفرت تھی۔ اور وہ مجھکو پریشان کرتا تھا۔ قانون چونکہ اس کے حق میں تھا۔ اس لئے یہ خوف ہر وقت دامنگیر رہتا کہ نہ جانے کب بازو دعوے پیش کرے جن دنوں میں نے سرچارلس کے نام خط لکھا۔ تو یہ بات سننے میں آئی تھی کہ اگر اس کی مالی مشکلیں آسان کر دی جائیں۔ تو پھر اس سے نجات مل جائے گی۔ اس سے جدا ہو کر مجھے سب آسائشیں حاصل ہو سکتی تھیں یعنی اطمینان۔ فراغت اور خوشی۔ میں سرچارلس کی فیاضیوں کا حال سن چکی تھی۔ خیال یہ تھا۔ کہ اپنی زبانی سارا حال کہہ کر انہیں ضرور آمادہ امداد کر سکوں گی۔۔۔"

"یہ بات تھی۔ تو کیا وجہ ہوئی آپ ان سے ملنے نہ گئیں؟"

"یہ کہ اس وقفہ میں ایک اور جگہ سے امداد حاصل ہو گئی تھی۔"

"تو لازم تھا سرچارلس کے نام دوسرا خط لکھ کر انہیں اس بات سے آگاہ کرتیں"

"میں ضرور کرتی۔ مگر دوسرے ہی دن ان کے مرنے کی خبر اخباروں میں چھپ گئی"

اس کا بیان بڑی حد تک مربوط تھا۔ کئی طریقوں پر جرح کر کے بھی میں کسی بات کو رد نہ کر سکا۔ تصدیق کا آخری ذریعہ یہ معلوم کرنا تھا۔ کہ جن دنوں سرچارلس کی موت

واقع ہوئی۔اسی زمانہ میں اس عورت نے اپنے شوہر پر مقدمہ طلاق دائر کیا یا نہیں۔
اگر وہ باسکرولی ہال گئی ہوتی۔تو اس کو چھپانا غیر ممکن تھا۔ وہاں جانے کو گاڑی درکار ہوتی۔ اور وہ شب آخر سے پہلے واپس نہ آسکتی۔ گویا ہال میں اسکی آمدورفت کا واقعہ ہر قسم کی کوشش اخفا کے باوجود پوشیدہ نہ رہ سکتا۔ پس گمان غالب یہ تھا۔ کہ سب حال سچ کہہ رہی ہے۔ کم از کم اس کے بیان کا بڑا حصہ ضرور صحیح تھا۔ مگر اس مکالمہ سے عملی طور پر مجھے کوئی معلومات حاصل نہ ہوئی۔ اس لیے جب اس کے مکان سے نکلا تو سخت دل شکستہ اور مایوس تھا۔ اس تگ و دو میں میں پھر ایک بار اس مقام پر جا پہنچا۔ جہاں میری راہ میں پتھر کی دیوار حائل تھی۔ میں اب بھی منزل مقصود سے اتنا ہی دور تھا۔ جتنا ملاقات سے پہلے۔ جس قدر اس عورت کے چہرہ اور انداز پر غور کرتا۔ اتنا ہی دل کو یقین ہوتا تھا۔ کہ اس نے ضرور کوئی بات چھپائی ہے۔ میرے سوالوں پر اس کے چہرہ کی رنگت زرد کیوں ہو گئی؟ کیا وجہ تھی۔ کہ اس نے ہر بات کو اس وقت تک چھپانے کی کوشش کی۔ حتےٰ کہ اس کے اظہار پر مجبور کیا گیا؟ کیا باعث تھا کہ سرچارلس کی موت کے بعد کارونر کی تحقیقات پر قصداً چپ رہی؟ یقیناً ان باتوں کی تہ میں کوئی خاص بھید تھا۔ معاملہ اتنا صاف و سادہ نہ ہوگا۔ جتنا وہ ظاہر کرنا چاہتی تھی۔ سر دست اس تحقیقات کو جاری رکھنا غیر ممکن تھا۔ مگر وقت آئے گا کہ میں تہ کا سارا حال معلوم کر سکوں گا۔ فی الحال یہی بہتر تھا۔ کہ اس دوسرے سراغ کا پیچھا کیا جائے۔ جو کچھار کی پتھریلی جھونپڑی میں محفوظ تھا۔

مگر کتنا مدھم اور پوشیدہ سراغ! گاڑی پر بیٹھ کر ہال کو واپس جاتے ہوئے میں نے دیکھا۔ کہ اس لامحدود جنگل میں بے انتہا پہاڑیاں اور ہر پہاڑی کی ڈھال پر ان گنت جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ باری مور نے پراسرار اجنبی کا جو حال بیان کیا تھا۔ اس سے اتنا معلوم ہو گیا۔ کہ وہ ان شکستہ جھونپڑیوں میں سے کسی ایک کے اندر

رہتا ہے۔ مگر کس میں؟ اس کا حال دریافت کرنا سخت مشکل تھا۔ بہت دیر سوچنے کے بعد یہ ترکیب ذہن میں آئی۔ کہ جس پہاڑی پر اس کو کھڑے ہوئے دیکھا تھا۔ اس سے شروع ہو کر گرد و نواح کی سب جھونپڑیوں کو تلاش کیا جاتے۔ اگر اس پہاڑی کو اپنی تحقیقات کا مرکز جان کر ویرانہ کی ہر جھونپڑی کو ایک ایک کر کے تلاش کیا گیا۔ تو جلدی یا دیر میں اس مقام تک پہنچ جانا یقینی ہوگا۔ جہاں وہ مرد پراسرار چھپا ہوا تھا۔ اس کے بعد جب وہ مل گیا تو نرمی یا سختی سے جس طرح بھی ممکن ہوگا سہی۔ کہ اگر ضروری ہوا تو پستول کی نوک پر میں اس کو یہ بتانے پر مجبور کر دوں گا کہ وہ کون ہے۔ اور کیوں ہمارے پیچھے لگا پھرتا ہے؟ ریجنٹ سٹریٹ کے پر ہجوم بازار سے اس کا بچ کر نکل آنا سہل تھا۔ تب جانوں کہ اس کچھار کے ویرانہ سے بچ کر نکل جائے۔ بالفرض اس کی جھونپڑی مل جائے۔ اور وہ اس کے اندر موجود نہ ہو۔ تو میں اس کی واپسی کا انتظار کروں گا۔ دنوں منتظر رہنا پڑے تب بھی اپنا آرام حرام کر کے اس وقت تک جم کر کھڑا رہوں گا۔ کہ وہ آئے اور مجھے اس کی زبانی سارا حال معلوم ہو۔ وہ ہومز ہی تھا جس نے اسے لندن سے بچ کر نکل آنے دیا۔ میں سب حال دریافت کئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ جس کام کو استاد نہ کر سکا۔ اب شاگرد اسے پورا کر کے دکھائے گا۔

قسمت جو آج تک نامہربان تھی۔ دفعتاً آمادہ امداد ہو گئی۔ اور تحقیقات کے اس بکھیڑے رستہ میں مسٹر فرینکلینڈ میرے لئے خضر راہ ثابت ہوئے۔ ان کا مکان برلب سڑک واقع تھا۔ گاڑی پاس ہو کر گذری۔ تو میں نے دیکھا باغیچہ میں کھڑے دھوپ میں سینک رہے تھے۔ گلمچھے سپید۔ چندیا کے بال اڑے ہوئے مگر چہرہ شگفتہ کی آب رکھتا تھا۔

مجھے دیکھ کر غیر معمولی تپاک سے کہنے لگے۔ "آئیے۔ آئیے ڈاکٹر واٹسن۔ آپ تو عید کا چاند ہو گئے۔ کہ نظر ہی نہیں آتے۔ گھوڑے تھک گئے ہوں گے۔ ان کو آرام

رلے دیجیے۔ تم آپ بھی تھوڑی شراب چکھتے جائیے۔ اور مجھ کو مبارکباد دیجیے؟"

میں نے جب سے اس سرد مہری کا حال سنا جو وہ اپنی بدنصیب بیٹی لارا سے برتا کرتے تھے۔ ان کے متعلق میرے خیالات بہت اچھے نہ تھے۔ بہرحال انکار بعید از اخلاق نظر آیا۔ طوعاً و کرہاً گاڑی سے اترا۔ اور ڈرائیور کو یہ پیغام دے کر رخصت کر دیا، کہ سر ہنری سے کہنا میں کھانے کے وقت تک پہنچ جاؤں گا۔ اس کے بعد فریڈ کلیلینڈ کے ساتھ ان کی بیٹھک میں گیا۔

"ہا ہا ہا! ہا ہا ہا!" انہوں نے کمرہ میں آتے ہی زور کا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "بھائی واٹسن۔ آج کا دن میری زندگی میں بڑا مبارک ہے۔ بلکہ میں اسے اپنی زندگی کا یادگار دن سمجھتا ہوں۔ کیونکہ آج میں نے دوہری فتح حاصل کی ہے۔ میں گاؤں والوں کو یہ سبق سکھانا چاہتا تھا۔ کہ قانون آخر قانون ہے جس کی ہر شخص کو عزت کرنی چاہیئے آج معلوم ہو جائے گا۔ کہ ایک آدمی ایسا بھی یہاں رہتا ہے جس کو ضرورت پر قانون کی مدد لینے سے دریغ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے سنا ہوگا۔ بڈھے مڈلٹن نے اپنے باغ کا رستہ مدت سے بند کر رکھا تھا۔ مبارک ہو آج وہ رستہ میں نے کھلوا لیا۔ اور وہ بھی اس کے دروازہ سے۔۔ اگر کے اندر سے۔ کیسی فتح ہے؟ مگر دیکھتے جائیے میں ان لوگوں سے منوا دوں گا۔ کہ کوئی اپنے گھر میں کتنا امیر ہو۔ اوروں کا حق نہیں چھین سکتا۔۔۔ یہ تو تھا پہلا معاملہ۔ دوسرا یہ ہے۔ کہ میں نے وہ جنگل نہار کرا دیا۔ جہاں فینوردی کے لوگ پک نک کرنے جایا کرتے تھے۔ احمق گنوار سمجھتے ہیں۔ جائداد کا حق کچھ چیز نہیں۔ جہاں کسی کا جی چاہے۔ کھانا اور شراب کی بوتلیں لے کر بیٹھ جائے۔ مگر دونو مقدمے میرے حق میں فیصل ہوئے۔ سچ کہنا کیسی فتح ہے! واللہ ایسی کامیابی ار دن کے بعد حاصل ہوئی لیغنی جب سر جان مورلینڈ کے خلاف اس بنا پر مداخلت بے جا کا مقدمہ جیتا کہ وہ اپنی بارڈ کے اندر شکار کھیلا کرتا تھا۔"

"تمہارا بارڈ کے اندر؟ یہ کیسے؟"

"کبھی فرصت ہو تو مسل پڑھ کے دیکھنا۔ بڑا معرکہ کا مقدمہ ہے۔ کوئنز بنچ کی عدالت میں فرینکلینڈ بنام مورلینڈ کا مقدمہ کس کو یاد نہیں۔ میرے اس کی پیروی میں دوسو پونڈ خرچ تو ہو گئے۔ مگر کامیابی حاصل کر کے چھوڑی۔"

"اور اس سے آپ کو فائدہ کیا پہنچا؟"

"کچھ نہیں"۔ اس نے فاخرانہ انداز سے جواب دیا "خدا جانتا ہے۔ میری اس معاملہ میں ذاتی غرض کچھ نہ تھی۔ محض خلقت کی بہتری کا خیال پیش نظر تھا۔ واللہ میں ایسے معاملوں کو ہمیشہ ذاتیات سے الگ رکھتا ہوں۔ آج کے واقعہ ہی کو لیجئے۔ میں خوب جانتا ہوں اس فیصلہ کے بعد فنوروی کے باشندے میرا کاغذی پتلا سر بازار جلائیں گے۔ مگر جلایا کریں میں ان سے ڈر کر اپنا فرض نہیں چھوڑ سکتا۔ اگلی بار ان کم بختوں نے ایسا کیا تو میں نے پولیس کو یہ شرمناک نمائشیں روکنے کے لئے کہا تھا۔ مگر وہاں کے سپاہی بہرے اچھے۔ کانوں میں تیل بھر کر بیٹھے رہے۔ ان لوگوں نے کبھی میری ویسی حفاظت نہیں کی جو ایک امن پسند شہری کی ہونی چاہیئے۔ مگر کیا ہوا۔ میں بہت جلد ایک اور مقدمہ فرینکلینڈ بنام سرکار دائر کر کے اس قضیہ کو ہمیشہ کے لئے چکا دوں گا۔ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ اگر پولیس نے اپنا طرز عمل نہ بدلا۔ تو اسے انجام کار نادم ہونا پڑے گا۔ میرا وہ کہنا اب لفظ لفظ صحیح ثابت ہو رہا ہے۔"

"کس طرح؟" میں نے سرسری طور پر پوچھا۔

اس نے منہ بنا کر میری طرف دیکھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ ایسے حالات جانتا ہے جنہیں ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ پھر کہنے لگا۔

"میں نے وہ بات معلوم کر لی ہے جسے جاننے کو پولیس کا ایک ایک سپاہی بیتاب ہے۔ مگر میں ان بدمعاشوں کو مدد دوں؟ واہ یہ کبھی نہ ہوگا۔ جب وہ میری امداد کرنا نہیں

چاہتے۔ تو مجھے کیا پڑی ہے۔ ان کی خاطر جان کھپاتا پھروں"

میں اس کی یاوہ گوئی سے تنگ آ کر کوئی ایسا بہانہ تلاش کر رہا تھا جس سے اس لایعنی گفتگو کا سلسلہ ختم ہو۔ مگر اس کے آخری فقرہ نے میرے اندر نئی دلچسپی پیدا کر دی اور میں اس معاملہ کے سارے حالات جاننے کے لئے بے چین ہو گیا۔ میں اس مکار بڈھے کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھا۔ پس اس خیال سے کہ اگر اس کی باتوں میں کسی طرح کی دلچسپی ظاہر کی گئی تو فوراً چپ ہو جائے گا۔ میں نے لاپروائی سے کام لے کر سرسری طور پر کہا "غالباً ناجائز شکار کا کوئی واقعہ ہو گا؟"

ناجائز شکار۔ ہا! ہا! ہا! اجی حضرت میں جس واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ اس سے بہت گہرا ہے۔ کیا آپ نے اس قیدی کا حال نہیں سنا۔ جو ویرانہ میں چھپا پھرتا ہے؟"

میں چونک گیا۔ مگر فوراً ضبط کر کے پوچھا "کیا آپ کو معلوم ہے وہ قیدی کہاں چھپا ہوا ہے؟"

"شاید مجھے اس کے چھپنے کا صحیح مقام اب تک معلوم نہ ہو۔ لیکن میں اگر چاہوں تو پولیس کو اس کا سراغ مہیا کر سکتا ہوں۔ کیا آپ نے کبھی سوچا کہ اس کو پکڑنے کا بہترین طریقہ یہ ہے۔ کہ معلوم کیا جائے۔ وہ کھانا کہاں سے حاصل کرتا ہے؟ جو آدمی اس کا کھانا لے جاتا ہو۔ اس کا پیچھا کر کے بڑی آسانی سے اس کو پکڑ سکتے ہیں۔"

کچھ شک نہیں۔ یہ کھوسٹ عیار حقیقت حال کے قریب تر پہنچتا جا رہا تھا "آپ کا خیال صحیح ہے" میں نے تسلیم کیا "مگر کیسے معلوم ہوا۔ کہ وہ اب تک کچھار ہی میں رہتا ہے؟"

"جو اس کا کھانا لے جایا کرتا ہے۔ اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر"

بدنصیب باریمور! مجھے اس کی حالت پر بڑا رحم آیا۔ ایسے فتنہ ساز آدمی کی گرفت میں ہونا کتنا خطرناک تھا۔ مگر اس کے اگلے فقرہ نے میری بے چینی کو بہت کم

کر دیا۔

"آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی" وہ کہہ رہا تھا۔ کہ ایک چھوٹا سا بچہ اس کا کھانا لے کر جاتا ہے۔ میں ہر روز اسے دوربین کی راہ سے دیکھتا ہوں۔ عین وقت مقررہ پر روزانہ اسی راہ سے جاتا ہے۔" وہ مفرور قیدی کا کھانا نہیں لے جاتا۔ تو آخر کس کے پاس جاتا ہے؟

واہ رے خوبی تقدیر۔ باتیں خود بخود وہ راہ اختیار کر رہی تھیں۔ جس کی مجھ کو تلاش تھی۔ فرینکلینڈ کے تلون سے ڈر کر میں نے اب بھی اپنی دلچسپی کو ضبط کیا۔

بچہ اکیا باری مورنے نہیں کہا تھا۔ کہ ایک خورد سال لڑکا اس مرد پُر اسرار کا کھانا لے جایا کرتا ہے جس کی بابت مجھے سب سے زیادہ جستجو تھی۔ معلوم ہوا جسے فرینکلینڈ مفرور قیدی سمجھتا ہے۔ در اصل وہ پر راز اجنبی ہے۔ جسے میں نے صرف ایک بار پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے دیکھا تھا۔ اگر مجھے اس کے رہنے کا مقام معلوم ہو جائے تو ڈھونڈنے کی سرگردانی سے تو نجات ہو۔ موجودہ حالت میں اس کے حالات جاننے کی بہترین صورت یہی تھی۔ کہ فرینکلینڈ کی باتوں سے پوری لاپرواہی بلکہ ایک حد تک بے اعتباری ظاہر کرتا۔ اسی خیال سے میں نے کہا۔

"معاف کیجے میری رائے میں وہ لڑکا جسے آپ نے کھانا لے جاتے ہوئے دیکھا ہے کسی گڈریے کا بیٹا ہوگا۔ جو ویرانہ میں اپنے باپ کے لئے کھانا لے جاتا ہے۔"

اس ذرا سے فقرہ نے بڈھے مطلق العنان کے غصہ کی آگ زور سے مشتعل کر دی۔ آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ اور سپید گلمچھے اس طرح کھڑے ہو گئے۔ جیسے غصہ کی حالت میں بلی کے ہوتے ہیں۔

"گڈریا! واہ خوب!" اس نے اپنا داہنا ہاتھ ویرانہ کی سمت میں پھیلا کر چاروں طرف ہلاتے ہوئے کہا۔ "ذرا دیکھنا وہ کالے رنگ کی پہاڑی کیا نظر آتی ہے؟ اور وہ نشیب چٹان بھی جس پر کانٹے دار جھاڑیاں اُگی ہوئی ہیں؟ یہ اس ویرانہ کا سب سے سنگلاخ مقام

ہے۔ کون مانے گا کہ ایک گڈریا اس پتھریلی زمین میں قیام کر سکتا ہے۔ معاف کیجیے آپ کا خیال غلط اور محض غلط ہے۔"

"شاید مجھی سے غلطی ہو گئی ہو۔" میں نے نرمی سے جواب دیا۔ "آخر میں ان نواحات سے پوری طرح واقف بھی تو نہیں ہوں۔"

وہ میرے دب جانے سے بہت خوش ہوا۔ اور جوش مسرت میں تفصیل پر آمادہ ہو گیا۔

"یقین کیجیے۔" اس نے فلسفیانہ انداز سے کہا "میں تب تک کسی معاملہ پر رائے قائم نہیں کرتا۔ جب تک اس کا پورا یقین نہ ہو جائے۔ میں نے اس لڑکے کو ایک نہیں کئی بار کھانے کا رومال لیے اس طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور بعض اوقات تو دن میں دو یا تین مرتبہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔۔۔ مگر ٹھہرو کیا میری آنکھیں دھوکا دیتی ہیں یا اس پہاڑی پر واقعی کوئی چیز ہلتی نظر آتی ہے؟"

جہاں ہم بیٹھے ہوئے تھے اس جگہ سے پہاڑی کئی میل کے فاصلہ پر تھی۔ مگر سبز اور خاکی رنگوں کے سایہ میں ایک چھوٹا سا داغ سیاہ واقعی متحرک نظر آتا تھا۔

"میرے ساتھ ادھر آئیے۔" فرینکلینڈ نے دوڑ کر سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے کہا "آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بہتر اطمینان کر سکیں گے۔"

مکان کی چھت پر ایک اونچی تپائی کے سہارے بہت بڑی دوربین رکھی ہوئی تھی فرینکلینڈ نے جھٹ ایک آنکھ بند کر کے دوسری اس کے ساتھ لگا دی فوراً اس کے منہ سے نعرہ مسرت کی آواز سنائی دی۔

"واٹسن، واٹسن جلدی کرو ایسا نہ ہو وہ پہاڑی کے اس پار چلا جائے۔"

اس نے جلدی سے دوربین کا منہ پھیر دیا۔ اور جب میں نے اس کی راہ سے دیکھا تو واقعی ایک چھوٹا سا لڑکا رومال میں کوئی چیز باندھے آہستہ آہستہ پہاڑی کی چوٹی پر

چڑھا جاتا تھا۔ اوپر پہنچا تو ایک لمحہ کو اس کی بے ڈول گنواری صورت شفاف نیلے آسمان کے نیچے صاف اور واضح نظر آئی۔ ایک بار اس نے انداز تجسس سے چاروں طرف دیکھا گویا ڈرتا تھا۔ کوئی میرا پیچھا نہ کر رہا ہو۔ اس کے بعد پہاڑی کی اوجھل میں غائب ہو گیا۔

"کہیئے اب یقین ہوا؟" بڈھا فرنیکلینڈ مجھ سے پوچھ رہا تھا۔

"جی ہاں دیکھ لیا وہ لڑکا ضرور کسی کام کے لئے اس پہاڑی پر جاتا ہے۔"

"اور وہ کام کیا ہوگا۔ اس بات کو ایک گنوار دہاتی سپاہی بھی سمجھ سکتا ہے مگر کچھ ہو میں پولیس کو اس کی خبر نہ ہونے دوں گا۔ بلکہ آپ کو بھی اقرار کرنا ہوگا۔ کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے۔"

"مجھے قطعی عذر نہیں۔"

"ان لوگوں نے مجھ سے بڑا شرمناک سلوک کیا ہے۔ اور آپ دیکھیں گے۔ کہ جب مقدمہ فرنیکلینڈ بنام سرکار کے حالات شائع ہوئے۔ تو ملک کے ہر حصہ میں غصہ کی لہر پھیل جائے گی۔ پاجی۔ نابکار" یہ توصیفی کلمات پولیس کے لئے تھے۔ "وہ تو شکر ہے گنوار دہاتیوں نے میرا پتلا جلانے پر ہی بس کر دی۔ ورنہ یہ لوگ زندہ جلا دیتے۔ تو بھی پولیس والوں کو پرواہ نہ ہوتی۔ کیا ایسے آدمی کسی امداد کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ مگر ٹھیرئیے ابھی آپ کہاں جاتے ہیں۔ اس خوشی میں ایک گلاس تو اور ختم کیجئے۔"

ہر قسم کے اصرار کے باوجود میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ پھر بھی میرا ساتھ چھوڑنے کو تیار نہ تھا۔ کہنے لگا چلئے۔ آپ کو ہال تک پہنچا آتا ہوں۔ مگر میں نے بڑی مشکل سے بہانہ کر کے پیچھا چھڑایا۔ جہاں تک اس کی نگاہ کام کرتی تھی۔ میں سیدھی سڑک پر چلتا رہا۔ اس کے بعد پگ ڈنڈی کی راہ سے اس پہاڑی کی طرف ہو لیا جس کی چوٹی پر لڑکے کو غائب ہوتے دیکھا تھا۔ سارے حالات میرے حق میں تھے۔ اور قسمت خاص طور پر مہربان نظر آتی تھی۔ پس میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ آج اپنی غفلت یا سہل انگاری سے

بنے ہوئے کام کو بگڑنے نہ دوں گا۔

پہاڑی پر پہنچا۔ تو آفتاب حجلۂ مغرب میں اُتر رہا تھا۔ دو طرف کھلا میدان۔ مگر اس کا ایک حصہ غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی رخصتی کرنوں سے مطلا اور دوسرا لبادۂ شب کے انتظارِ آمد سے دھندلا نظر آتا تھا۔ ہیولانی غبار میں چھپے ہوئے افق مشرق پر ناہموار پہاڑیوں کی مدھم شکلیں رات کے اندھیریا لشکر کا ہراول معلوم ہوتی تھیں۔ پہاڑ کے ویرانہ پر سکوت عظیم چھایا ہوا تھا۔ کوئی چیز حرکت کرتی دکھائی نہ دیتی تھی۔ فقط آسمان پر ایک پرندہ ایک بہت بڑا۔ سپید اور سیاہ رفتار پرندہ جو خدا معلوم سمت بڑی بگلا تھا یا صحرائی عقاب مسرتِ طیران میں اپنی ہستی کو گم کئے فضائے بسیط میں مصروف پرواز نظر آتا تھا۔ اس وسیع میدان میں جو حدِ نگاہ تک گنبدِ نیلوفری سے ڈھکا ہوا تھا۔ اوپر وہ نیچے میں ہم دو ہی مخلوق باقی تھے۔ اس نظارہ مہیب کو دیکھ کر کچھ اپنی تنہائی محسوس کر کے اور کچھ یہ جان کر بھی کہ ایک رازِ عظیم کا حل اب میری ہی گرفت میں ہے۔ اور میں عنقریب ایک عقدہ لاینحل کی گرہ کشائی کیا چاہتا ہوں۔ مجھے اپنا دل سینہ میں بیٹھتا محسوس ہوا۔ ایک لمحہ ٹھیر کر میں نے چاروں طرف دیکھا۔ مگر وہ لڑکا اب کہیں نظر نہ آتا تھا۔ البتہ مجھ سے ذرا نیچے پہاڑی کے ایک شگاف میں پتھر کی بنی ہوئی ویسی ہی جھونپڑیاں جن کا حال پیشتر قلمبند ہو چکا ہے۔ کئی ایک موجود تھیں۔ مگر سب کی سب خستہ اور زار حالت میں۔ ان میں فقط ایک ایسی تھی جس پر شدائدِ موسم سے محفوظ رکھنے کو ذرا سی چھت باقی رہ گئی تھی۔ اسے دیکھ کر میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ بس یہی وہ مقام ہو گا جہاں میرا پُراسرار اجنبی چھپا ہوا ہے۔ اب اسکی جائے سکونت میرے سامنے تھی۔ اور قدم اس کے پاس۔ مردِ پُراسرار کا راز جس نے مدتوں مجھ کو پریشان رکھا۔ عنقریب حل ہوا چاہتا تھا۔

بڑی آہستگی اور احتیاط کے ساتھ چلتا اسی آہستگی اور خاموشی سے جس طرح سٹیپلٹن

شاخِ گل پر بیٹھی ہوئی تتلی کو پکڑنے کے وقت چلا کرتا تھا۔ میں اس جھونپڑی کے پاس پہنچا اور چاروں طرف غور سے دیکھ کر اس بات کا اطمینان کیا کہ گرد و نواح میں کوئی آدمی چھپا ہوا تو نہیں ہے۔ آثار سے معلوم تھا۔ ضرور کوئی شخص حال ہی میں اس جگہ رہ چکا ہے۔ ایک مدھم تنگ رستہ بڑے بڑے پتھروں کے درمیان اس ٹوٹے ہوئے شگاف کی طرف جاتا تھا جسے اس جھونپڑی کا دروازہ سمجھنا چاہیئے۔ اندر باہر ہر طرف خاموشی تھی۔ خدا معلوم وہ شخص پُراسرار جھونپڑی کے اندر دبکا ہوا بیٹھا تھا۔ یا باہر کسی پتھر کی اوٹ میں۔ جس طرح کسی غیر معمولی کام پر ہاتھ ڈالنے کے وقت عموماً ہوا کرتا ہے۔ میرا خون تیزی سے گردش کرنے لگا۔ سگرٹ کا ادھ جلا ٹکڑا ایک طرف پھینک کر میں نے بھرے ہوئے ریوالور کو مضبوط پکڑا اور جھونپڑی کے دروازہ پر جا کر اندر نظر ڈالی۔ وہ اس وقت خالی تھی۔

بہرحال کئی باتوں سے معلوم ہوا کہ اس دفعہ میرا سراغ غلط نہیں۔ ضرور کوئی آدمی اس جھونپڑی میں رہتا تھا۔ اور وہ آدمی مردِ پُراسرار کے سوا اور کون ہوگا؟ موم جامہ میں لپیٹے ہوئے چند کمبل اس ناہموار چوڑے پتھر پر رکھے ہوئے تھے۔ جو ہمارے وحشی اسلاف کے لئے پلنگ کا کام دیتا تھا۔ ایک جانب بھدے سے چولھے میں راکھ کا ڈھیر اس بات کا ثبوت نظر آیا کہ یہاں حال ہی میں آگ جلائی گئی ہے۔ کھانا پکانے کے چند برتن اور پانی سے آدھا بھرا ہوا ڈول ان چیزوں کے پاس ہی رکھا ہوا تھا۔ کئی خالی ڈبے ادھر ادھر بکھرے ہوئے اس بات کا پتہ دیتے تھے کہ وہ عرصہ دراز سے اسی جھونپڑی میں رہتا ہے۔ اور جب رفتہ رفتہ میری آنکھیں اس دھندلکے میں اچھی طرح دیکھنے کے قابل ہوئیں تو ایک کونے میں رکھی ہوئی شراب کی آدھی بھری ہوئی بوتل اور ایک گلاس بھی نظر آیا۔ خستہ حال جھونپڑی کے وسط میں ایک چپٹا پتھر میز کا کام دیتا تھا۔ اور اس پر رومال میں بندھا ہوا وہی

چھوٹا بنڈل موجود تھا جسے میں نے "فرنکلینڈ" کی دوربین کے رستہ لڑکے کے ہاتھ میں دیکھا تھا۔ رومال میں ایک ڈبل روٹی، تھوڑا سا پکا ہوا گوشت اور دو ڈبے مربہ شفتالو کے بند تھے۔ مگر جس وقت میں اس بنڈل کو دوبارہ اسی مقام پر رکھنے لگا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ کاغذ کا ایک چھوٹا سا پرزہ تہ کر کے اس کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ میں نے جلدی سے اٹھا کر کھولا۔ تو معلوم ہوا۔ پنسلی حروف میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی "آج ڈاکٹر واٹسن موضع کوم ٹریسی میں گئے" اس پرزہ کاغذ کو ہاتھ میں لیے آنکھیں پھاڑے میں تصویر حیرت بنا کھڑا تھا۔ دیر تک اس تحریر کا مطلب سمجھ میں نہ آیا۔ لیکن رفتہ رفتہ جب دماغ پھر ایک بار غور کرنے کے قابل ہوا۔ تو یہ عجیب حقیقت واضح ہوئی کہ یہ شخص جو اس ویرانہ کی سنسان جھونپڑی میں چھپ کر رہتا ہے۔ دراصل سر ہنری کے نہیں میرے پیچھے لگا ہوا ہے۔ کس غضب کی عیاری ہے کہ آپ پوشیدہ رہ کر اس نے ایک لڑکے کو میری جاسوسی پر لگا دیا۔ کیونکہ یہ اطلاع اسی لڑکے کی دی ہوئی تھی۔ عین ممکن تھا کہ یہ شخص میری آمد کے وقت سے تمام نقل و حرکت اس ذریعہ سے معلوم کرتا رہا ہو۔ آہ! میں پہلے ہی سوچا کرتا تھا۔ کہ کوئی نامعلوم اور نادیدہ خطرہ پیش آنے والا ہے۔ میرا دل کہتا تھا۔ کہ ایک باریک اور مضبوط جال غیر معمولی پھرتی اور ہوشیاری سے ہمارے گرد کسا جا رہا ہے۔ اب معلوم ہوا وہ جال کیا تھا۔ اور اس خطرہ نے کونسی صورت اختیار کرنی تھی۔

اس خیال سے کہ اس طرح کی کئی اور خبریں مہیا کی گئی ہوں گی۔ میں نے ایسے کاغذات کو جھونپڑی کے ہر حصہ میں تلاش کرنا شروع کیا۔ مگر نہ کوئی اور پرزہ کاغذ دستیاب ہوا۔ نہ کوئی ایسی بات نظر آئی جس سے معلوم ہوتا۔ کہ اس پُراسرار مقام کا رہنے والا کس چال چلن کس نیت اور کس ارادہ کا آدمی ہے۔ جو کچھ نظر آیا۔ اس سے اتنا ہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ ذاتی آرام و آسائش سے بےپروا سپاہیانہ معاشرت کا عادی شخص ہے۔ اس

کھڑے ہوئے جب مجھے ایک دن پہلے کی تیز و تند بارش یاد آئی۔ اور میں نے اس ٹوٹی ہوئی چھت پر نظر ڈالی۔ جس کی راہ سے جا بجا جھونپڑی میں پانی رستا ہوگا۔ تو خیال آیا۔ وہ شخص کتنے مستحکم ارادہ اور زبردست استقلال کا مالک ہے۔ جو اس ویران و غیر محفوظ مقام میں رہتا ہوا حصول مدعا کی خاطر ہر طرح کی صعوبتوں کو خوشی سے برداشت کر سکتا ہے۔ خدا جانے وہ ہمارا دشمن جان ہے یا محافظ و مددگار فرشتہ۔ پر کچھ بھی ہو۔ میں اس کا سارا حال جانے بغیر آج اس جھونپڑی سے واپس نہ جاؤنگا۔

آفتاب لحظہ بہ لحظہ غروب ہوتا جا رہا تھا۔ اور افق مغرب پر آسمان کی رنگت لاجوردی ہو چکی تھی۔ جس کا عکس خونیں اس پانی میں جو گرمپن کی خوفناک دلدل کے چھوٹے چھوٹے تالابوں میں بند تھا۔ صاف نظر آتا تھا۔ دور فاصلہ پر باسکرولی ہال کے فلک بوس قبے سر اٹھائے کھڑے تھے۔ اور موضع گرمپن سے نیلمیں دھوئیں کی پتلی لکیر آسمان کی طرف اٹھ رہی تھی۔ ان کے درمیان پہاڑی کے عین پیچھے سٹیپلٹن کا مکان نظر آتا تھا۔ شفق آلودہ شام کا یہ منظر کتنا خوشگوار اور راحت بخش تھا۔ مگر قدرت کے اس دلکش سکوت و سکون کے مقابلہ میں میرے دل کی بے قراری حد درجہ بڑھی ہوئی تھی! اس خوفناک ملاقات کے خیال سے جو عنقریب اس ویرانہ کے نادیدہ اجنبی سے ہونے والی تھی۔ ہر لحظہ جی گھبراتا تھا۔ خون کی گردش تیز ہو گئی تھی۔ اور آنکھوں کے سامنے چنگاریاں سی اڑ رہی تھیں۔ بہر حال میں اپنے ارادہ کو مضبوط کئے اس جھونپڑی کے گوشہ تاریک میں بیٹھا حیرت خیز استقلال کے ساتھ کسی کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔

اسی طرح بہت دیر گذر گئی۔ منٹ گھنٹے بن گئے۔ مگر میرے اٹل ارادہ میں ذرا خلل نہ آیا۔ آخر ایک لمبے انتظار کے بعد فاصلہ پر کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ پتھریلی زمین پر بھاری بوٹوں کی آواز جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کوئی جھونپڑی کی طرف چلا آرہا ہے۔ آواز قریب تر آ گئی۔ میں اس اندھیرے کونے میں اور بھی پیچھے کی طرف

دبک گیا۔ اور اپنی انگلی پستول کے گھوڑے پر رکھ لی۔ قصد مصمم یہ تھا۔ کہ اس نادیدہ اجنبی کی صورت دیکھے بغیر کیبن سے باہر نہ نکلوں گا۔ یکایک پاؤں کی آواز رُک گئی۔ میرا خیال ہے وہ چلتا چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ دو تین منٹ خاموشی رہی۔ اس کے بعد پھر وہی آواز سنائی دینے لگی۔ اور ایک لمبا سایہ جھونپڑی کے ٹوٹے ہوئے دروازہ کی راہ سے دہلیز کے اندر تک داخل ہوا۔

اس کے ساتھ ہی ایک پہچانی ہوئی آواز یہ کہتی سنائی دی: "واٹسن باہر آجاؤ۔ دیکھو تو رات کا منظر کیسا خوشگوار ہے۔ یہ وقت ایسا نہیں کہ آدمی جھونپڑی کے اندھیرے میں چھپ کر بیٹھا رہے۔"

باب ۱۲

خوفناک چیخیں

اس آواز کو سنتے ہی میرے پاؤں تلے سے مٹی نکل گئی۔ رنگ فق۔ بدحواس اور سراسیمہ۔ میں جو اپنے ارادوں کو لوہے کی طرح مضبوط کئے بیٹھا تھا۔ اُس کے ہوئے دم سے تصویر حیرت بن کر رہ گیا۔ آہ! یہ آواز... کیا ممکن ہے؟... اس کے تھوڑی دیر بعد جب حواس بجا ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ میرے سینہ سے ذمہ داری کا بھاری بوجھ اُٹھ گیا ہے۔ وہ تیز۔ سرد۔ اور چبھتی ہوئی آواز جو میرے کانوں میں پہنچی دنیا میں ایک ہی آدمی کی ہو سکتی تھی

"ہومز" میں نے گلوگیر لہجہ میں کہا۔ "ہومز!"

"میرے دوست باہر آؤ" اس نے جواب دیا۔ "پر اس گھبراہٹ میں اپنے ریوالور کا خیال رکھنا۔"

شکستہ جھونپڑی کے نشیب دروازہ سے جھک کر باہر نکلا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ

ایک چوڑے پتھر پر بڑے اطمینان کے ساتھ بیٹھا ہے۔ مجھکو حیران و سراسیمہ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں مذاقیہ ہنسی کی چمک پیدا ہوگئی۔ وہ اس وقت پہلے سے بہت لاغر اور مضمحل تھا۔ مگر اتنا ہی صاف اور پھرتیلا۔ ٹویڈ کا گرم سوٹ پہنے اور کپڑے کی ٹوپی سر پر لیئے شاید موسم کے اثر سے اس سیاح کی مانند نظر آتا تھا۔ جو اس ویرانہ کی سیر کرنے آیا ہو۔ مگر میں نے دیکھا اُن کی طرح ہر وقت صاف ستھرا رہنے کی عادت کا اثر اب بھی اس پر ظاہر تھا۔ چہرہ حسب معمول ریش و بروت سے صاف اور کپڑے اتنے ہی بے داغ جیسے بیکر سٹریٹ میں ہوا کرتے تھے۔

اس کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے میں نے کہا "بھائی ہومز مجھے اپنی عمر میں کبھی کسی شخص سے ملکر اتنی خوشی نہ ہوئی ہوگی جیسی اس وقت تم سے مل کر ہوئی ہے۔"

"نہ اتنی حیرت" اس نے طنز سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، نہ اتنی حیرت"

"سچ پوچھتے ہو تو تمہیں اس جگہ دیکھکر مجھے بھی کچھ کم حیرت نہیں ہوئی مجھے قطعاً معلوم نہ تھا۔ کہ تم نے اس ویرانہ میں میری جائے سکونت دریافت کر لی ہے۔ اور یہ بات کہ تم اس جھونپڑی کے اندر چھپے بیٹھے ہو یہ نقطہ ۲۰ قدم کے فاصلہ پر آ کر معلوم ہوئی۔"

"کیا میرے نقش پا سے؟"

"نہیں واٹسن دنیا بھر کے لوگوں میں تمہارے پاؤں کا نشان پہچاننا میرے لئے سب سے زیادہ دشوار ہے۔ ہاں اگر تم واقعی مجھ کو دھوکا دینا چاہتے ہو۔ تو مہربانی سے کسی نئے تمباکو فروش کا انتظام کرو۔ کیونکہ جب میں نے تمہارے ادھ جلے سگرٹ کا ٹکڑا فرش زمین پر پڑا ہوا دیکھا۔ اور اس پر بریڈلے اکسفورڈ سٹریٹ کا پتہ پڑھا تو جھٹ معلوم ہو گیا۔ کہ میرا دوست واٹسن ضرور کہیں آس پاس ہوگا۔ وہ دیکھو۔ سگرٹ کا ٹکڑا ایک

رستہ کے پاس پڑا ہے میرا خیال ہے۔تم نے اسے اس لمحۂ عظیم میں ایک طرف پھینک دیا ہو گا۔جب خالی جھونپڑی میں داخل ہوئے۔"

"سچ ہے"

"اور چونکہ میں تمہارے قابل تعریف استقلال سے خوب واقف ہوں۔اس لئے یقین ہو گیا۔کہ تم اس جھونپڑی کے رہنے والے کے انتظار میں بھرا ہوا پستول ہاتھ میں لئے بیٹھے ہوئے مگر سچ کہنا۔کیا مجھی کو مجرم سمجھا تھا؟"

"مجھے کیا معلوم یہاں کون رہتا ہے۔بہرحال میں تحقیق کے لئے آمادہ ہو چکا تھا۔"

"وفادار واٹسن۔میں تمہاری جگر کاوی کی داد دیتا ہوں۔پر یہ تو کہو تمہیں اس جگہ میرا قیام کیسے معلوم ہوا؟ غالباً اس رات مجھے دیکھا ہو گا۔جب سر ہنری کے ساتھ مل کر سلڈن کا تعاقب کر رہے تھے؟ مجھ سے بے شک ناعاقبت اندیشی ہوئی۔کہ چاند کی روشنی میں پہاڑی پر کھڑا ہو گیا۔"

"اس روز میں نے بار اول تمہیں دیکھا تھا۔"

"اور اس کے بعد آس پاس کی جھونپڑیوں کو تلاش کرتے کرتے یہاں آ نکلے؟"

"نہیں۔وہ لڑکا جو تمہارا کھانا لے کر آیا کرتا ہے۔اس سے تمہارا سراغ ملا تھا۔"

"آہ۔تب ضرور اس بڈھے کی شرارت ہوگی۔جو ہر وقت دوربین لئے ویرانہ کی طرف دیکھا کرتا ہے۔جب پہلی بار میں نے سورج کی روشنی میں دوربین کا شیشہ چمکتے ہوئے دیکھا۔تو حیران تھا یہ کیسی روشنی ہے۔" وہ اٹھ کر جھونپڑی میں گیا۔اور کہنے لگا" معلوم ہوتا ہے کارٹ رائٹ کھانا چھوڑ گیا۔مگر یہ کاغذ کیسا ہے؟ اسے پڑھ کر کیا تم کوم ٹریسی ہو آئے؟"

○

"ہاں۔"

"مسز لائینز سے ملنے گئے ہوگے؟"

"اُسی سے۔"

"معلوم ہوتا ہے۔ ہماری تحقیقات متوازی سطور پر چل رہی تھی۔ اب اپنی جداگانہ لومات کی یکجائی سے ہم غالباً اس معاملہ کے اکثر حالات سے واقف ہو جائیں گے۔"

"مجھ سے پوچھو۔ تو خدا کا شکر کرتا ہوں۔ تم آ گئے۔ اب اس معاملہ کی ذمہ داری اور ھتی ہوئی پیچیدگی میرے لئے حد برداشت سے باہر ہوتی جاتی تھی۔۔۔ مگر ہاں میری سمجھ میں ہیں آتا۔ تم یہاں کیسے آئے۔ اور اس بل میں چھپ کر کیا کر رہے تھے؟ میں یہ سمجھا ہوا تھا لندن میں استحصال بالجبر کا مقدمہ سلجھا رہے ہو۔"

"میں قصداً تمہیں اس مغالطہ میں رکھنا چاہتا تھا۔"

"کیا اس لئے کہ مجھ سے ہر طرح کی خدمات لیتے ہوئے تم مجھ پر بھروسہ نہیں کر سکتے؟" نے کسی قدر تلخ لہجہ میں کہا۔ "ہومز ہومز مجھے تم سے اتنی سخت بدسلوکی کی امید نہ تھی۔"

"میرے دوست اتنے خفا نہ ہو۔ باقی معاملات کی طرح اس موقعہ پر بھی میں نے تم سے ہت سی قیمتی امداد حاصل کی ہے اور اگر اس دوران میں میں نے کسی بے حقیقت معاملہ میں کو قصداً مبتلائے غلط فہمی کیا ہو۔ تو اس کے لئے معافی مانگتا ہوں۔ سچ پوچھتے ہو یں نے تمہارے اپنے فائدہ کے لئے ایسا کیا تھا۔ اس کے بعد جب معلوم ہوا کہ تمہیں یک خطرہ عظیم کا سامنا ہے۔ تو خود یہاں آنے اور اپنے طور پر تحقیقات کرنے کا ارادہ یا۔ اس وقت اگر میں تمہارے یا سر ہنری کے پاس رہتا۔ تو ظاہر ہے کہ اس معاملہ پر میرے الات بھی وہی ہوتے۔ جو تم لوگوں کے ہیں۔ گویا فائدہ تو کچھ ہوتا نہیں۔ مگر یہ نقصان ضرور ا کہ دشمن خبردار ہو جاتا۔ موجودہ حالت میں میری نقل و حرکت اس صورت کی نسبت س حال میں قیام پذیر ہوتا زیادہ آزادانہ رہی ہے۔ اب تک میں ایک ہستی نامعلوم یثیت رکھتا ہوں۔ جو وقت آنے پر اپنا سارا بوجھ ڈال کر معاملہ کو پایہ تکمیل تک پہنچا ا ہے۔"

رستہ کے پاس پڑا ہے۔

ہوگا جب : "کم از کم مجھے اپنی موجودگی سے خبردار ہی کر دیا ہوتا۔"

"فایدہ کیا ہوتا ؟ کچھ نہیں۔ البتہ اس سے میری موجودگی کا راز فاش ہو جاتا۔ تم ضرور کوئی اطلاع لے کر میرے پاس آتے یا میری آسائش کی کوئی چیزیں پہنچانے کا انتظام کرتے۔ اس طرح یقیناً میری موجودگی ظاہر ہو جاتی۔ کارٹ رائٹ کو جانتے ہو۔ وہی کم سن ہوشیار لڑکا جو پیام رسانی کے دفتر میں کام کیا کرتا ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ لیتا آیا تھا۔ اور وہ میری تمام محدود ضرورتیں پورا کرتا رہا ہے۔ روٹی کا ایک ٹکڑا۔ اور صاف ستھرے کپڑے بس یہ چیزیں مجھ کو درکار تھیں۔ علاوہ بریں اس لڑکے کی قوت مشاہدہ بڑی تیز ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس سے کئی ایک فائدے حاصل ہوئے ہیں۔"

"اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ سب رپورٹیں جو میں نے تم کو لندن کے پتہ سے بھیجی تھیں۔ رائگاں گئیں۔" یہ کہتے ہوئے میری آواز اس خیال سے کچھ بھرا گئی۔ کہ میں نے ان مراسلات کی تیاری میں جس قدر محنت سے کام لیا تھا۔ وہ سب کی سب ضائع ہوئی ہوگی۔

ہومز نے جیب سے کاغذوں کا ایک پلندہ نکالا۔ اور کہنے لگا۔

"واٹسن تمہاری رپورٹیں بڑی باقاعدگی سے میرے پاس پہنچتی رہی ہیں۔ اور میں نے ان سب کو بڑے غور سے پڑھا ہے۔ میں نے ان کی وصولی کا ایسا اچھا انتظام کیا تھا۔ کہ ہر ایک چٹھی ایک دن کے وقفہ سے میرے پاس پہنچ جاتی تھی۔ بخدا جس ذہانت اور استقلال کا تم نے اس مشکل کام میں ثبوت دیا ہے۔ میں اس کے لئے تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔"

مجھے اب تک اس بات کا رنج تھا کہ ہومز نے اپنی نقل و حرکت سے بے خبر رکھ کر میری نسبت بے اعتباری کا ثبوت دیا۔ مگر اب اس کے منہ سے اپنی تعریف سن کر اس رنج کی بڑی حد تک تلافی ہو گئی۔ اس کے علاوہ خیال آیا کہ جو کچھ ہوا۔ اس میں ضرور کوئی مصلحت ہوگی۔ شاید اسی میں بہتری تھی کہ اس ویرانہ میں اس کی موجودگی کا حال

کسی کو معلوم نہ ہو۔

میری پریشانی کو بتدریج رفع ہوتے دیکھ کر اس نے کہا "شکر ہے تمہارا اطمینان ہوا خیر اب یہ بتاؤ۔ مسز لماما لا ایجر سے مل کر کیا معلومات حاصل ہوئیں ہمیرے لئے یہ جاننا مشکل نہ تھا۔ کہ تم اس عورت سے ملنے ہی وہاں گئے ہو گے میں پہلے ہی معلوم کر چکا ہوں کہ موضع کوم ٹریسی میں وہی ایسی عورت ہے جس سے ہمیں اس معاملہ میں مدد مل سکتی ہے فی الحقیقت اگر تم آج اس سے ملنے نہ گئے ہوتے۔ تو کل میں خود جاتا۔۔"

سورج کبھی کا غروب ہو چکا تھا۔ اور ویرانہ پر چار سو تاریکی مسلط تھی۔ سرد ہوا سے بچنے کو ہم جھونپڑی میں چلے گئے۔ اور اس جگہ میں نے ہومز سے وہ ساری گفتگو بیان کی جو اس عورت سے ہوئی تھی۔ اس نے میرے بیان کو گہری دلچسپی سے سنا۔ اور کئی باتوں کو دوہرا کر پوچھا۔

سارا حال سن کر خوشی کے لہجہ میں کہنے لگا "یہ بڑی اہم دریافت ہے۔ واٹسن اس سے وہ خندق پٹ گئی۔ جو اب تک ناقابل عبور نظر آتی تھی۔ شاید تم کو معلوم نہیں۔ کہ اس عورت اور ہمارے سٹیپلٹن میں بڑی گہری واقفیت ہے۔"

"نہیں میں اس بات سے ناواقف تھا۔"

"حالانکہ بات بالکل صاف اور واضح ہے۔ وہ ایک دوسرے سے ملتے۔ آپس میں چٹھیاں لکھتے۔ اور ایک حد تک بے تکلف بھی ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں یہ ایک زبردست حربہ ہو گا اور اگر ہم اس سے کام لے کر سٹیپلٹن کی بی بی کو اس سے علیحدہ کر سکیں۔۔"

"سٹیپلٹن کی بی بی کو؟" میں نے انداز حیرت سے پوچھا۔

"سنو۔ اس واقفیت کے بدلے جو تم نے بہم پہنچائی ہے۔ میں بھی بعض باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ در اصل وہ حسین عورت جو اپنے آپ کو مس سٹیپلٹن ظاہر کرتی ہے۔ اس شخص کی بہن نہیں بی بی ہے۔"

"کیا کہا بی بی! ارے پرہوز تم مذاق تو نہیں کرتے ہو؟ ایسی حالت میں کیونکر ممکن تھا۔ کہ وہ سر ہنری کو اپنی بی بی سے اظہارِ محبت کی اجازت دیتا؟"

"آہ تم سمجھے نہیں۔ سر ہنری کا مبتلائے محبت ہونا خود اس کے سوا کسی کے حق میں مضر نہ ہو سکتا تھا۔ جہاں تک یہ محبت جذبات سے تعلق رکھتی ہے۔ سیٹپلٹن کو اس پر اعتراض نہ تھا۔ مگر۔۔ اور اس کا ثبوت تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ جب کبھی اس کے اظہار کا موقعہ آیا تو سیٹپلٹن فوراً اس میں مزاحم ہوا۔ سچ جانو وہ عورت اس کی بہن نہیں بی بی ہے۔"

"سخت حیرت ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اس طرح کی دہوکا دہی سے فائدہ کیا تھا؟"

"یہ کہ ایک آزاد عورت کی حیثیت میں وہ سیٹپلٹن کے حق میں بہت فائدہ مند ثابت ہو سکتی تھی۔"

میرے وہ تمام شکوک اور مبہم خیالات جو عرصہ دراز سے دل کے ایک گوشے میں چھپے ہوئے تھے۔ دفعتاً ظاہر ہو گئے۔ علم طبعیات کا وہ بے حس ماہر جو سر پہ تنکوں کی ٹوپی اور کندھے پہ تتلیاں پکڑنے کا جال رکھے ہوئے ایک بے ضرر ہستی نظر آتا تھا۔ بھیانک اور خوفناک نظر آنے لگا۔ یعنی ایک ایسا آدمی جو شرافت کے پردہ میں عیاری اور بہل انکاری کی تہ میں غیر معمولی استقلال رکھتا تھا۔ اور جس کے متبسم چہرہ کے پردہ میں خون آشام دل چھپا ہوا تھا۔

"تو کیا یہی آدمی ہمارا اصلی دشمن ہے؟ یہی وہ جاسوس ہے جو لندن میں ہمارے پیچھے لگا ہوا تھا؟"

"کم از کم میری دریافت یہی کہتی ہے۔"

"اس صورت میں وہ تنبیہی خط جو سر ہنری کو موصول ہوا ضرور اس کی بہن۔۔۔ نہ اس کی بی بی کا لکھا ہوا ہوگا۔"

"ہاں۔ اسی کا۔"

اس خوفناک اندھیرے میں جو دت دراز سے میری نظروں کے سامنے چھایا ہوا تھا بتدریج کینہ۔ انتقام اور سفاکی کی ایک دہشت انگیز تصویر کسی حد تک صاف مگر زیادہ تر مبہم اور دھندلی نظر آنے لگی۔

"مگر ہومز تمہیں اس کا پورا یقین ہے؟ آخر کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس کی بیاہتا بی بی ہے؟"

"سٹیپلٹن کی اپنی حماقت سے۔ اس نے پہلی ملاقات پر اپنی زندگی کے جو حالات تم سے بیان کئے تھے۔ ان سے کئی ایک باتیں معلوم ہوئیں میرے خیال میں یہ ایسی ناعاقبت اندیشی تھی جس کے لئے سٹیپلٹن کو بارہا پشیمانی ہوئی ہوگی۔ واقعی ایک زمانہ میں اس نے شمال کے کسی شہر میں سکول کھول رکھا تھا اور چونکہ تعلیم کا حلقہ محدود ہے۔ اس لئے جو شخص اس صیغہ سے تعلق رکھ چکا ہو۔ اس کا حال آسانی سے جانا جا سکتا ہے۔ تھوڑی تحقیقات سے معلوم ہو گیا۔ کہ وہ مدرسہ جو اس کے زیر اہتمام چلتا تھا۔ بڑے رنجدہ حالات میں برباد ہوا۔ اور وہ جو اس کا مہتمم تھا۔۔ یہی تمہارا سٹیپلٹن جو اس وقت کچھ اور نام رکھتا تھا اپنی بی بی سمیت غائب ہو گیا۔ دونوں صورتوں میں حلیے مشابہ تھے۔ اور جب معلوم ہوا کہ عدم پتہ معلم طبعیات کا شائق تھا تو سارا شک وشبہ زائل ہو گیا۔"

ابہام کی ظلمت دور ہوتی جا رہی تھی۔ مگر ابھی تک کئی باتیں اندھیرے میں چھپی ہوئی تھیں۔

"اگر یہ عورت واقعی سٹیپلٹن کی بی بی ہے تو مسز لارا لائینز کا اس سے کیا واسطہ؟" میں نے دریافت کیا۔

"یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر تمہاری اپنی تحقیقات روشنی ڈال چکی ہے۔ در حقیقت مسز لائینز سے تمہاری ملاقات نے اکثر باتیں واضح کر دی ہیں۔ مثلاً مجھکو معلوم نہ تھا۔ کہ وہ اپنے شوہر سے طلاق لینے کا ارادہ رکھتی تھی۔ میرے خیال میں اس عورت نے یہ سمجھ کر کہ سٹیپلٹن ابھی تک کنوارا ہے۔ طلاق کے بعد اس سے دوسری شادی کرنے کا ارادہ کر

لیا تھا۔"

"گویا اب جو اس کو حقیقت حال معلوم ہو گی . . ."

"تو ہم اس سے اپنی منشا کے مطابق کام لے سکیں گے۔ ارادہ یہ ہے کہ کل ہم دونوں اس سے ملنے جائیں . . . مگر واٹسن کیا میری وہ نصیحت یاد نہیں کہ سرہنری سے کبھی ایک لحظہ کے لئے جدا نہ ہونا۔ تمہیں ہال سے آئے کتنی دیر ہو گئی۔ سرہنری کو اتنا عرصہ تنہا نہ چھوڑنا چاہیے تھا۔"

شفق کی آخری سرخی غائب ہو چکی تھی۔ اور کچھار کے کھوروں اور کھنڈروں پہ سواد شب کا تسلط تھا۔ بنفشی آسمان پر چند تارے جھلملا رہے تھے۔

میں رخصت ہونے کے لئے اٹھا پھر رک گیا۔ "ایک آخری سوال اور ہے" میں نے ہومز سے کہا۔ "ہمارے درمیان کسی بات کا پردہ نہیں۔ اس لئے اتنا اور بتا دو کہ اس کارروائی کا مطلب کیا ہے؟ یہ شخص سٹیپلٹن آخر کیا چاہتا ہے؟"

"خون! اس طرح کا ارادی اور قصدی خون جو پردہ تہذیب میں چھپا ہوا ہو نہایت خوفناک ہے۔" ہومز نے آواز دبا کر جواب دیا۔ "بس واٹسن سردست اس سے زیادہ بیان کرنے کا موقعہ نہیں۔ اس لئے تفصیلات جاننے کی کوشش نہ کرو۔ مگر اتنا یاد رکھو کہ جس طرح وہ سرہنری کو اپنے جال میں پھنسا رہا ہے۔ اسی طرح میں اسکو دام تدبیر میں کسے جاتا ہوں۔ اور یقین ہے بہت جلد اس کو تمہاری مدد سے زیر کر لوں گا۔ خطرہ صرف ایک ہے۔ وہ یہ کہ خود وار کرنے سے پہلے اس کے وار کا انتظار کرنا لازم ہے۔ ایک زیادہ سے زیادہ دو دن کے عرصہ میں میری تفتیش مکمل ہو جائے گی۔ مگر دیکھو اس عرصہ قلیل میں سرہنری کی نگہداشت سے ذرا غافل نہ ہونا۔ اس کی حفاظت اسی احتیاط کے ساتھ کرنا جس سے ماں اپنے بیمار بچہ کی کیا کرتی ہے۔ تمہاری آج کی مہم کامیاب ہوئی۔ اور اس کے لئے میں تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اس کے باوجود دل کی پوچھو تو باسکرولی

کو تنہا چھوڑ کر تمہیں یہاں بھی نہ آنا چاہیئے تھا... آہ۔ یہ کیا!

ایک خوفناک روح فرسا آواز دہشت اور اذیت کی لمبی جا نگداز چیخ ویرانہ کی خموشی کو چیرتی ہوئی ہمارے کانوں میں پہنچی اور اس کو سنتے ہی میرا خون رگوں کے اندر منجمد ہو گیا۔

"اُف۔ میرے خدا!" منہ سے بے اختیار نکلا۔ "یہ کیا آواز تھی؟ اس کا کیا مطلب ہے؟"

ہومز اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اندھیری جھونپڑی کے تنگ دروازہ میں اس کا سیاہ درزشی جسم اس انداز سے جم گیا۔ کہ شانے جھکے ہوئے سر آگے کی طرف نکلا ہوا اور آنکھیں رات کے اندھیرے کو برماتی ہوئی دیکھ رہی تھیں۔

"چپ!" اس نے دبی آواز سے کہا۔ "خاموش!"

رات کے سناٹے میں وہ ہولناک چیخ بڑے زور کے ساتھ گونجتی سنائی دی تھی لیکن معلوم ہوا وہ اس ویرانہ کے کسی دور افتادہ مقام سے آئی ہے۔ اتنے میں وہ پھر سنائی دی۔ اور اب کی مرتبہ پہلے سے قریب تر اور زیادہ پرزور تھی۔

"خدا جانے کہاں سے آواز آتی ہے۔" ہومز نے اسی طرح دبے ہوئے لہجہ میں کہا مگر اس کی بھرائی ہوئی آواز سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس جاں گسل چیخ کو سن کر اس فولادی طبیعت کے آدمی کا دل بھی دہل گیا ہے۔ "واٹسن کیا تم اندازہ کر سکتے ہو؟"

"شاید اس طرف سے" میں نے اندھیرے میں انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں اس طرف سے۔"

تیسری بار پھر وہی جگر خراش چیخ پہلے سے بہت اونچی اور قریب سکوت شب کو قطع کرتی ہوئی ہمارے کانوں میں پہنچی۔ مگر اب اس کے ساتھ ملی ہوئی ایک اور آواز تھی۔ گہری دبی ہوئی اور آہنگ رکھنے والی مگر اس کے ساتھ بے حد خوفناک امواج بحر کی حرکات مدوجزر کے مانند یہ آواز کبھی تیز کبھی ہلکی ہو جاتی تھی۔

"اُف! یہ آواز کتے کی معلوم ہوتی ہے!" ہومز نے گھبرا کر کہا۔ "واٹسن جلدی کرو۔ میرے خدا اگر ہمیں دیر ہو گئی . . ."

اس نے بے تحاشہ ویرانہ کی طرف دوڑنا شروع کیا۔ اور میں بھی اس کے پیچھے اندھا دھند بھاگنے لگا ہمارے سامنے ناہموار زمین کے کسی اندھیرے مقام سے ایک آخری مایوسانہ چیخ سنائی دی۔ پھر ایسا معلوم ہوا گویا کوئی بھاری چیز فرش زمین پر گری ہے۔ اس آواز کو سن کر ہم ٹھہر گئے۔ اور سننے لگے۔ مگر اب ہر طرف سناٹا تھا۔ جنگل کے سکوت عظیم کو توڑنے والی کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

ہومز نے ایک ہاتھ پیشانی پر رکھا۔ اور شدت اضطراب سے دو تین بار اپنا پیر زمین پر مارا اس کے بعد دیوانوں کی طرح سر ہلا کر کہنے لگا۔

"افسوس! افسوس! دشمن بازی لے گیا۔ ہم بعد از وقت پہنچے۔"

"نہیں . . . ایسا نہیں ہو سکتا" میں نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"واٹسن۔ میں کتنا بے وقوف تھا۔ کہ دم آخر کے انتظار میں رکا رہا . . . اور تم بھی دیکھ لو میری نصیحت پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ کیا نکلا . . . لیکن اگر میرے بدترین اندیشے صحیح ثابت ہوئے تو خدا جانتا ہے۔ میں اس کا عبرتناک انتقام لئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔"

ناہموار پتھروں سے ٹھوکریں کھاتے ہم آگے ہی آگے چلے جاتے تھے۔ کانٹے دار جھاڑیوں سے گذرتے پہاڑوں پر چڑھتے اور ڈھلوانوں پر اُترتے اس سمت میں جا رہے تھے۔ جدھر سے تین بار وہ خوفناک آواز سنائی دی تھی۔ ہر ایک بلندی پر پہنچ کر ہومز مشتاق نظروں سے چاروں طرف دیکھتا۔ مگر کھار میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا اور اس کی ویران سطح پر کوئی چیز متحرک نظر نہ آتی تھی

"کچھ دیکھا؟"

"نہیں"

"آہ۔ یہ کیا آواز تھی!"

ایک دردناک مدھم کراہٹ وداع روح کی صدا سے جگردوز سے مشابہ ہمارے کانوں میں پہنچی۔ معلوم ہوا بائیں جانب کسی مقام سے آئی ہے۔ ادھر کچھ نشیب چٹانیں تھیں۔ جن کے سایہ میں بے شمار پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ اور ان پتھروں کی ناہموار سطح پر ایک سیاہ بے ڈول چیز تاریکی شب سے زیادہ تاریک نظر آتی تھی۔ چٹان کی بلندی پر کھڑے ہو کر غور سے دیکھا۔ تو دھندلی صورت واضح ہو گئی۔ ایک آدمی اوندھے منہ فرش زمین پر گرا ہوا تھا۔ سر اندر کو مڑا ہوا کندھے جھکے ہوئے اور بدن اس حالت میں گویا قلابازی لگانا چاہتا ہے۔ مجموعی طور پر اس کی حالت اتنی مضحکہ خیز تھی۔ کہ یقین نہ ہوتا تھا وہ آخری کراہٹ جو ہمارے کانوں میں پہنچی۔ روح کے بدن سے پرواز کرنے کی آواز تھی۔ مگر اب وہ جسم تو دہ خاک کی طرح بے حرکت تھا۔ کوئی آواز۔ حرکت یا سرسراہٹ ظاہر نہ ہوتی تھی۔ ہومز نے جھک کر اس پر ہاتھ رکھا۔ مگر فوراً ہٹا لیا۔ اس کے ساتھ ہی منہ سے خوف کی آواز نکلی۔ میرے کہنے پر اس نے دیاسلائی روشن کی۔ تو دیکھا۔ اسکی انگلیاں خون سے آلودہ تھیں۔ اور زمین کے اس مقام پر جہاں بدنصیب مرنیوالے کا سر تھا خون کا چھوٹا سا چشمہ ظاہر کرتا تھا۔ کہ کھوپڑی ٹوٹ گئی ہے دیاسلائی کے اس عارضی زرد شعلہ میں ایک بات اور بھی نظر آئی جس سے ہمارے دل سینوں کے اندر بیٹھ گئے۔۔۔ یہ لاش ہمارے غم نصیب دوست سرہنری باسکرول کی تھی! آہ! یہ ناممکن تھا کہ ہم اس سرخی مائل ٹویڈ سوٹ کو بھول جاتے۔ جو سرہنری نے اس یادگار صبح کو پہنا ہوا تھا۔ جب وہ بار اول بیکر سٹریٹ میں ہم سے ملنے کے لئے آئے جھلملاتی ہوئی روشنی میں ہم نے اس سوٹ کو ایک نظر دیکھا۔ اس کے بعد دیاسلائی بجھ گئی۔ اور اس کے ساتھ ہماری امیدوں کا چراغ بھی گل ہو گیا۔ ہومز کے منہ سے بے اختیار کراہنے کی آواز نکلی اندھیری رات میں اس کا چہرہ سنگ مرمر کی طرح سپید نظر آتا تھا۔

"او وحشی! وحشی!" میں نے زور سے ہاتھوں کی مٹھیاں کستے ہوئے مجرم کو غائبانہ مخاطب کرکے کہا "ہومز میں عمر بھر اپنی یہ خطا نہ بھولوں گا کہ جوش حماقت سے اس کو تنہا

چھوڑ کر چلا آیا۔"

"واٹسن تم سے زیادہ قصور وار میں ہوں جس نے تفتیش کی تکمیل میں اندھا ہو کر موکل کی جان کی پروا نہ کی۔ واللہ یہ میری زندگی کی سب سے شرمناک ناکامی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی۔۔ میں کیونکر جانتا۔۔ میں کیونکر جان سکتا تھا کہ وہ میری بار بار کی نصیحت کو نظر انداز کر کے رات کے اندھیرے میں تنہا اس ویرانہ میں قدم رکھنے کی جرأت کرے گا۔"

اور وہ چیخیں۔۔۔ اُف میرے خدا کیسی دردناک چیخیں! افسوس ان کانوں نے سرہنری کو مدد کے لئے پکارتے ہوئے سنا۔ اور ہم کچھ نہ کر سکے۔ خدا جانے وہ ناپاک کتا کہاں ہے جو میرے دوست کی ہلاکت کا باعث ہوا۔ کہیں ان پہاڑیوں کے آس پاس پھر رہا ہوگا۔ کاش مل جائے۔ اور سٹیپلٹن۔۔۔ ہاں سٹیپلٹن کہاں ہے؟ بخدا اسے اپنے جرموں کا بہت جلد جواب دینا پڑے گا۔"

"انصاف کی قسم، میں اس کو انتقام لئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ کیا غضب ہے۔ کہ چچا اور بھتیجا یکے بعد دیگرے قتل کئے گئے۔ ایک محض اس کتے کو دیکھ کر شدت خوف سے مر گیا جسے وہ فوق الفطرت خیال کرتا تھا۔ اور دوسرا اس سے بچنے کی کوشش میں ہلاک ہوا۔ مگر واٹسن سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ سٹیپلٹن اور اس کتے کا تعلق باہمی ثابت کیا جائے۔ ان آوازوں سے قطع نظر جو ہم نے سنی تھیں سردست ہم اس کتے کی موجودگی پر حلفیہ بیان بھی تو نہیں دے سکتے۔ کیونکہ ہم نے اسے دیکھا تک نہیں۔ اور بظاہر سرہنری کی موت بھی پہاڑ سے گر کر واقع ہوئی ہے۔۔۔ مگر کچھ ہو جائے۔ دشمن کتنا بھی عیار ہو۔ میں چوبیس گھنٹے کے اندر اندر سارے ثبوت فراہم کر کے اسے گرفتار کر لوں تو سہی۔"

ہم اس بگڑی ہوئی لاش کے سرہانے تھوڑی اونچائی پر دل شکستہ اور مضمحل کھڑے تھے۔ اس خوفناک سانحہ نے جو بوجھ ہمارے دلوں پر ڈال دیا۔ وہ کیا عمر بھر ہلکا ہو سکتا

تھا؟ کسے خبر تھی کہ اس لمبی [illegible] شخص اور اس عزت شاتہ کا خاتمہ ایسے دردناک طریقہ پر ہوگا۔

چاند نکل آیا تھا۔ اس چوٹی پر کھڑے ہو کر جس سے گر کر ہمارا بدنصیب دوست عالم شباب میں ہلاک ہوا۔ ہم نے کچھار کے ویرانہ پر چاروں طرف نظر ڈالی۔ کچھ حصہ میں چاندنی پھیلی ہوئی۔ مگر باقی اب بھی سنسان اندھیرے میں چھپا ہوا تھا۔ بہت دور موضع گرمپن کی سمت میں ایک مستقل زرد روشنی نظر آتی تھی۔ جو شاید سٹیپلٹن کے مکان میں کسی لیمپ کی ہوگی۔ میرے منہ سے کلمہ جوش نکلا۔ اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے فرط غضب سے بند مٹھی ہلا کر میں نے کہا۔

"ظالم۔ بے رحم۔ کیوں نہ ابھی تجھ کو گرفتار کر لیا جائے۔"

"واٹسن صبر کرو۔ صبر کرو۔" ہومز نے کہا۔ "ابھی ہماری تحقیقات نامکمل ہے ایسے عیار و خطرناک دشمن کا ہم گرفتاری کے بعد بھی جب تک ثبوت مہیا نہ ہو جائے کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ عدالت ہمیشہ ثبوت چاہتی ہے۔ معلومات کو وقعت نہیں دیتی یاد رکھو اگر ہم سے ذرا غلطی ہوگئی۔ تو وہ اب بھی بچ کر نکل جائے گا۔"

"پھر کیا کرنا چاہیئے؟"

"اب جو کچھ کرنا ہے۔ کل ہی کیا جائیگا۔ آج رات اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بدنصیب دوست کے دفن و کفن کا انتظام کریں۔"

عمودی ڈھلوان سے اتر کر ہم اس لاش کے پاس پہنچے۔ جو چاند کی روشنی میں پتھروں پر سیاہ اور بے حرکت پڑی تھی۔ اس گردن کو جو ہمیشہ غرور و نخوت سے سیدھی رہا کرتی تھی خمیدہ اور خاک آلود دیکھ کر میرے دل میں زور کی ٹیس اٹھی۔ اور آنکھیں اشک آلود ہوگئیں۔

"کسی کو مدد کے لئے بلانا چاہیئے۔" میں نے بھرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔ "ہم دو

آدمی اسے اٹھا کر ہال تک نہ لے جا سکیں گے... ہیں! ہیں! آپ پاگل ہو گئے؟

ہومز نے ایک بار جھک کر لاش کو بغور دیکھا۔ اس کے بعد اس کے منہ سے مسرت کی چیخ نکلی۔ اور اس نے دیوانوں کی طرح ہنسنا اور ناچنا شروع کر دیا۔ کبھی میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دباتا۔ کبھی زور زور سے قہقہہ لگانے لگتا۔ میں حیران و ششدر اس کے منہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کیا یہی میرا ضابطہ و فہمیدہ دوست شریک ہومز ہے؟ میں نے آج تک اس کی یہ طفلانہ حرکات نہ دیکھی تھیں۔

"داڑھی ہے! داڑھی ہے!" وہ دیوانوں کی طرح ناچتا ہوا کہہ رہا تھا "دیکھتے نہیں ہو داڑھی ہے؟"

"داڑھی ہے!" میں نے حیران و ششدر ہو کر پوچھا "کس کی داڑھی ہے؟"

"واٹسن کیا ابھی تک نہیں دیکھا۔ کہ یہ لاش بیرونٹ کی نہیں۔ میرے مفرور ہمسایہ سلڈن کی ہے!"

اضطراب آمیز عجلت سے ہم نے اس لاش کو جو بدستور اوندھے منہ پڑی ہوئی تھی، سیدھا کیا تو نکھری ہوئی سرد چاندنی میں اس کی خون آلود داڑھی صاف نظر آتی تھی۔ بس ایک بار دیکھنا کافی تھا۔ یہ تنگ پیشانی یہ اندر گھسی ہوئی چھوٹی آنکھیں۔ یہ مکر آلود خوفناک چہرہ اسی بدنصیب کا تھا جسے ہم نے تعاقب کی رات کو چٹان کے سایہ میں کھڑے ہو کر ایک نظر دیکھا تھا... پرنس ٹون کے مفرور قیدی سلڈن کا چہرہ جسے ایک بار دیکھنے کے بعد فراموش نہ کیا جا سکتا تھا۔

ایک لمحہ کے عرصہ میں سب حال واضح ہو گیا۔ یاد آیا کہ بیرونٹ نے ایک دن مجھ سے کہا تھا۔ میں نے اپنے تمام پرانے کپڑے باری مور کو دے دیے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ باری مور نے وہ چیزیں اس خیال سے سلڈن کو دے دیں کہ اسے فرار میں آسانی ہو۔ کوٹ قمیص۔ ٹوپی ہر چیز سر ہنری کی تھی۔ سانحہ اب بھی دردناک تھا۔ مگر کہاں وہ بات

کہاں یہ اور سچ پوچھئے تو یہ آدمی موت کا موجب ہی تھا۔ وہ قانوناً اور انصافاً قابلِ مرگ قرار پا چکا تھا۔ اور گو بوجوہ دنیا کے انصاف سے بچ گیا۔ تاہم قدرت کے اٹل قانون سے محفوظ نہ رہ سکا۔ آن واحد میں میرا رنج و غم مسرت و شکر گذاری میں بدل گیا۔ اور مختصر لفظوں میں میں نے کپڑوں کا سارا واقعہ ہومز سے بیان کیا۔

سارا حال سن کر وہ کہنے لگا "بس معلوم ہو گیا یہ کپڑے ہی اس بدنصیب کی ہلاکت کا موجب ثابت ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے سر ہنری کی کوئی چیز.. . غالباً وہ بوٹ جو لندن کے ہوٹل میں گم ہوا تھا۔ کتے کو دکھا دیا گیا۔ اور اس کی بو پر کتے نے اس غریب کا تعاقب کیا۔ مگر ایک بات اب بھی میری سمجھ میں نہیں آئی یعنی اندھیرے میں سلڈن کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ کتا اس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔"

"شاید آواز سن کر"

"اس عریض ویرانہ میں کتے کے بھونکنے کی آواز ایک ایسے سنگدل مجرم کو جیسا یہ شخص تھا۔ اتنا خوف زدہ نہیں کر سکتی۔ کہ وہ اس طرح کی دردناک چیخیں مارتا ہوا اندھا دھند دوڑتا۔ حالانکہ ایسا کرنے سے گرفتار ہونے کا خوف تھا۔ میرا اندازہ یہ کہتا ہے اس نے کتے کے تعاقب سے خبردار ہونے کے بعد دیر تک دوڑ دھوپ جاری رکھی دیکھنا یہ ہے کہ اُسے کتے کا علم کیسے ہوا؟"

"اس سے بھی گہرا راز میرے نزدیک یہ ہے کہ بالفرض ہمارے قیاسات صحیح ہوں تو ہالئے یہ کتا... ؟"

"میں کسی طرح کے قیاسات کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیتا"

"تاہم یہ ایک عجیب بات ہے کہ وہ کتا آج رات کیوں کھلا پھر رہا تھا۔ میرے خیال میں وہ ہر روز اس طرح کھلا نہیں رہتا۔ سٹیپلٹن ہرگز اس کو نہ کھولتا۔ اگر اسے اس بات کا یقین نہ ہوتا۔ کہ سر ہنری کسی غرض سے ویرانہ میں گئے ہوں گے۔"

"مگر یہ راز اس راز سے بہت آسان ہے۔ تمہارے سوال کا جواب عنقریب مل جائیگا مگر میرا خدا معلوم حل ہو یا نہ ہو۔ خیر اب سردست یہ سوچنا چاہیے۔ کہ اس بدنصیب لاش کا کیا کیا جائے؟ یہاں ویرانہ میں اس کو چیل کوؤں کا شکار ہونے کے لئے چھوڑنا بے رحمی ہے۔"

"بہتر ہو اس کو اٹھا کر کسی ٹوٹی ہوئی جھونپڑی میں ڈال دیں۔ اور صبح پولیس کو خبر دیں"

"معقول تجویز ہے۔ غالباً ہم دونوں اسے اٹھا کر تھوڑی دور لے جاسکیں گے ... مگر واٹسن دیکھنا تو کون آرہا ہے؟ اگر میری نگاہ غلطی نہیں کرتی۔ تو وہی ہے۔ ضرور وہی ہے! اس کی دیدہ دلیری دیکھنا کس اطمینان سے چلا آتا ہے ... پر سنو۔ کسی اشارہ یا کنایہ سے ہرگز شک کا اظہار نہ کرنا۔ نہیں تو سب تجویزیں خاک میں مل جائیں گی۔"

کچھ فاصلہ پر ایک آدمی ہماری طرف آرہا تھا۔ اندھیرے میں جلتے ہوئے سگار کی سرخی جگنو کی طرح چمکتی تھی۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے روشنی میں آگیا۔ تو معلوم ہوا سٹیپلٹن ماہر طبعیات ہے۔ وہ ہمیں دیکھ کر پہلے ٹھٹکا مگر فوراً کچھ سوچ کر ہماری طرف چلنے لگا۔

"ڈاکٹر واٹسن! کیا آپ ہیں؟ مجھے ہرگز امید نہ تھی کہ اتنی رات گئے آپ اس ویرانہ کی سیر کر رہے ہوں گے۔ مگر ایں! یہ کیا؟ شاید کسی آدمی کو چوٹ آئی ہے؟ ارے پر کہیں یہ ہمارا دوست سر ہنری تو نہیں ہے؟"

وہ تیز چلتا میرے پاس سے گذر کر لاش کے قریب پہنچا۔ اور جھک کر دیکھنے لگا سلڈن کو دیکھ کر اس کے منہ سے ایک گہری آہ نکلی اور جلتا ہوا سگار بے اختیار نیچے گر پڑا

"کون؟ ... کون!" اس نے لڑکھڑاتے ہوئے کہا۔

"سلڈن ... وہ قیدی جو پرنس ٹون کے جیلخانہ سے بھاگا ہوا تھا۔"

سٹیپلٹن کا چہرہ لاش کی طرح زرد ہوگیا۔ وہ اس وقت یاس وحیرت کی تصویر نظر آتا تھا۔ مگر اس نے غیر معمولی کوشش سے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اور باری باری میرے اور ہومز کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"کتنا دردناک سانحہ!" آخماس کے منہ سے نکلا۔ "مگر اس کی موت کیسے واقع ہوئی؟"

"شاید اس چٹان سے گر کر مر گیا۔ میں اور میرا دوست ویرانہ میں سیر کر رہے تھے۔ کہ ایک لمبی چیخ سنائی دی۔۔۔"

"چیخ میں نے بھی سنی تھی۔ اور اسی کی آواز پر ادھر آیا تھا۔ اس کے علاوہ میرا دل سرہنری کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔۔۔"

"کیوں؟ سرہنری کے لئے کیوں؟"

"میں نے ایک کام کے لئے ان کو بلایا تھا۔ وہ دیر تک نہ آئے۔ تو حیرت ہوئی۔ پھر اس چیخ کی آواز سے اندیشہ بھی پیدا ہوا۔ مگر ہاں۔" اس نے باری باری ہم دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "آپ لوگوں نے چیخوں کے سوا کوئی اور آواز بھی سنی تھی؟"

"نہیں" ہومز نے جواب دیا۔ "آپ نے؟"

"نہیں"

"پھر اس کا خیال کیوں آیا؟"

"اس ویرانہ کے لوگوں میں ایک خوفناک آتشی کتے کے بارہ میں جو کبھی کبھی پھرتا ہوا نظر آتا ہے عجیب طرح کی افواہیں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ کہتے ہیں رات کے سناٹے میں اکثر اس کی آواز کسی نامعلوم مقام سے سنائی دیتی ہے میرے سوال کا مطلب صرف یہ تھا۔ کہ آج رات آپ لوگوں نے کوئی اس طرح کی آواز تو نہیں سنی؟"

"نہیں۔ بالکل نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"اور اس بدنصیب کی موت کے بارہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟"

"میرے خیال میں تو وہ بہت دن اس ویرانہ میں چھپے رہنے کے بعد فکر و احتیاج سے دیوانہ ہو گیا۔ اور اس حالت میں دوڑا ہوا جا رہا تھا۔ کہ اس چٹان سے گر کر گردن ٹوٹ گئی۔"

تبس ہی بات ہوگی۔" سٹیپلٹن نے لمبی گہری سانس لے کر کہا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا میرے بیان سے اس کی پریشانی بڑی حد تک دور ہو گئی ہے۔ "مسٹر شرلک ہومز آپ کی کیا رائے ہے؟"

میرے دوست نے جھک کر تکلفانہ سلام کیا اور ہنس کر کہا۔

"آپ میں لوگوں کو پہچاننے کا مادہ خوب ہے۔"

"دراصل جب سے ڈاکٹر واٹسن یہاں آئے۔ ہم سب آپ کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے تھے۔" سٹیپلٹن نے کہا۔ "یہاں آکر ایک سانحہ آپ نے بھی دیکھ لیا۔"

"جس کا مجھے سخت رنج ہے۔ بے شک اس غریب کی وجہ مرگ وہی ہوگی جو ڈاکٹر واٹسن نے بیان کی ہے۔ مگر اس سانحہ کی رنجیدہ یاد ہمیشہ میرے دل میں تازہ رہیگی۔ میں کل لندن جا رہا ہوں۔۔۔"

"کیا اتنا جلد؟"

"بعض ضروری مصروفیتیں مجبور کرتی ہیں۔"

"ہمارا خیال تھا آپ کی آمد سے ان پر اسرار باتوں پر جو عرصہ دراز سے ہم لوگوں کو پریشان کر رہی تھیں کچھ روشنی پڑ سکے گی۔ سنا تھا آپ کو فن سراغرسانی میں ید طولےٰ حاصل ہے۔"

"آپ کی عنایت ہے کہ ایسا خیال کرتے ہیں۔" ہومز نے شانوں کو حرکت دے کر کہا۔ "مگر جیسا آپ سمجھ سکتے ہیں۔ آدمی ہر کوشش میں لازماً کامیاب نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ تحقیقات کے لئے روایتوں یا افواہوں کی نہیں واقعات کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں تک میں دیکھ سکتا ہوں موجودہ معاملہ میں کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی جس کی بنا پر عمل کیا جا سکے۔"

یہ الفاظ اس نے ایسے لہجہ میں کہے تھے۔ کہ اس کے بیان پر شک وشبہ کی گنجائش

نہ تھی پھر بھی سٹیپلٹن دیر تک اس کی طرف گھورتا رہا۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

" بہتر ہوتا ہم تین آدمی مل کر اس لاش کو میرے مکان پر لے چلتے۔ گو اس کے ساتھ یہ بھی اندیشہ ہے ...... اسے دیکھ کر ضرور ڈر جائے گی۔ آخری صورت یہ ہے۔ کہ لاش کا منہ کسی چیز سے ڈھک دیا جائے کہ صبح تک محفوظ رہے۔"

اسی طرح کیا گیا۔ اور گو سٹیپلٹن نے بہت زور دیا۔ کہ آپ لوگ تھوڑی دیر کو غریب خانہ پر چلیں۔ مگر ہم نے نرمی و استقلال کے ساتھ اس کی دعوت نامنظور کی۔ اس کے بعد ہم دونو باسکرولی ہال کی طرف چلے۔ اور وہ اکیلا اپنے مکان کو ہولیا۔ تھوڑی دور جاکر ہم نے پیچھے کی طرف دیکھا۔ تو وہ بڑے اطمینان سے چلا میری پٹ ہوس کی طرف جا رہا تھا۔ نکھری ہوئی چاندنی میں اس کے اور ہمارے درمیان پہاڑی کی روپہلی ڈھال پر ایک داغ سیاہ نظر آتا تھا۔ یہ اس بدنصیب کی لاش تھی۔ جس کی موت ایسے بھیانک حالات میں واقع ہوئی۔

" لو صاحب مقابلہ شروع ہو گیا" ہومز نے تھوڑی دور جاکر مجھ سے کہا" مگر تم نے اس کا مادہ برداشت دیکھا۔ یہ جاننے کے بعد کہ سازش قتل کا انجام خراب ہوا۔ اور جس کو وہ ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اس کی بجا ایک اور آدمی مارا گیا۔ اس کی روح کو کتنا بڑا صدمہ ہوا ہوگا۔ مگر کس بلا کا استقلال ہے۔ کہ ایسی حالت میں بھی ضبط کر گیا۔ واٹسن میں نے لنڈن میں بھی تم سے کہا تھا۔ اور اب پھر کہتا ہوں کہ اب کی بار ایسے دشمن سے واسطہ پڑا ہے۔ جس کا مقابلہ کر کے لطف آتا ہے۔"

" ریخ اس بات کا ہے کہ اس نے تمہیں دیکھ لیا!"

" ریخ مجھ کو بھی ہوا تھا۔ پر کیا کیا جائے دبے اختیاری ہے۔"

" تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ جاننے کے بعد کہ تم موقعہ واردات پر پہنچ گئے ہو۔ وہ اپنی چال میں کوئی ترمیم یا تبدیلی کریگا؟"

" دو میں سے ایک بات ضرور ہوگی۔ یا وہ میری موجودگی سے زیادہ محتاط ہو جائیگا

یا فوراً کوئی شدید کارروائی عمل میں لانے پر آمادہ ہوگا۔ جیسا بارہا مجرموں کی حالت میں دیکھا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہم سے زیادہ ہوشیار خیال کرے۔ اور سمجھ لے کہ ہم کو دھوکا دینے میں کامیاب ہوا ہے۔"

"مگر کیوں نہیں اس کو فوراً گرفتار کر لیتے؟" میں نے بر انگیختہ ہو کر کہا۔

"واٹسن واٹسن" ہومز نے میری طرف سنجیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا "تمہیں قدرت نے سپاہی بنایا ہوتا۔ جلد بازی تمہاری طبیعت کا جوہر ہے۔ اور تم ہر کام کو فوراً کرنے کے لئے بے تاب ہو جاتے ہو۔ فرض کرو۔ میں تمہارے کہنے پر عمل کر کے اسے آج ہی رات گرفتار کرا دوں۔ پھر اس سے فائدہ؟ کوئی بات ایسی ہے۔ جو اس کے خلاف ثابت ہو سکے؟ تم اس کی عیاری کو نہیں دیکھتے۔ کہ اپنی سازش میں دوسرے آدمی کو نہیں ایک بے زبان حیوان کو شریک کیا ہے۔ اگر اس کا ساتھی کوئی مرد ہوتا۔ تو شاید ہم اس کے خلاف کوئی شہادت پیش کر سکتے۔ مگر اس کتے کو جسے ہم نے اب تک دیکھا بھی نہیں۔ حاضر عدالت کر بھی دیں تو کیا حاصل ہوگا؟ یقیناً ہم اس کے ذریعہ سے اس کے مالک کو سزا نہ دلا سکیں گے۔"

"مگر تم نے اس تحقیقات میں کچھ نہ کچھ شہادت تو جمع کی ہوگی۔"

"کچھ نہیں۔ اب تک ہمارے پاس قیاسات کے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر ہم اس طرح کی نامکمل شہادت اور ایسی عجیب داستان لے کر عدالت انصاف میں جائیں۔ تو ہر شخص ہماری ہنسی اڑانے کو تیار ہوگا۔"

"کیا سر چارلس کی موت کا واقعہ شہادت میں پیش نہیں کیا جا سکتا؟"

تیری سمجھ میں نہیں آتا۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ جب انہیں مردہ پایا گیا۔ تو نعش پر کسی طرح کا نشان نہ تھا۔ بے شک ہم جانتے ہیں کہ ان کی موت شدت خوف سے واقع ہوئی تھی۔ اور ہمیں اس خوف کا اصلی سبب بھی معلوم ہے۔ مگر سوال یہ ہے

ارکینِ جیوری کا اطمینان کیسے ہو؟ شہادت صاف کہتی ہے۔ کہ لاش پر کتے کے دانتوں کے نشان نہ تھے۔ یہ صحیح ہے کہ شکاری کتا بے جان لاش کو نہیں کاٹتا۔ اور سر چارلس کتے کی آمد سے پہلے ہی سہم کر مر گئے تھے۔ مگر یہ باتیں ثبوت چاہتی ہیں۔ اور وہ ہے نہیں۔"

"کیا آج رات کا سانحہ بھی کچھ مدد نہ دے گا؟"

"کچھ نہیں۔ سلڈن کی موت اور کتے کی ہستی کا تعلق کہاں ہے؟ وہ کتا موقعہ واردات پر تھا بھی تو نہیں۔ ہم نے فقط اس کی آواز سنی تھی۔ اس لئے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ اس کے علاوہ ہر ایک جرم کا کچھ نہ کچھ مقصد ضرور ہوتا ہے۔ بتاؤ یہاں کیا مقصد تھا؟ نہیں میرے عزیز دوست سر ہنری تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ہماری تحقیقات نامکمل ہے۔ اور اس کی تکمیل کے لئے ہر طرح کے خطروں کے مقابلہ پر تیار رہنا چاہیئے۔"

"آخر یہ تکمیل کیونکر ہو؟"

"میرا خیال ہے جب سارا حال مسز لارا لائنز کے روبرو بیان کیا گیا۔ تو وہ بہت کچھ مدد دے گی۔ یہ بھی نہ ہو تو میں نے ایک اور تجویز سوچی ہے۔ مگر یہ باتیں کل طے ہوں گی بہر حال وہ وقت دور نہیں جب دشمن میرے رحم پر ہو گا۔"

میں نے رستہ میں کئی اور سوال پوچھے۔ مگر اس کے بعد اس نے کسی بات کا جواب نہ دیا اور باسکرویل ہال تک باقی رستہ خاموشی میں طے ہوا۔

"اب کیا ہال میں قیام کرنے کا ارادہ ہے؟" میں نے دروازہ پر پہنچکر پوچھا۔

"ایک بار دشمن سے دو چار ہونے کے بعد چھپنا بے کار ہے۔" اس نے جواب دیا "پھر دیکھو واٹسن سر ہنری سے کتے کا ذکر بالکل نہ کرنا۔ سلڈن کی موت پر بھی جو کچھ سٹیپلٹن نے کہا تھا۔ اسی کو صحیح سمجھنا۔ اس سے یہ فایدہ ہوگا۔ کہ ہمارا دوست اس آزمائش میں جو کل پیش آنیوالی ہے۔ مستقل مزاج اور ثابت قدم رہیگا۔ اگر میری یاد غلطی

نہیں کمی۔ تو سرہنری کی دعوت آل سٹیپلٹن کے مکان پر ہے؟

"اور ان کے ساتھ میری بھی"۔

"خیر تم کچھ بہانہ کردو تو اچھا ہے۔ کیونکہ ضرورت سرہنری کے تنہا جانے کی ہوگی۔۔۔ بہرحال یہ کام اب ختم سمجھو اور اب میرے خیال میں شام کے کھانے کے لئے تو بہت دیر ہوگئی تھوڑا سا سپر کھا کر آرام کرنا چاہیئے"۔

باب ۱۴

دام ودانہ

سرہنری کو شرلک ہومز سے مل کر حیرت سے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ انہیں کئی دن سے اس کا انتظار تھا۔ چنانچہ ہم دونو کہا کرتے تھے کہ تازہ واقعات کا حال سنتے ہی وہ ضرور چلا آئے گا۔ پھر بھی اس کو موجودہ بے سروسامانی کی حالت میں دیکھ کر اور یہ معلوم کرکے کہ اس کے پاس سامان کی عدم موجودگی کے متعلق کوئی عذر بھی نہیں ہے انہوں نے حیرت سے بھویں اٹھائیں۔ خیر ہم دونو نے ملکر شرلک ہومز کی محدود ضرورتوں کو آسانی سے پورا کردیا جس کے بعد سپر نوش کرتے ہوئے ہم نے بیرونٹ سے واقعات جدید کا وہ حصہ بیان کیا۔ جو ہمارے خیال میں ضروری تھا۔ سلڈن کی موت کی خبر باری مور اور اس کی بی بی کے کانوں تک پہنچانے کا ناگوار فرض میرے سپرد ہوا۔ باری مور کو تو شاید اس خیال سے اطمینان ہوا ہو کہ روز کا فضیحتہ ختم ہوا۔ مگر اس کی بی بی دیرتک سسکیاں لے لے کر روتی رہی۔ یہ سچ ہے کہ سارا عالم سلڈن سے نفرت کرتا تھا۔ دنیا اسے شقی القلب اور بے رحم قاتل سمجھتی تھی۔ اس کے اپنے ہم جنس اسے آدھا حیوان آدھا شیطان خیال کرتے تھے۔ پر مسز باری مور کے لئے اب بھی وہ

گھنگھرالے بالوں کا وہی ننھا ہٹیلا بچہ تھا جسے وہ گود میں لے کر کھلایا کرتی تھی۔ دنیا میں وہ آدمی بڑا ہی بدنصیب ہے جس کی موت کا رنج کسی ایک عورت کو نہ ہو۔

"جب سے بھائی والٹن باہر گئے۔ میں گھر میں بیٹھا بیٹھا مکھیاں مارتا تھا۔" بیروٹ نے ہنس کر کہا۔ "مگر آپ لوگوں سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنا بھی ضروری تھا۔ بخدا اگر میں اس بات کی قسم نہ کھا چکا ہوتا۔ کہ بے اجازت اکیلا نہ جاؤنگا۔ تو شام کا وقت بڑے مزے میں بسر ہوتا۔ کیونکہ سٹیپلٹن نے اپنے مکان پر بلا بھیجا تھا۔۔۔"

"آپ کی شام تو اس مزے سے بسر ہوتی کہ یاد رکھتے۔" ہومز نے خشک لہجہ میں کہا۔ "مگر ہم سے آپ اب بھی اچھے رہے۔ ہماری شام جنگل میں آپ کا سوگ کرتے گذری۔"

سر ہنری نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ لیں اور کہا "وہ کیسے؟"

"سلڈن غریب نے آپ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس لئے بادی النظر میں آپ ہی کا دھوکا ہوا۔ اب بھی ڈر ہے کہ آپ کا نوکر جس نے یہ کپڑے سلڈن کو دیے تھے۔ ایک بھگوڑے مجرم کی مدد کے جرم میں قابل مواخذہ نہ سمجھا جائے۔"

"خیر اس کا بہت اندیشہ نہیں۔ کیونکہ ان کپڑوں پر جہاں تک مجھ کو معلوم ہے۔ کسی طرح کے نشانات نہ تھے۔"

"اسے باری مور کی بلکہ سچ پوچھئے تو گھر کے سب آدمیوں کی خوش نصیبی سمجھئے۔ کیونکہ اس معاملہ میں آپ لوگوں نے ابتدا سے آخر تک خلاف قانون عمل کیا ہے۔ مجھے تو ایک ایماندار سراغرساں کی حیثیت میں اپنا پہلا فرض یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب آدمیوں کو فوراً گرفتار کر لوں۔ والٹن کی بھیجی ہوئی رپورٹیں سب کی سب آپ کے خلاف ہیں۔"

"خیر اس کو تو چھوڑیئے۔" سر ہنری نے لاپروائی سے کہا۔ "اور اب یہ بتایئے آپ کی تحقیقات کس منزل میں ہے؟ کیا آپ نے اس معاملہ کے الجھے ہوئے رشتوں کو سلجھانے میں کچھ کامیابی حاصل کی؟ جہاں تک میرا اور والٹن کا تعلق ہے۔ ہمیں تو اس دن سے بہتر حالات

معلوم نہیں جس دن یہاں آئے تھے۔"

"اطمینان کیجیے میں بہت جلد آپ کی معلومات مکمل کردوں گا۔ کام بڑا مشکل اور پیچیدہ تھا مگر اب منزل مقصود نظر آرہی ہے۔ سوست کچھ باتیں حل طلب باقی ہیں۔ مگر خیال ہے۔ کہ عنقریب سب معاملہ روشن ہو جائے گا۔"

"واٹسن نے آپ سے کتے کی اس خوفناک آواز کا ذکر کیا ہوگا۔ جو ایک رات ہم نے ویرانہ میں چلتے ہوئے سنی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتے کی روایت محض وہم سے تعلق نہیں رکھتی۔ قیام امریکہ کے زمانہ میں میرا واسطہ اکثر کتوں سے پڑ چکا ہے۔ اس لیے میں ان کی آواز کو خواہ وہ کتنی بھی چھپی ہوئی ہو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اگر کسی طرح آپ اس کتے کو پکڑ کر اس کی گردن میں زنجیر ڈال دیں۔ تو بخدا میں آپ کو دنیا کا سب سے بڑا سراغرساں تسلیم کروں گا۔"

"میں ایسا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ میری مدد کریں۔"

"آپ جو حکم دیں گے میں اس پر عمل کرنے کو تیار رہوں۔"

"اچھا اس بات کا بھی وعدہ کیجیے۔ کہ میں جو حکم دوں آپ اس پر آنکھیں بند کر کے عمل کریں گے۔ اور کسی بات کی وجہ دریافت کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔"

"چلیے یہ بھی منظور ہے۔"

"اگر آپ نے اس طرح کیا تو یہ عقدہ بہت جلد حل ہو جائے گا۔ کچھ شک نہیں۔۔۔"

وہ کہتا کہتا رُک گیا۔ اور میرے سر کے اوپر سے ہوا میں کسی چیز کو گھور کر دیکھنے لگا لیمپ کی روشنی اس کے چہرہ پر پڑ رہی تھی۔ اور اس حالت میں وہ اتنا ساکن وصامت تھا گویا امید وانتظار کی ننگی تصویر ہے۔

"کیوں کیا تھا؟" ہم نے یکزبان ہو کر پوچھا۔

اس نے منہ پھیر کر دیکھا۔ تو معلوم ہوتا تھا اس کے سینہ میں غیر معمولی جوش

دیا ہوا ہے۔ خط وخال اب بھی پرسکون تھے۔ مگر آنکھوں میں ایک عجیب فاتحانہ چمک نظر آتی تھی
مَیں چونکہ تصویروں کا شائق ہوں۔ اس لئے انہیں دیکھ کر محو ہو گیا۔" اس نے ایک
ہاتھ سے دیوار پر لگی ہوئی تصویروں کی طرف اشارہ کیا۔ "والٹن مصوری میری معلومات کی اکثر
تحقیر کیا کرتا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں یہ محض اس کا حسد ہے۔ بخدا آج میں ان تصویروں کو
دیکھ کر خوش ہو گیا۔"

سر ہنری نے استفہامی نظروں سے اسکی طرف دیکھا پھر کہا: "مجھے یہ جان کر بہت خوشی
ہوئی کہ آپ ان تصویروں کو پسند کرتے ہیں۔ میں خود اس بارہ میں ہر قسم کی معلومات سے
عاری ہوں۔ مجھے تو تصویروں سے زیادہ گھوڑوں کی پہچان ہے۔ آج پہلی مرتبہ معلوم
ہوا کہ اپنی حد سے بڑی ہوئی مصروفیتوں میں آپ کو ان کاموں کے لئے بھی وقت مل جاتا ہے"
مَیں ناقد ہونے کا دعوے تو نہیں کرتا۔ پر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جہاں کوئی اچھی چیز
نظر آتی ہے۔ تو اس پر فریفتہ ہو جاتا ہوں چنانچہ وہ تصویر جس میں اس خاتون نے
نیلمیں ریشم کا لباس پہنا ہوا ہے۔ میرے خیال میں ضرور رنیابر کی بنی ہوئی ہے۔ اور وہ
جس میں ایک فربہ اندام مرد شریف مصنوعی بالوں کی ٹوپی لئے کھڑا ہے۔ غالباً رینالڈس
کی مصوری کا نمونہ ہے۔ یہ سب شاید اکابر خاندان کی تصویریں ہیں؟"

"جی ہاں"

"ان کے نام غالباً آپ کو معلوم ہوں گے؟"

"باریمور اکثر بتایا کرتا ہے۔ اور ان میں سے بعض یاد بھی ہو گئے ہیں۔"

"وہ جو ایک صاحب دوربین لئے کھڑے نظر آتے ہیں۔ کون ہیں؟"

"یہ تصویر امیر ایڈمیرل باسکرولی کی ہے۔ جو غرب الہند میں راڈنے کے ماتحت
کام کرتے تھے۔ اس کے پاس والی تصویر جس میں ایک صاحب نیلے رنگ کا کوٹ پہنے
ہاتھ میں کاغذوں کا گول مٹھا لئے کھڑے ہیں۔ سر ولیم باسکرولی کی ہے جو پٹ کے عہد وزارت

میں دارالعلوم کے صدر تھے۔"

"اور وہ ... وہ تصویر کن کی ہے جس میں ایک صاحب چوڑی گوٹ کا سیاہ مخملی لباس پہنے ہوئے نظر آتے ہیں؟"

"آہ ان کا حال نہ پوچھیے۔ دراصل یہی اس خرابی کی جڑ ہیں جس نے ہمارے خاندان کو تباہ و برباد کیا۔ آپ ہی کا نام نامی ہیوگو باسکرولی ہے۔ اور آپ ہی کے عہد نامبارک سے اتنی کتے کی روایت کا آغاز ہوا تھا۔ ہم ان کی تصویر کو بھول جائیں یہ غیر ممکن ہے۔"

تعریف سن کر میں نے بھی اس تصویر کو حیرت و شوق کی نظروں سے دیکھنا شروع کیا

"دیکھنے میں آپ کیسے حلیم و بردبار ہیں۔" ہومز نے تصویر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا "مگر آنکھوں میں فتنہ خیزی کی جھلک صاف موجود ہے۔ میرا خیال تھا۔ آپ بڑے ڈیل ڈول کے آدمی ہوں گے۔ اور صورت ہمائی جذبات کا آئینہ ہوگی۔"

"کچھ بھی ہو یہ ہمارے بزرگ ہیوگو باسکرولی کی اصلی تصویر ہے۔ کیونکہ ان کا نام اور سنہ ۱۶۴۷ء اس کے پیچھے لکھا ہوا موجود ہے۔"

یہ ذکر یہیں ختم ہوگیا۔ مگر معلوم ہوتا تھا کہ ہیوگو باسکرولی کی تصویر ہومز کے لئے کوئی خاص دلچسپی رکھتی تھی۔ کھانا کھاتے ہوئے اس کی نگاہ کئی بار اس کی طرف اٹھی۔ مگر اس نے کسی قسم کا سوال نہیں پوچھا۔ میں دیر تک اس کے خیالات کا میلان دریافت کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ مگر کچھ معلوم نہ کر سکا۔ آخر سر ہنری اپنی خوابگاہ میں چلے گئے۔ تو وہ دوبارہ مجھے اسی کمرہ میں لے گیا۔ ایک جلتی ہوئی شمع اس کے ہاتھ میں تھی۔ اسے اونچا کرکے اس نے دیوار پر لگی ہوئی ہیوگو کی پرانی تصویر دکھائی اور کہنے لگا۔

"واٹسن کچھ دیکھا؟"

تصویر میں ہیوگو باسکرولی کے سر پر ایک چوڑی ٹوپی دکھائی گئی تھی جس میں خم دار پر لگا ہوا تھا۔ بال اس زمانہ کی طرز پر لمبے اور گھومے ہوئے کالر سپید گوٹ کا۔ اور چہرہ سختی کے

ار لئے ہوئے تھا مگر اس پر کسی طرح کے وحشیانہ اثرات نظر نہ آتے تھے۔ صرف اس کے باریک ہونٹوں۔ تنگ دہانہ اور سرد تیز آنکھوں سے طبیعت کی خشونت اور درشتی ظاہر ہوتی تھی۔

"کیوں واٹسن! اسے دیکھ کر کسی آدمی کی صورت یاد آئی؟"

"میرے خیال میں اس کا جبڑا سرہنری کے جبڑے سے ملتا ہے۔۔۔"

"بہت کم۔ بہت کم۔۔۔ اچھا ٹھیرو۔"

وہ کرسی کو دیوار کے پاس لے جا کر اس پر کھڑا ہو گیا۔ جلتی ہوئی شمع بائیں ہاتھ میں لے لی ور دائیں بازو اور ہاتھ سے تصویر کی چوڑی گول ٹوپی اور لمبے بالوں کو چھپا لیا۔

"اوہ!" میرے منہ سے حیرت میں بے اختیار نکلا۔

"ٹوپی اور بال چھپ جانے سے تصویر کا چہرہ سٹیپلٹن سے بالکل مشابہ ہو گیا تھا!

"اب پہچانا۔ میری آنکھیں چونکہ لباس کو نظر انداز کر کے ہمیشہ چہرہ پر پڑتی ہیں۔ اس لئے میں نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ کسی ماہر جاسوس میں یہ وصف لازمی ہے۔ کہ آدمی بھیس کی تہ میں پہچانے۔"

"کتنی حیرت خیز مشابہت ہے۔ بالکل سٹیپلٹن کی تصویر معلوم ہوتی ہے۔"

"دونوں کی جسمانی اور روحانی حالتیں ملتی ہیں۔ واٹسن اگر کوئی آدمی ایک خاندان کے متعدد افراد کی تصویریں سامنے رکھ کر ان کو بغور دیکھے تو میرے خیال میں ضرور اسکو تناسخ کا قائل ہونا پڑے گا۔ کم از کم اس میں اب کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ یہ آدمی سٹیپلٹن خاندان باسکرولی سے ہی تعلق رکھتا ہے۔۔۔"

"اور والیان موجودہ کے بعد ریاست پر قابض ہونا چاہتا ہے۔"

خوب سمجھے۔ ہاں یہی اس کا ارادہ ہے۔ اس تصویر نے میری تحقیقات کی زنجیر میں ایک کھوئی ہوئی کڑی اور ملا دی۔ واٹسن اب وہ مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ اور میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ کل رات تک میرے دام میں اسی طرح بے بس ہو کر پھڑپھڑائے گا۔ جیسے تتلی اس کے

جال ہیں۔ ضرورت فقط ایک پن اور پرزہ کاغذ کی ہے۔ پھر ہم اسے بھی بیکر سٹریٹ کے مجموعہ میں شامل کریں گے۔"

اس جگہ سے ہٹتے ہوئے ہومز نے زور کا قہقہہ لگایا۔ وہ خوفناک قہقہہ جو کسی بدنصیب کی شامت اعمال کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ میں نے اس کو شاذ حالتوں میں اس طرح ہنستے ہوئے دیکھا ہے۔ اور جب ہنسے تو سمجھ لیتا ہوں کہ آج کسی بندہ خدا کی خیر نہیں۔

اس سے اگلے دن میں علی الصباح بیدار ہوا مگر ہومز شاید مجھ سے بھی سویرے اٹھ گیا تھا۔ میں نے دیکھا تو کپڑے پہنے باہر سے ہال کی طرف آرہا تھا۔

پاس آکر کہنے لگا۔ "بس آج اس معرکہ کا فیصلہ ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اس طرح خوشی سے ملنے لگا۔ گویا بے حد مسرور ہے "واٹسن جال لگ گیا۔ شکار اب قابو میں آیا ہی چاہتا ہے۔ رات ہونے سے پہلے پہلے دیکھ لوگے۔ کہ دبلے منہ کی عیار مچھلی پھنس گئی یا بچ کر نکل گئی۔"

"کیا ویرانے سے آرہے ہو؟"

"موضع گرمپن تک گیا تھا۔ جہاں سے میں نے پرنس ٹون کے دارو غہ جیل کو سلڈن کی موت کی خبر بھیجدی ہے۔ اب اس معاملہ میں کسی طرح کی بازپرس کا اندیشہ نہیں۔ اس کے علاوہ مجھے اپنے وفادار دوست کارٹ رائٹ کو بھی سلامتی کی خبر بھیجنی تھی۔ وہ غریب اس کتے کی طرح جو مالک کی قبر پر جم کر بیٹھ رہتا ہے۔ اب تک جھونپڑی کے دروازہ میں میرا انتظار کر رہا تھا"

"پھر اب کیا کرنا چاہیے؟"

"سب سے پہلے میں سر ہنری سے ملنا چاہتا ہوں۔۔۔ آہ وہ خود ہی آگئے۔"

"صباح بخیر مسٹر ہومز" بیرونٹ نے کہا "آج تو آپ اس جرنیل کی طرح نظر آتے ہیں۔ جو کمانڈر سے مل کر نقشہ جنگ تیار کر رہا ہو؟"

"بجا! آپ نے ٹھیک پہچانا۔ ابھی ابھی واٹسن یہ پوچھ رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔"

"اور یہی میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"تو سنئے۔ کیا آج مسٹر سٹیپلٹن اور اس کی بہن کے ہاں آپ کی دعوت ہے؟"

"مجھ اکیلے کی نہیں۔ آپ لوگ بھی تو ساتھ ہیں۔ مسٹر اور مس سٹیپلٹن بہت مہمان نواز ہیں یقین ہے آپ سے مل کر خوش ہوں گے۔"

"افسوس ہم ان کی مہمان نوازی سے بہرہ اندوز نہ ہو سکے۔ میں اور واٹسن آج ہی لندن جا رہے ہیں۔"

"لندن! کیوں؟"

"اب وہیں رہ کر آپ کی خدمت کریں گے۔"

سر ہنری کا چہرہ فکر و یاس سے کتنا ہی لمبا ہو گیا۔ لہجہ اضطراب میں کہنے لگے "میرا خیال تھا۔ آپ اس معاملہ کو طے کئے بغیر میرا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ ہال کی سکونت تنہائی میں چنداں خوشگوار نہ ہوگی۔"

"مگر میں فقط آپ کی بہتری کے لئے ایسا کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہر بات میں تم پر پورا بھروسہ رکھوں گا۔ اور کسی ہدایت پر عمل کرنے سے انکار نہ ہوگا۔ آپ کے دوست مسٹر سٹیپلٹن اگر پوچھیں تو یہی کہیئیگا۔ کہ وہ دونوں ضرور ساتھ آتے۔ مگر ایک ضروری کام پیش آنے سے مجبوراً لندن چلے گئے۔ بہر حال اطمینان رکھئے۔ میں بہت جلد واپس آؤں گا۔ کیا آپ مسٹر سٹیپلٹن اور ان کی بہن کو ہمارے لندن جانے کی اطلاع دے دیں گے؟"

"آپ کو اصرار ہے۔ تو خبر دے دوں گا۔"

"مجبوری ہے ورنہ ضرور آپ کے ساتھ چلتا۔"

بیرونٹ چپ تھا۔ مگر میں نے اس کے غم آلود چہرہ سے معلوم کیا سکہ وہ اس خیال سے بہت رنجیدہ ہے۔ کہ ہم عین وقت پر اس کا ساتھ چھوڑے جاتے ہیں۔

"تو کب جائے گا؟" آخر کار اس نے سرد مہری سے پوچھا۔

"بس ناشتہ کے بعد۔ یہاں سے گاڑی میں بیٹھ کر کوم ٹریسی چلے جائیں گے۔ اور وہاں سے ریل میں لندن روانہ ہوں گے۔ مگر آپ کے اطمینان کے لئے واٹسن اپنا اسباب یہیں چھوڑ جائے گا۔ اور یقین فرمائیے کہ ہم جلد سے جلد واپس آنے کی کوشش کریں گے۔۔۔ واٹسن ایک معذرتی رقعہ مسٹر سٹیپلٹن کے نام لکھ دو۔ کہ افسوس ہے ہم شریک دعوت نہ ہو سکے۔"

"جی میں آتی ہے میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ لندن چلوں۔" بیرونٹ نے یکایک کہا۔ "آخر میرے یہاں رہنے سے کیا فائدہ؟"

"نہیں آپ کا فرض یہاں رہنے پر مجبور کرتا ہے۔ آپ مجھ سے وعدہ کر چکے ہیں کہ میں ہر بات پر آنکھیں بند کر کے عمل کروں گا۔ اور اس وقت میری نصیحت یہیں ٹھہرنے کے لئے ہے۔"

"خیر جس طرح آپ کہتے ہیں۔" سر ہنری نے مجبور ہو کر کہا۔

"ایک بات اور بھی یاد رکھئے۔ میری پٹ ہوس کو جانے کی دفعہ گاڑی میں بیٹھ کر جائیے مگر وہاں سے گاڑی بھیج دیجئے۔ اور مسٹر سٹیپلٹن سے کہئے کہ پیدل واپس جاؤں گا۔"

"پیدل! رات کو ویرانہ کی راہ سے؟"

"ہاں"

"مگر اس سے تو خود آپ نے کئی بار منع کیا ہے"

"بہر حال آج میں ایسا کرنے کی ہدایت کرتا ہوں اگر مجھے آپ کی دلیری اور استقلال پر بھروسہ نہ ہوتا۔ تو شاید اس طرح کا مشورہ نہ دیتا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ آپ بے خوف طبیعت رکھتے ہیں"

"اچھا اسی طرح کروں گا۔"

"تیسری نصیحت اور ہے۔ ویرانہ سے گذرتے وقت اس رستہ کے سوا جو میری پٹ ہوس

سے گرمپن کی سڑک کی طرف جاتا ہے۔ اور ہاں میں آنے کا سبب حاست ہے۔ زنہار کوئی لمہ اور راہ اختیار نہ کیجئے۔ ورنہ جان کا خطرہ ہوگا۔"

"چلئے۔ یہ بھی منظور ہے۔ کچھ اور ؟"

"بس اور کچھ نہیں۔ اب میں ناشتہ سے فارغ ہو کر رخصت ہوتا ہوں۔ کیونکہ سہ پہر تک لندن پہونچنا ہے۔"

ہومز کی ان باتوں سے۔ مجھے بھی حیرت ہونے لگی۔ کہاں تو یہ دعوے کہ رات تک مجرم کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ اور کہاں یہ لندن جانے کی تیاریاں۔ کل رات جب اس نے سٹیپلٹن سے لندن جانے کے ارادہ کا ذکر کیا۔ تو میں نے اس بات کو سرسری سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا۔ مگر اب وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے جانے کی فکر کر رہا تھا۔ سب سے زیادہ حیرت اس بات کی تھی کہ عین اس وقت جب اس جگہ ہماری موجودگی سب سے زیادہ ضروری ہے۔ اس کے سر پہ لندن جانے کی دھن سوار ہو گئی ہ مگر پتہ تک ہومز کی عادت ہے کہ اپنے دل کا حال کبھی کسی سے بیان نہیں کرتا۔ اور جو حکم دے اسے منوا کر رہتا ہے۔ ناچار میں بھی ساتھ جانے کو تیار ہو گیا۔ سر ہنری کے شجاع چہرہ پہ آج حسرت و یاس برستی تھی۔ میں نے بھرائی ہوئی آواز میں الوداع کہی۔ اور اس کے دو گھنٹے بعد ہم کوم ٹیسی کے چھوٹے سے ریلوے سٹیشن پہ جا پہنچے۔ جہاں سے ہر کنز سائیس کو گاڑی سمیت واپس بھیج دیا گیا۔ ایک خوردسال لڑکا پلیٹ فارم پہ ہمارا انتظار کر رہا تھا۔

ہومز کو دیکھ کر کہنے لگا۔ "فرمائیے کیا حکم ہے ؟"

"سنو کارٹ رائٹ۔ تم اس ٹرین پہ لندن چلے جاؤ۔ مگر وہاں پہنچتے ہی میرے۔۔ شرلک ہومز کے نام سے سر ہنری کو اس مضمون کا تار بھیجنا۔ کہ میری پاکٹ بک غلطی سے آپ کے ہاں رہ گئی۔ مل جائے۔ تو اسے رجسٹری کے ذریعہ بیکر سٹریٹ کے پتہ پر بھیج دینا۔ سمجھے ؟"

"جی ہاں سمجھ گیا۔"

"اچھا تو گاڑی آنے تک سٹیشن ماسٹر سے دریافت کرو۔ میرے نام کوئی تار آیا یا نہیں؟"
لڑکا دوڑتا ہوا گیا۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد ایک تار لیکر واپس آیا۔ ہومز نے کھولا تو مضمون یہ تھا:۔

"تار مل گیا۔ وارنٹ لے کر آتا ہوں۔ پانچ چالیس پر پہنچونگا۔"

"یہ میرے صبح کے تار کا جواب ہے" اس نے تار دکھاتے ہوئے کہا۔ "لندن کے محکمہ سراغرسانی میں لسٹریڈ سے بہتر آدمی ملنا بہت مشکل ہے۔ میں نے اس خیال سے طلب کر لیا کہ شاید مدد کی ضرورت پڑ جائے۔ اور اب واٹسن ہمارے لئے وقت فرصت گذارنے کا اس سے بہتر ذریعہ کیا ہوگا کہ مسز لارا لائینز سے مل آئیں۔"

اب معلوم ہوا اس کا صحیح پروگرام کیا تھا۔ بیرونٹ کی وساطت سے وہ سٹیپلٹن کو اس بات کا یقین دلانا چاہتا تھا۔ کہ ہم واقعی لندن چلے گئے ہیں۔ حالانکہ اصل ارادہ وہیں رہ کر موقعہ کا انتظار کرنے اور ضرورت کے وقت سرہنری کی مدد کے لئے پہنچ جانے کا تھا۔ کارٹ رائٹ کو لندن پہنچکر اپنے نام سے سرہنری کو پاکٹ بک کے متعلق جو تار روانہ کرنے کی ہدایت کی گئی وہ بھی ایک چال تھی۔ اس کا ذکر آنے پر سٹیپلٹن کے دل سے رہے سہے شکوک زائل ہونے کا یقین تھا۔ کچھ شک نہیں ہومز کا جال دبلے منہ کی عیار مچھلی کے گرد ابھی سے کستا جا رہا تھا۔

مسز لارا لائینز کے مکان پر گئے۔ تو وہ گھر میں تھی۔ شرلک ہومز نے گفتگو کا آغاز کیا اور ایسی صاف گوئی برتی کہ کان کھڑے کر دیئے۔

"میں سراغرساں ہوں اور میرا نام شرلک ہومز ہے" اس نے کہا "میں سر چارلس باسکرول کی موت کے بارہ میں تحقیقات کرنے آیا ہوں۔ میرے دوست ڈاکٹر واٹسن نے وہ سب حال کہہ دیا ہے جو آپ نے اس سے بیان کیا تھا۔ مگر میں سمجھتا ہوں بعض واقعات ابھی تک نہیں

آپ نے ظاہر نہیں کیا۔"

"یہ غلط ہے میں نے کوئی بات چھپا کر نہیں رکھی۔ آپ ہی کہیئے کونسی بات ہے جس کی طرف آپ اشارہ کرتے ہیں ؟" اس نے مقابلہ پر آمادہ ہو کر کہا۔

"دیکھیئے آپ تسلیم کر چکی ہیں کہ میں نے ایک خط لکھ کر سر چارلس سے رات کے دس بجے کچھار کے دروازہ پر انتظار کرنے کی درخواست کی تھی۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے ان کی موت کس وقت اور کس مقام پر ہوئی۔ ان کی موت اور آپ کی ملاقات میں جو تعلق باہمی ہے اسے آپ نے ظاہر نہیں کیا۔"

"اس لئے کہ دونو باتوں میں کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔"

"تب اسے ایک عجیب حسن اتفاق سمجھنا چاہیئے۔ خیر آپ ہمارے سوالوں کا جواب دیں یا نہ دیں۔ ہم اپنے طور پر تحقیقات کر کے بہت جلد سارے حالات معلوم کر لیں گے۔ بہر حال یہ امر موجب افسوس ہے کہ ہم سے آپ نے پوری صاف بیانی نہیں کی۔ اور میں یہ بات کھول کر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے خیال میں سر چارلس کی موت اتفاقی نہ تھی ہم اسے قتل عمد کی خفیہ واردات سمجھتے ہیں۔ اور اس کے متعلق جو شہادت جمع کی جا رہی ہے۔ اس سے نہ صرف آپ کے دوست مسٹر سٹیپلٹن بلکہ اس کی بی بی کے ماخوذ ہونے کا احتمال ہے۔"

مسز لائنز آخری فقرہ سن کر زور سے اچھلی۔ اور اس کے منہ سے بے اختیار نکلا "اس کی بی بی!"

"ہاں اس کی بی بی۔ کیونکہ یہ بات اب گوشہ راز سے باہر آ چکی ہے۔ کہ وہ عورت جس کو سٹیپلٹن کی بہن ظاہر کیا جاتا تھا۔ درحقیقت اس کی منکوحہ بی بی ہے۔"

مسز لائنز پھر ایک بار جمع خاطر کر چکی تھی۔ مگر اس کے ہاتھوں نے کرسی کے بازو کو زور تشنج سے پکڑا ہوا تھا۔ مضبوطی گرفت سے ناخنوں کی گلابی رنگت سپید ہو گئی تھی

"بی بی!" اس نے پھر ایک بار کہا۔ "اس کی بی بی! پردہ تو اب تک کھونا ہے"
شرلک ہومز نے بے اعتباری سے شانوں کو حرکت دی۔

"ثابت کرو۔ ثابت کرو" یکایک مسز لائنز نے پرجوش لہجہ میں کہا۔ "اور اگر تم ایسا کرسکو..." فقرہ نامکمل ہی رہ گیا مگر اس کی تیز نگاہ الفاظ سے زیادہ معنی خیز تھی۔

شرلک ہومز نے داہنی جیب سے کاغذات کا ایک پلندہ نکالا۔ اور کہا "دیکھیے ثبوت موجود ہیں... یہ ان کی مشترکہ تصویر ہے۔ جس کا فوٹو چار سال پیشتر یارک میں لیا گیا تھا۔ اس پر ان کا نام مسٹر اور مسز وانڈلیور درج ہے۔ مگر آپ سٹیپلٹن کو اور اس عورت کو بھی اگر آپ نے کبھی اسے دیکھا ہے اچھی طرح پہچان سکتے ہیں۔ تین معتبر گواہوں کا بیان ہے۔ مسٹر اور مسز وانڈلیور کا اس زنانہ کا حلیہ جب انہوں نے سینٹ آلیورز پرائیویٹ سکول کھولا تھا۔ ملاحظہ کے لیے پیش کرتا ہوں۔ دیکھیے ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ یا نہیں؟"

مسز لائنز نے ان کاغذوں کو صرف ایک نظر دیکھا۔ اس کے بعد ہماری طرف دیکھا۔ تو اس کے چہرہ پر ایک عجیب سختی اور استقلال نمودار تھا۔

"مسٹر ہومز" وہ فیصلہ کن لہجہ میں کہنے لگی۔ "اس آدمی نے بدیں شرط مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اپنے شوہر سے طلاق لے لوں۔ مگر ان کاغذوں سے ثابت ہو گیا کہ وہ جھوٹا کاذب اور مسلمہ بدمعاش ہے۔ آج تک اس نے اصل حقیقت کو مجھ سے چھپائے رکھا۔ میں نادان یہ سمجھے ہوئے تھی۔ کہ وہ میری خاطر ایسا کر رہا ہے۔ مگر اب معلوم ہوا میں اس کے ہاتھوں میں محض ایک کٹھ پتلی تھی۔ جس نے مجھ سے بیوفائی کی۔ میں کیوں اس سے وفا کروں؟ کس لئے اس آدمی کو بچانے کی کوشش کروں جس نے میری توقیر کی پروا نہ کی؟ جو کچھ آپ کو دریافت کرنا ہو کیجیے۔ اب میں کوئی بات چھپانے کی کوشش نہ کروں گی۔ مگر میں حلفاً کہتی ہوں کہ سر چارلس کے نام خط لکھتے وقت مجھے ان کے لئے کسی خطرہ کا گمان نہ تھا۔"

"میں پہلے ہی جانتا ہوں" ہومز نے کہا۔ "مگر ان واقعات کا بیان چونکہ آپ کے لئے رنج دہ ہوگا۔ اس لئے آپ سنیں اور میں سارا حال شروع سے آخر تک بیان کرتا ہوں۔ اگر کسی مقام پر مجھ سے غلطی ہو جائے۔ تو آپ اس کی صحت کر دیں... سب سے پہلی بات کیا یہ خط آپ نے سٹیپلٹن کے ایما پر نہیں لکھا تھا؟"

"عبارت شروع سے آخر تک اسی نے لکھوائی تھی۔"

"اس نے کہا ہو گا کہ اس طرح آپ سر چارلس سے مالی امداد حاصل کر کے طلاق کے اخراجات پورے کر سکیں گی؟"

"یہی بات اس نے کہی تھی۔"

"پھر جب چٹھی روانہ ہو چکی۔ تو اسی نے آپ کو جانے سے باز رکھا؟"

"اس نے کہا کہ میں اس معاملہ پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اگر ان اخراجات کا روپیہ کسی اور آدمی سے حاصل کیا گیا۔ تو میرے لئے باعث ندامت ہو گا۔ اس لئے گو میں غریب ہوں۔ مگر ان مشکلوں کو رفع کرنے کے لئے جو ہماری شادی میں حائل ہیں مجھے آخری چھدام خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں۔"

"عجیب کتنا بڑا ایثار ہے" ہومز نے ہنس کر کہا۔ "اچھا تو اس کے بعد اخباروں میں موت کی خبر پڑھنے تک کچھ حال آپ کو معلوم نہ ہوا؟"

"کچھ نہیں"

"اور اس کے بعد سٹیپلٹن نے آپ کو حلف لینے پر مجبور کیا۔ کہ آپ خط اور ملاقات کے واقعہ کو چھپائے رکھیں؟"

"اس نے کہا اس کی موت چونکہ پراسرار طریقہ پر واقع ہوئی ہے۔ اس لئے اگر یہ خط و کتابت ظاہر ہو گئی۔ تو کیا عجب پولیس تم پر شبہ کرنے لگے۔ اس طرح ڈرا دھمکا کر اس نے مجھے چپ رہنے پر مجبور کر دیا۔"

"مگر آپ کے دل میں کچھ شبہ ضرور ہوگا؟"

وہ تھوڑی دیر چپ رہی پھر نظریں جھکا کر کہنے لگی "تھا بھی۔ پر میں اس سے محبت کرتی تھی۔ اگر وہ میری دنیا کو دیکھتا۔ تو میں آخری دم تک اس کو بچاتی۔"

"میرے نزدیک آپ کی خوش قسمتی ہے۔ کہ اب تک زندہ ہیں۔" شرلک ہومز نے کہا "چونکہ وہ جانتا تھا۔ آپ اس کے راز سے واقف ہیں۔ اس لئے اگر آپ کی ہستی بھی مٹا دیتا۔ تو بعید نہ تھا۔ یوں سمجھئے کہ ان ایام میں آپ کی زندگی رشتہ باریک سے لٹکی ہوئی تھی۔۔ خیر اب ہم جاتے ہیں۔ مگر امید ہے عنقریب پھر آپ کی زیارت ہوگی۔"

اس کے بعد جب ہم ریلوے سٹیشن پر لندن سے آنے والی اکسپرس کے منتظر کھڑے تھے۔ تو ہومز نے کہا۔ "واٹسن ہماری تحقیقات اب مکمل ہوتی جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ ساری مشکلیں رفع ہو رہی ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں کہ میں عہد حال کے ایک عجیب و پراسرار جرم کی مکمل اور مفصل داستان بیان کر سکوں گا۔ تحقیقات جرائم سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب کو یاد ہوگا۔ کہ ۱۸۶۶ء میں گروڈنو واقع روس میں بعض اس قسم کے واقعات پیش آئے تھے۔ اور شمالی کیرولائینا میں اینڈرسن کے ہاتھوں قتل کی جو متعدد وارداتیں ہوئی تھیں۔ وہ تو اتنی پرانی بھی نہیں ہوئیں۔ کہ لوگ انہیں بھول گئے ہوں۔ مگر سچ جانو یہ واقعہ ان سے بھی عجیب اور حیرت خیز ہے۔ اس قدر جاننے کے بعد بھی اس عیار دشمن کے خلاف ہمارے پاس کامل ثبوت موجود نہیں۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ رات کو آرام کرنے سے پہلے اس معاملہ کو کامیاب خاتمہ تک پہنچا کر چھوڑونگا۔"

اتنے میں لندن اکسپرس گرجتی ہوئی داخل ہوئی۔ اور درجہ اول کے ڈبہ سے بلڈاگ ساخت کا ایک پستہ قامت گٹھیلا آدمی اترا۔ یہ لسٹریڈ تھا۔ معانقہ ہو چکا تو میں نے اس کے انداز تکریم سے معلوم کیا کہ اس زمانہ کے بعد جب ہومز سے اس کا پہلا تعلق قائم ہوا وہ میرے دوست کی خوب عزت کرنے لگا ہے۔ مجھے وہ وقت یاد آیا جب خفیہ

پولیس کا یہ اجڈ افسر شرلک ہومز کے لطیف استدلال کی تحقیر کیا کرتا تھا۔ مگر زمانہ سب سے اچھا استاد ہے۔ وہی لسٹریڈ اب شرلک ہومز کو استاد مانتا اور اس کے احکام کی تعمیل باعث فخر سمجھتا تھا۔

اُترتے ہی اس نے پوچھا "کہئے کوئی اہم واقعہ ہے؟"

"اتنا کہ کئی سال سے دیکھنے میں نہ آیا ہوگا۔" ہومز نے جواب دیا۔ "دو گھنٹے دن باقی رہ گیا ہے۔ بہتر ہو اس عرصہ میں کھانے سے فارغ ہو جائیں۔ اس کے بعد لسٹریڈ ہم تیرے گلے میں اٹکا ہوا لندن کی کھڑ نکال کر ڈارٹ مور کے جنگل کی ہوا خوری کرائیں گے کیا پہلے کبھی گئے ہو؟ ... نہیں ... تو یاد رکھو اس پہلے سفر کو عمر بھر نہ بھولو گے۔"

باب ۱۴

سگِ آتش ریز

شرلک ہومز کی فطرت میں ایک نقص ... اگر اسے نقص سمجھا جائے یہ ہے کہ اپنی تجویزوں کو اس وقت تک کبھی ظاہر نہیں کرتے تھے کہ ان کی تکمیل کا وقت آ جائے۔ میں نہیں جانتا اس کی اصلی وجہ کیا ہے۔ ممکن ہے وہ اپنی رفعت اور فضیلت کو جانتا ہوا اوروں کو زیر اقتدار رکھنے اور انہیں اپنی کارروائیوں سے حیرت زدہ کرنے کے لئے ایسا کرتا ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ محض شدت احتیاط ہو۔ یعنی وہ انتہائی حزم و احتیاط جس میں آدمی کوئی ایسی بات کرنا نہیں چاہتا جس کے لئے بعد میں افسوس کرنا پڑے۔ مگر اس عادت کی اصلی وجہ کچھ ہو۔ اس سے ان لوگوں کو سخت دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ جو اس سے مل کر کام کرنے پر مجبور ہیں۔ خود میں نے بارہا اس کی وجہ سے تکلیف اٹھائی ہے مگر خدا جانتا ہے۔ ایسی پریشانی کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی

جیسی اس رات پیش آئی۔ ہم جانتے تھے کوئی اہم واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اور یہ بھی معلوم تھا کہ اس آخری اور انتہائی کوشش میں ہمارا دست چلانے تک والمنے سے دریغ نہ کرے گا مگر بس... اس کے آگے کچھ معلوم نہ تھا۔ ہم نہ جانتے تھے وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ ہم نہ جانتے تھے وہ کدھر لئے جاتا ہے۔ میرے اپنے دل میں طرح طرح کے قیاسات پیدا ہوتے۔ مگر یقین واثق کسی بات کا نہ تھا۔ آخر کار جب وہ گاڑی جس پر ہم تینوں کوم ٹریسی سے روانہ ہوئے تھے۔ ایک کھلے میدان میں پہنچی اور رات کی سرد ہوا چہروں کو چھونے لگی۔ تو تنگ سڑک کے دونو جانب وسیع و عریض ویرانہ کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ پھر اسی کھیار میں آپہنچے جہاں سے دن کو روانہ ہوئے تھے۔ یہ معلوم کرنے کے بعد میرا خون جوش بے تابی سے ابلنے لگا۔ کیونکہ گھوڑوں کا ہر قدم اور پہیوں کا ہر چکر ہمیں اس مقام کی طرف لئے جاتا تھا۔ جہاں اس ناٹک کا آخری سین ظہور میں آنے والا تھا۔

ہم لوگ ایک کرایہ کی گاڑی پر سوار تھے۔ اور چونکہ گاڑیبان ساتھ تھا۔ اس لئے رستہ میں بہت کم گفتگو کا موقعہ مل سکا۔ دل شوق دریافت سے بے چین تھے۔ پر دکھاوے کے لئے سرسری بے تہ باتیں ہو رہی تھیں۔ آخر جب فریکلینڈ کا مکان بھی پیچھے رہ گیا۔ تو میں نے جانا کہ باکرولی ہال ہی منزل گاہ مقصود ہے۔ مگر ہومز نے گاڑی کو دور سے ہی رکوا لیا۔ اور ہم وہیں بر لب سڑک نیچے اتر گئے۔ گاڑیبان کو کرایہ کی رقم ادا کر کے کوم ٹریسی واپس بھیج دیا گیا۔ اور ہم میری پٹ ہوس کی طرف روانہ ہوئے۔

"مسٹر ڈے کیا مسلح ہو؟" ہومز نے یکایک پوچھا۔

پستہ قد سراغرساں کے لبوں پر مسکراہٹ پیدا ہو گئی کہنے لگا۔ "جب تک میرے بدن پر پتلون اور پتلون میں جیب ہو۔ تب تک میں اپنے بہترین رفیق کو اس میں چھپائے رکھتا ہوں"

"بہت خوب۔ میں اور واٹسن پہلے سے ہر ایک ضرورت کے لئے تیار ہیں"

"مگر مسٹر ہومز آپ نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ معاملہ کیا ہے۔ اور ہمیں کیا کرنا

ہوگا؟"

"انتظار۔ فقط انتظار۔"

شہری سراغرسان نے ویرانہ میں بکھری ہوئی پہاڑیوں کی دھندلی ڈھالوں اور اس غبار شب وروز کی طرف دیکھا جو گریمپن کی دلدل پر محیط تھا۔ پھر کانپ کر کہنے لگا۔ "بخدا آپ نے انتظار کرنے کو جگہ اچھی تلاش نہیں کی۔ مگر سامنے اس مکان میں کچھ روشنی نظر آتی ہے..."

"اسی کا نام میری پٹ ہوس ہے۔ اور یہیں ہمارا سفر ختم ہوگا۔ مگر میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ لوگ دبے پاؤں چلیں۔ اور اونچی آواز سے بالکل گفتگو نہ کریں۔"

ہم گربہ قدم بڑی احتیاط سے اس مکان کی طرف چلتے گئے۔ پہلے خیال تھا۔ ہومز اس پر چھاپہ مارنے جاتا ہے۔ مگر قریباً دو سو گز کے فاصلہ پر وہ رک گیا۔

"بس ٹھیر جاؤ۔" اس نے کہا۔ "یہ چٹانیں جو دائیں طرف واقع ہیں۔ ہمارے چھپنے میں خوب مدد دیں گی۔"

"کیا یہیں انتظار کرنے کا ارادہ ہے؟"

"ہاں یہیں لسٹریڈ تم اس گڑھے میں چھپ جاؤ۔ اور تم واٹسن... ٹھیرو تم ایک بار اس مکان کو اندر دیکھ چکے ہو۔ تمہیں سب کمروں کا نقشہ یاد ہے۔ اچھا وہ کھڑکیاں جن کا پٹ بند ہے۔ کس کمرہ کی ہیں؟"

"میرے خیال میں باورچی خانہ کی کھڑکیاں ہیں۔"

"اور وہ جو ان سے پرے غیر معمولی طور پر روشن نظر آتی ہے؟"

"وہ کھانا کھانے کے کمرہ کی ہے۔"

"آہ۔ یہ کھڑکی کھلی ہے۔ تم بڑی احتیاط سے چلکر اس کے پاس جاؤ اور دیکھو وہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ لیکن خبردار ان کے دل میں یہ شبہ پیدا نہ ہو۔ کہ کوئی انہیں دیکھ رہا ہے۔"

میں جھکے ہوئے قدموں سے چلتا اس نشیب دیوار کے پاس گیا۔ جو مکان کے باہر

مختصر باغیچہ کے گرد بنی ہوئی تھی۔ اور اس کے سایہ میں ایسے مقام پر چھپ کر کھڑا ہو گیا جہاں سے کھڑکی کے اندر کمرہ کا ہر حصہ اچھی طرح نظر آتا تھا۔

کمرہ میں دو آدمی تھے سٹیپلٹن اور سر ہنری باسکرویل دونو ایک گول میز کے گرد اس طرح بیٹھے تھے۔ کہ میں ان کے چہروں کو اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں سگار اور سامنے قہوہ اور شراب تھی۔ سٹیپلٹن جوش کے لہجہ میں گفتگو کرتا تھا۔ مگر میں نے دیکھا بیرونٹ کا چہرہ سُتا ہوا اور اس کے انداز سے پریشانی ظاہر ہوتی تھی۔ شاید اس لئے کہ رات کو اس خوفناک ویرانہ میں جس کی نسبت اس کے دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا کئے گئے تھے۔ تنہا پیدل جانے سے ڈرتا تھا۔

یکایک سٹیپلٹن اٹھا۔ اور کمرہ سے باہر چلا گیا۔ سر ہنری نے اپنے گلاس میں کچھ اور شراب ڈالی۔ پھر کرسی کی پشت پر جھک کر زور زور سے سگار کے کش لگانے لگا۔ میرے کانوں میں پہلے کسی دروازہ کے بند ہونے کی مدھم آواز آئی۔ اس کے بعد نامعلوم سنگریزوں پر بوٹوں کے چرچرانے کا شور سنائی دیا۔ بڑی احتیاط کے ساتھ دیوار کے برابر آنکھیں لے جا کر دیکھا تو سٹیپلٹن تھا جو باغ کے ایک کونے میں چھوٹے سے مکان کے دروازہ پر ٹھیرا اور اس کے بعد قفل کھول کر اندر چلا گیا۔ کمرہ کے اندر کسی جاندار کے زور زور سے اچھلنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ وہ صرف ایک یا دو منٹ اس کوٹھڑی کے اندر رہا۔ پھر باہر آکر دوبارہ قفل لگا دیا۔ اور مکان میں ہوتا ہوا اس کمرہ میں جا پہنچا۔ جہاں اس کا مہمان تنہا سگار پی رہا تھا۔ میں بھی کمین سے نکل کر اس مقام پر چلا گیا جہاں ہومز اور لسٹریڈ میری واپسی کے منتظر تھے۔

سارا حال سن کر ہومز نے پوچھا۔ "وہ عورت کیا اس وقت ان کے پاس نہیں ہے؟"

"نہیں۔"

"خدا جانے کہاں ہے۔ باورچی خانہ کے سوا مکان کے کسی حصہ میں روشنی بھی

تو نہیں ہے۔"

میں اس سوال کا کیا جواب دیتا؟ چپ رہا۔

اس اثنا میں گریمپن کی دلدل پر چھائی ہوئی دھند رفتہ رفتہ ہماری طرف چلی آ رہی تھی۔ نشیب مگر صاف اور واضح وہ اس سمت میں ایک مرمری دیوار کی طرح حائل ہو گئی چاند کی روشنی میں وہ ایک بہت بڑے برفانی تودہ کی طرح شفاف اور مجلا نظر آتی تھی۔ اور دور افتادہ پہاڑیوں کی چوٹیاں اس کی سطح پر جمی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔ ہومز تھوڑی دیر اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بے صبری سے کہنے لگا۔

"دیکھو واٹسن ہماری طرف آ رہی ہے۔"

"کیا اس سے خطرہ کا احتمال ہے؟"

"اتنا کہ بیان نہیں کر سکتا میں نے اپنی دانست میں سب تیاریاں مکمل کر لی تھیں مگر یہ معلوم نہ تھا ایک غیبی روک انہیں درہم برہم کرنے کے لئے پیدا ہو جائے گی۔ دس بج گئے ۔۔۔ وہ آتا ہوگا۔ اب ہماری کامیابی اور اس سے زیادہ سر ہنری کی سلامتی کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس دھند کے چھا جانے سے پہلے آ جائے۔"

رات نکھری ہوئی اور مطلع صاف تھا۔ سقف آسمان پر بے شمار تارے سرد اور چمکیلے جواہرات کی طرح جگمگا رہے تھے۔ اور آدھا چاند نقرئی چراغ کی مانند دلکش مدھم روشنی پیدا کرتا تھا۔ ہمارے سامنے میری پٹ ہوس کی دھندلی عمارت اس کی ڈھلوان چھتیں اور اونچے دود کش فضا میں اٹھے ہوئے سیاہ نظر آتے تھے۔ زیریں کھڑکیوں سے خارج ہونے والی روشنی کی چوڑی لکیریں باغ اور اس سے پرے کچھار کی حد تک پھیلی ہوئی تھیں۔ دفعتاً ایک ان میں سے مٹ گئی۔ معلوم ہوا نوکر باورچیخانہ سے رخصت ہو گیا۔ اب صرف کھانا کھانے کے کمرہ میں ہانڈی دار لیمپ روشن تھا۔ جہاں میز کے دو طرف دو آدمی مختلف احساس لئے بیٹھے تھے۔ میزبان اپنے قلب سیاہ میں قتل کا ارادہ پختہ

کیے ہوئے اور جہان اصلی خطرہ سے بے خبر مبہم تفکرات کی الجھن میں ... دونو سگار پیتے ہوئے رخصتی باتیں کر رہے تھے۔

اور اس عرصہ میں دھند کا سپید بادل جو بتدریج ویرانہ کے نصف حصہ پر محیط ہو چکا تھا۔ بڑی آہستہ مگر یقینی رفتار سے چلتا مکان سے قریب تر ہوتا جارہا تھا آندھی کے غبار اولیں کی طرح اس کا کچھ حصہ کھڑکی سے خارج ہونیوالی روشنی کو عبور کرتا ہوا گذرا باغ کی پرلی دیوار پہلے ہی سایہ میں آچکی تھی۔ اب درخت اور پودے بھی دھندلے اور تاریک نظر آنے لگے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے دھند کے بخاری حلقے آہستہ چلتے ہوئے مکان کے آخری کونوں تک پہنچ گئے۔ اور بتدریج اس کے گرد اس طرح حلقہ ڈال لیا۔ کہ اب صرف بالائی منزل اور چھت اس جہاز کی مانند نظر آتی تھی جو کہر آلود سمندر کی ساکن سطح پر بے حرکت کھڑا ہو۔ ہومز نے بے صبری سے اپنا ہاتھ چٹان پر مارا۔ اور زمین کو پاؤں سے ٹھکرا کر کہنے لگا۔

"اگر وہ پاؤ گھنٹہ تک نہ آگیا تو سارے رستہ پر دھند چھا جائے گی۔ اور آدھے گھنٹے کے عرصہ میں ہاتھ کو ہاتھ سوجھنا بھی دشوار ہو جائے گا۔"

"کیا چند قدم پیچھے ہٹ کر کسی اونچے مقام پر انتظار کرنا بہتر ہوگا؟"

"اس کے سوا چارہ بھی کیا ہے؟"

ہزیمت خوردہ فوج کی طرح ہم اس ہمہ گیر دھند کے آگے بتدریج ہٹنے لگے حتےٰ کہ مکان سے قریباً نصف میل کے فاصلہ پر پہنچ گئے۔ بہت دور حد نگاہ پر شب دود کا بحر اخضر ضیا ریز چاندنی سے مجلا اور شفاف بہ آہستگی مگر استقلال کے ساتھ ہماری طرف بڑھا آرہا تھا۔

دفعتاً ہومز چلتے چلتے رک گیا اور کہنے لگا "ہم بہت دور آگئے بس اب یہیں قیام کرنا چاہیئے۔ یہ بھی تو نہ ہو کہ وہ ہماری مدد سے پہلے ہی مغلوب ہو جائے۔" اس نے دوزانو

ہو کر اپنا کان فرش زمین پر لگایا۔ اور سننے لگا۔ پھر بولا "شکر ہے میں اس کے پاؤں کی آواز سنتا ہوں۔"

کچھار میں چاروں طرف سناٹا تھا۔ اور اس سکوت عظیم میں کسی کے پاؤں کی تیز چاپ صاف اور واضح سنائی دیتی تھی۔ پتھروں کے سایہ میں چھپے ہوئے ہم تینوں دھند کے اس کثیف بادل کو جس کا بالائی حصہ روشن اور زیریں تاریک تھا۔ بغور دیکھ رہے تھے۔ آواز تیز تر ہو گئی۔ اور دیکھتے دیکھتے وہ جس کا انتظار تھا۔ دھند کے سایہ سے اس طرح نکلا جیسے ناٹک میں ایکٹر پردہ سے باہر آتا ہے۔ صاف نکھری ہوئی روشنی میں پہنچکر اس نے خوف و حیرت سے چاروں طرف دیکھا۔ پھر اسی طرح تیز چلتا اس مقام کے پاس سے گذر گیا۔ جہاں ہم پتھروں کے سایہ میں چھپے ہوئے بیٹھے تھے۔ مگر ہم نے دیکھا کہ وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس طرح پیچھے کی طرف دیکھتا تھا۔ گویا سخت پریشان اور بے چین ہے۔

"سنو!" یکایک ہومز نے کہا۔ اور اس کے ساتھ مجھے پستول کا گھوڑا دبانے کی آواز سنائی دی۔ "وہ بھی آرہا ہے!"

اس دھند میں جو دور تک پردہ ظلمات کی مانند چھائی ہوئی تھی۔ کسی جگہ چوپایہ کے دوڑنے کی ہلکی مدھم اور مسلسل آواز ہمارے کانوں میں آنے لگی۔ شب دھند کا بادل اس مقام سے جہاں ہم چھپے ہوئے تھے۔ قریباً پچاس گز فاصلہ پر تھا۔ اور ہم تینوں یہ جاننے کے لئے کہ اس کے اندر سے کونسا بھیانک منظر پیش ہونیوالا ہے۔ حیرت و خوف سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ہومز کے پہلو میں کھڑے ہو کر ایک بار میں نے اس کا چہرہ دیکھا تو اس کی رنگت نہایت زرد اور آنکھوں میں جوش کی تیز چمک پائی جاتی تھی۔ دفعتاً وہ آنکھیں جو دھند پر جمی ہوئی تھیں فرط حیرت سے کھل گئیں۔ لب کشادہ ہو گئے۔ اور ایک بار اس کا بدن بھی بڑے زور سے کانپا۔ لسٹریڈ تو خوف سے چیخ مار کر وہیں اوندھے منہ لیٹ گیا۔ اور گو میں نے اس موقعہ پر حیرت خیز ضبط و استقلال کا ثبوت دیا تاہم

میرا بھی وہ ہاتھ جس میں پستول تھا بے بس ہو گیا۔ اور دل اس ہولناک صورت کو دیکھ کر جو دھند کے پردہ سے نمودار ہوئی۔ زور سے دھک دھک کرنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ ایک کتا سیاہ۔ شبرنگ اور دیو ہیکل کتا۔ اتنا بڑا کہ کبھی انسان کے دیکھنے میں نہیں آیا۔ دوڑتا ہوا اس راہ پر چلا آ رہا ہے۔ جدھر سر ہنری گئے تھے۔ اس کے کھلے منہ اور تیز آنکھوں سے واقعی آگ کے چھوٹے نیلمیں شعلے نکل رہے تھے۔ جھلملاتے ہوئے تیز شعلے جو اس کی تھوتھنی کے گرد ہالہ کی طرح نظر آتے تھے۔ شرلک ہومز کی صحبت میں رہ کر میں نے اپنی زندگی میں صدہا عجائبات دیکھے ہیں۔ لیکن بخدا ایسا پر خوف جہنمی نظارہ جو اس وقت مجھ کو دکھائی دیا کبھی کسی آدمی کو ہیبتناک خواب کی حالت میں بھی نظر نہ آیا ہوگا۔ وہ خوفناک تاریک صورت اور آتش ریز دہانہ جو دھند کے پردہ سے دفعتاً نمودار ہوا۔ لوہے کے دل کو بھی ہراساں کرنے کے لئے کافی تھا۔

لمبی لمبی چھلانگیں مارتا وہ خوفناک دوزخی حیوان اسی راہ پر بھاگا جا رہا تھا۔ جدھر سر ہنری اس سے چند منٹ پیشتر گیا تھا۔ ہم ایسے دیکھ کر اتنے سہم گئے کہ تھوڑی دیر ہومز کی سکت بھی جاتی رہی۔ آخر اس وقت جب وہ ہمارے پاس سے گذر گیا۔ اور ہمارے اعصاب نے پھر ایک بار سنبھالا لیا۔ تو میں نے اور ہومز نے ایک ساتھ اس پر فیر کئے۔ آتشی حیوان کے منہ سے زور کی چیخ نکلی۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ ہماری کم از کم ایک گولی ضرور نشانہ پر بیٹھی ہے۔ مگر وہ گولی کھا کر بھی نہیں رکا۔ اسی طرح دوڑتا سر ہنری کے تعاقب میں چلا گیا۔ ہم نے بہت دور راہی راہ پر بیرونٹ کو دیکھا۔ جو پیچھے مڑ کر اس مہیب کتے کو خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ چاند کی روشنی میں اس کا چہرہ برف کی طرح سپید نظر آیا۔ دونوں ہاتھ شدت ہراس سے اوپر کو اٹھے ہوئے۔ اور آنکھیں بیکسی کے عالم میں اس جہنمی حیوان پر لگی ہوئی تھیں۔ جو چوٹ کھا کر بھی اندھا دھند اس کے پیچھے دوڑا جا رہا تھا۔

مگر اس چیخ نے جو پہلے فائر کے بعد سنائی دی تھی۔ تمام اندیشوں کو جو کتے کی فوق الفطرت ہستی کے متعلق ہمارے دلوں میں تھے۔ آن واحد میں زائل کر دیا۔ خیال آیا۔ کہ جو حیوان تکلیف محسوس کر سکتا ہے وہ ضرور فانی ہوگا۔ اور جسے ہم زخمی کر سکتے ہیں اسے ہلاک کرنا بھی غیر ممکن نہیں۔ میں نے پیدل دوڑنے والوں کے بہت قصے سنے ہیں مگر خدا جانتا ہے کبھی کوئی آدمی اس تیزی رفتار سے نہ دوڑا ہوگا جس طرح ہومز اس رات دوڑا۔ فائر کی آواز سن کر لسٹریڈ بھی اٹھ بیٹھا تھا۔ اب آگے آگے ہومز اس کے پیچھے میں اور میرے بہت پیچھے لسٹریڈ۔ اس ترتیب سے ہم کتے کے تعاقب میں دوڑنے لگے۔ سر ہنری کے منہ سے یکے بعد دیگرے کئی چیخیں نکلیں۔ جن کے ساتھ ملی ہوئی کتے کے گرجنے کی آواز اتنا ہولناک سماں پیدا کرتی تھی۔ کہ میں اسے مدت العمر نہ بھولونگا ہمارے پہنچتے پہنچتے کتے نے اچھل کر سر ہنری پر حملہ کر دیا۔ اور اسے زمین پر گرا کر گردن جھنجھوڑنے لگا۔ اس کے ایک لمحہ بعد ہومز نے اپنے پستول کی پانچ گولیاں اس کے پہلو میں تہ نشین کر دیں۔ وہ زخمی حیوان نے جان کنی کی حالت میں ایک آخری چیخ ماری۔ وہ سر ہنری کو چھوڑ کر ہوا میں اچھلا منہ اور پھر تھوڑی دیر تشنجی حرکات کرتے رہے۔ اس کے بعد پہلو کے بل گر گیا۔ میرا دم پھولا ہوا اور بدن پسینے سے تر تھا اسی حالت میں جھک کر پستول کی نالی اس کے جھلملاتے ہوئے سر کے پاس رکھ دی۔ مگر گھوڑا دبانا بے سود تھا۔ کیونکہ کتا ہومز کی گولیوں سے ہی ہلاک ہو چکا تھا۔

اب تک سر ہنری اسی مقام پر جہاں وہ گرا بے حس و حرکت پڑا تھا۔ ہم نے کالر کھول کر ایک طرف پھینک دیا۔ پھر جب دیکھا کہ گردن پر کسی طرح کا زخم نہیں۔ اور ہم وقت پر مدد کو پہنچ گئے۔ تو ہومز نے اونچے لفظوں میں خدا کا شکریہ ادا کیا سر ہنری کے پپوٹے حرکت کر رہے تھے۔ معلوم ہوا ہلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لسٹریڈ کی جیب میں برانڈی کی شیشی تھی۔ اس نے جھٹ بیرونٹ کے منہ میں داخل کر دی

اس کے ساتھ ہی دہکتی ہوئی وحشت آمیز آنکھیں استفہامی نظروں سے ہماری طرف دیکھنے لگیں۔

"اف۔ میرے خدا یہ کیسا خواب تھا!" اس نے مری ہوئی آواز سے کہا "وہ کونسی ہیبت ناک چیز تھی جو مجھکو نظر آئی؟"

ہومز نے تسلی کے لئے اپنا ہاتھ اس کے دل پر رکھ دیا اور کہا "جو کچھ بھی تھا اس کا خاتمہ ہو چکا۔ شکر ہے۔ وہ روائت جو صدیوں سے آپ کے خاندان میں چلی آتی تھی۔ آج ہمیشہ کے لئے مٹ گئی۔"

ادھر سے فارغ ہو کر مردہ کتے کو بغور دیکھا۔ تو بڑا قدآور اور شہ زور تھا نسلاً نہ خالص بلڈ ہونڈ اور نہ میسٹف۔ بلکہ معلوم ہوتا تھا ان دونو کے میل سے پیدا کیا گیا ہے۔ لمبا۔ لاغر مگر نہایت تندخو اور اتنا بڑا جیسے چھوٹی شیرنی ہوتی ہے۔ مرنے کے بعد بھی اس کے خوفناک جبڑوں سے چھوٹے نیلگوں شعلے نکل رہے تھے۔ اور تیز آتشی حلقے اس کی چھوٹی بے رحم آنکھوں کے گرد قائم تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کی تھوتھنی پر رکھ کر اٹھایا۔ تو میری اپنی انگلیاں رات کے اندھیرے میں جگمگا رہی تھیں۔

"شاید فاسفورس برتا گیا ہے" میں نے کہا۔

"خالص نہیں اس کا محلول۔ جو بڑی احتیاط کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔" ہومز نے بو سونگھ کر جواب دیا "خالص ہوتا تو اس کی بو کتے کی شامہ میں فرق ڈالتی۔ سر ہنری میں آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ اس قدر خوفزدہ ہونے کا موقعہ پیش آنے دیا۔ اتنا میں بھی جانتا تھا۔ کہ کتا خوفناک ہوگا۔ پر اتنا!" اس نے لاش کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اس کے علاوہ دھندنے اور زیادہ کام بگاڑ دیا۔"

"صاحب آپ نے میری جان بچائی ہے۔ میں تازیست آپ کا احسان نہ بھولونگا بچائی ہے۔ مگر پہلے خطرہ میں ڈال کر۔ کیا اب آپ سیدھے کھڑے ہو سکتے ہیں؟"

"دو گھونٹ اس بوتل کے اور دیجیے۔ پھر میں تیار ہو جاؤں گا۔۔ بس۔ اب میرا ہاتھ پکڑ کر اٹھا دیجیے۔ اور فرمائیے اب کیا کرنا چاہیئے؟"

"درست آپ یہیں ٹھہریں۔ کئی اور واقعات ہیں جن میں فی الحال آپ حصہ نہ لے سکیں گے۔ تھوڑی دیر اس جگہ انتظار کریں۔ تو ہم میں سے ایک آدمی آپ کو ہال تک چھوڑ آئے گا۔"

اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر لڑکھڑا کر رہ گیا۔ چہرہ اب بھی لاش کی طرح زرد اور بدن زور زور سے کانپ رہا تھا۔ ہم نے اس کو سہارا دے کر ایک چٹان پر بٹھا دیا۔ اور وہ بچوں کی طرح گھٹنوں میں سر دیئے کانپتا ہوا وہیں بیٹھ گیا۔

"آپ تھوڑی دیر انتظار کریں" ہومز نے کہا۔ "باقیماندہ کام بہت جلد ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ تحقیقات مکمل ہو چکی۔ مگر مجرم کو گرفتار کرنا باقی ہے۔"

سر ہنری کو چھوڑ کر ہم میری پٹ ہوس کی طرف روانہ ہوئے۔ تو رستے میں ہومز نے کہا۔ "سو فیصدی مجھے اس کے گھر ملنے کی امید نہیں۔ گولی کی آواز سنتے ہی جان گیا ہوگا۔ کہ بازی ہار گیا۔"

"کیا عجب دھند اور فاصلہ کی وجہ سے یہ آواز اس کے کانوں تک نہ پہنچی ہو۔"

"نہیں وہ ضرور اس کے پیچھے آرہا تھا۔ تاکہ سر ہنری کے ہلاک ہوتے ہی اس کو واپس بلالے۔ میرا اندازہ یہ کہتا ہے کہ فرار ہو گیا۔ لیکن رفع شک کے لئے مکان کے ہر حصہ کو اچھی طرح دیکھنا لازم ہے۔"

دروازہ کھلا تھا۔ ہم تیز چلتے ہوئے اندر گئے۔ اور ایک ایک کمرے سب کمرے دیکھنے لگے۔ بڈھا نوکر اندازِ حیرت سے ہماری طرف گھورتا مگر پوچھنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ کھانا کھانے کے کمرہ میں وہی لمپ روشن تھا۔ ہومز نے اس کو اٹھا کر مکان کا کونا کونا تلاش کیا۔ ہم سارے مکان میں پھر گئے۔ پر وہ جس کی تلاش تھی کہیں نظر نہ آیا۔

بالائی منزل پر پہنچے تو خوابگاہ کا دروازہ اندر سے بند تھا۔

"ضرور کوئی اس کے اندر چھپا ہوا ہے" لسٹریڈ نے کہا۔ "سنا کسی کے حرکت کرنے کی آواز بھی آتی ہے۔ دروازہ کھول کر دیکھنا چاہیئے۔"

کمرہ سے ایک مدہم کراہٹ اور سرسراہٹ سنائی دیتی تھی۔ ہومز نے اس مقام پر جہاں دروازہ کے اندر کنڈی لگی ہوئی تھی۔ پورے زور سے پیر کی ٹھوکر ماری۔ دروازہ کھل گیا۔ اور ہم تینوں بھرے ہوئے پستول ہاتھ میں لئے دھڑدھڑاتے ہوئے اندر گھس گئے۔

مگر خوفناک اور عیار دشمن کا جس کی ہم کو تلاش تھی۔ اس جگہ بھی نام ونشان نہ تھا۔ ہاں وسط میں ایک ایسا عجیب اور خلاف توقع منظر دکھائی دیا۔ جس سے ہم سب حیران و ششدر رہ گئے۔

کمرہ ایک چھوٹے عجائب خانہ کی طرح تھا۔ دیواروں کے ساتھ شیشہ کے دروازوں کے ڈسک رکھے ہوئے اور ان میں بے شمار بھونرے۔ بھنگے اور مردہ تتلیاں بند تھیں وہ چیزیں جن کو یہ خوفناک اور متلون مزاج آدمی تفریحاً پکڑ کر جمع کیا کرتا تھا۔ کمرہ کے وسط میں ایک سیدھا چوبی ستون تھا۔ جو شاید چھت کے کسی کرم خوردہ شہتیر کے سہارے کے لئے کھڑا کیا گیا ہوگا۔ اس ستون کے ساتھ کسی کو بے شمار چادروں میں لپیٹ کر اس طرح جکڑا ہوا تھا۔ کہ بادی النظر میں یہ جاننا مشکل ہوتا۔ کوئی مرد ہے یا عورت ایک کپڑا اس کے سینہ سے گذار کر ستون کی پشت پر بندھا ہوا تھا۔ دوسرا اس کے چہرہ پر اس طرح کہ دو سیاہ آنکھیں رنج والم اور خوف وندامت سے بھری ہوئی اس کے اوپر سے ہماری طرف استفہامی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ آن واحد میں ہم نے وہ سب کپڑے اتار کر پرے پھینک دیئے۔ اس کے ساتھ ہی مسز سٹیپلٹن جو ان کے اندر لپٹی ہوئی تھی بے ہوش ہو کر وہیں فرش زمین پر گر پڑی۔ میں نے اس کے جھکے ہوئے

خوشنما سر کے پچھلی طرف دیکھا۔ تو گردن پر چابک کا سرخ نشان صاف و واضح نظر آتا تھا!
"دیکھی ظالم کی بے رحمی!" ہومز نے بے قرار ہو کر کہا "لسٹریڈ وہی برانڈی کی شیشی دینا۔ اور اب تم دونوں اسے ایک آرام کرسی پر لٹا دو۔ شاید مارپیٹ اور تھکن سے بیہوش ہو گئی ہے۔"

اتنے میں مسز سٹیپلٹن نے آنکھیں کھول دیں اور مری ہوئی آواز سے پوچھا۔

"کیا وہ بچ گیا؟"

"میڈم اب وہ بچ کر کہاں جا سکتا ہے!"

"نہیں میں اپنے شوہر کے لئے نہیں پوچھتی۔ سر ہنری... کیا ہر طرح محفوظ ہے؟"

"ہاں"

"اور کتا؟"

"مر گیا"

اس کے منہ سے اطمینان کی گہری آہ نکلی۔ پھر کہنے لگی "خدا کا شکر ہے۔ مگر دیکھئے اس بے رحم نے مجھ پر کتنا ظلم کیا ہے۔" اس نے دونوں بازو ننگے کر کے دکھائے۔ ان پر جا بجا نیلے نشان اور زخم تھے "مگر یہ باہر کے زخم کیا چیز ہیں جس نے میرے دل و دماغ کو مجروح کیا ہے۔ میں ساری بدسلوکیاں۔ تنہائی۔ مکر و فریب کی زندگی۔ سب کچھ برداشت کر سکتی تھی۔ بشرطیکہ یہ امید میرا سہارا ہوتی۔ کہ وہ مجھے چاہتا ہے۔ مگر جب دیکھتی ہوں۔ میں اس کے ہاتھ میں محض ایک کٹھ پتلی کی طرح تھی..." اتنا کہہ کر وہ سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔

"میڈم۔ ایسے پاجی مرد کے لئے تمہارے دل میں کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی"۔ ہومز نے کہا۔ "اس لئے اب کوئی بات نہ چھپایئے۔ آپ نے کئی ایک برائیوں میں اسکو مدد دی ہے۔ اس کی تلافی کے لئے اب ہماری مدد کیجئے۔ اور بتایئے ہم اسے کس جگہ تلاش کر سکتے ہیں؟

"بس ایک جگہ ہے جہاں وہ بھاگ کر چھپا ہوگا" اس نے جواب دیا۔ "دلدل کے وسط میں ایک غیر آباد جزیرہ پر ناگنہ کی کان ہے۔ وہیں وہ اس کتے کو چھپا کر رکھتا تھا۔ اور یہی اس کی اپنی جائے پناہ تھی۔ وہ ضرور وہیں گیا ہوگا۔"

باہر کھڑکی کے شیشوں پر دھند کا بادل پردہ کثیف کی مانند چھایا ہوا تھا۔ ہومز نے لیمپ اٹھا کر اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کون اس اندھیرے میں گریمپن کی خوفناک دلدل سے بچ کر گذر سکتا ہے۔"

وہ یکایک ہنسنے لگی۔ وحشیانہ مسرت کی جھلک اس کی آنکھوں میں تھی۔ اور لیمپ کی روشنی میں خوشنما سپید دانت چمکتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ کہنے لگی۔

"ممکن ہے ایک بار دلدل سے گذر کر جزیرہ تک پہنچ جائے۔ مگر اس کا واپس آنا غیر ممکن ہے۔ اس اندھیری رات میں وہ ان نشانوں کو کیسے دیکھ سکتا ہے۔ جن کی مدد سے دلدل سے باہر آیا کرتا تھا۔ ہم نے مل کر وہ نشان گاڑے تھے۔ کاش میں ان کو اکھاڑ دیتی کیونکہ پھر وہ آپ کے رحم پر ہوتا۔"

جب تک دھند چھائی ہوئی تھی سٹیپلٹن کا تعاقب بے سود نظر آتا تھا۔ ناچار لسٹریڈ کو اس مکان پر چھوڑا۔ اور ہم دونو سر ہنری کو باسکرولی ہال لے گئے۔ سٹیپلٹن کے قصہ کو اس سے چھپانا غیر ممکن تھا۔ مگر جب ہم نے اس عورت کا حال بیان کیا جس پر وہ سو جان سے فریفتہ ہو چکا تھا۔ تو تھوڑی دیر کے لئے سخت بیقرار ہوا پھر اس صدمہ کو دلیری سے برداشت کر کے ایک آہ سرد کھینچی۔ مگر اس کے اعصاب شکست ہو گئے تھے۔ صبح ہوتے ہوتے اس زور کا بخار ہوا۔ کہ سرسام تک نوبت جا پہنچی۔ بہت دن ڈاکٹر مارٹیمر کے زیر علاج رہا۔ اور آخر صحت یاب ہوا تو اتنا کمزور تھا۔ کہ انتظام ریاست ہاتھ میں لینے سے پہلے اس کے لئے لمبا بحری سفر تجویز کیا گیا۔ اور کچھ عرصہ بعد وہ ڈاکٹر مارٹیمر کے ساتھ اس پر روانہ ہو گیا۔

میری عجیب داستان اب قریب الختم ہے۔ اسے بیان کرتے ہوئے میں نے قصداً آپ لوگوں کو ان خوفناک اندیشوں اور مبہم قیاسوں میں اپنا شریک بنایا تھا۔ جو عرصہ دراز تک میری نظروں کے آگے بادل کی طرح چھائے رہے۔ مگر اب انجام واضح کرنے کے لئے عجلت و اختصار سے کام لیتا ہوں۔ اگلی صبح کو دھند ہٹ گئی۔ تو ہم مسز سٹیپلٹن کو ساتھ لیکر دلدل پر گئے۔ اس نے ہمیں وہ مقام دکھایا جس سے گذر کر جزیرہ تک جانے کا رستہ تھا۔ جس شوق و مسرت سے وہ اس وقت ہماری مدد کر رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ شوہر کے پاس رہتے ہوئے اس غریب کی زندگی کس بھیانک حالت میں بسر ہوئی ہے۔ اس کو ٹھوس زمین کے تنگ جزیرہ نما کے سرے پر چھوڑ کر۔ جو دلدل کے بیچوں بیچ ایک پیچدار رستہ کی طرح غیر آباد جزیرہ تک جاتا تھا۔ ہم بڑی احتیاط سے قدم اٹھاتے اندرونی حصہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دونوں کناروں پر چھوٹے چھوٹے نشانات تھے۔ اور ان کی حدود تنگ کے اندر اس خوفناک دلدل کے وسط میں جس کے عمق کا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔ نرسل کے جھاڑوں کے ساتھ ساتھ ہومز میں اور لسٹریڈ آگے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ بیچ بیچ آبی پودوں اور گھنی جھاڑیوں سے تیز مہک اٹھتی تھی۔ اور آبی بخارات دماغ میں ہیجان پیدا کرتے تھے۔ سہواً ایک پاؤں بھی ادھر ادھر ہو جاتا۔ تو رانوں تک اس نرم سیاہ دلدل میں پھنس جاتے جس کی ہلکی ہلکی لہریں تھوڑی دور جا کر ختم ہو جاتیں۔ ٹھوس زمین بھی اتنی لیسدار تھی کہ قدم اٹھانا مشکل ہو رہا تھا۔ یہ معلوم ہوتا کوئی نادیدہ شیطانی ہاتھ زور سے پکڑ کر اس بھیانک دلدل کی خوفناک گہرائی میں کھینچنا چاہتا ہے۔ جس میں ایک بار غرق ہو کر قیامت تک نکلنا محال تھا۔ صرف ایک جگہ اس طرح کا نشان نظر آیا جس سے معلوم ہوتا تھا کوئی آدمی ہمارے آگے اس خطرناک رستہ سے گذرا ہے۔ پٹری کے ایک طرف دلدل میں اُگے ہوئے جھاڑ کے ساتھ کوئی چیز بہ رنگ سیاہ اٹکی ہوئی تھی۔ ہومز اس کو پکڑنے کے لئے جھکا۔ تو کمر تک کیچڑ میں گڑ گیا۔ فی الحقیقت اگر ہم دو آدمی مل کر کھینچنے کے لئے پاس نہ ہوتے تو شاید وہیں اس کا قصہ تمام

ہو جاتا۔ اور دنیا شرلک ہومز کے آئندہ کارناموں کے لئے ترس جاتی۔ یہ ایک کالا بوٹ تھا جس کے اندر کارخانہ کا نام میرز ٹورنٹو چھپا ہوا تھا۔

ہومز نے اسے دیکھ کر دیکھ کر کہا "چیز ایسی تھی جس کے لئے یہ ناپاکی خوشی سے برداشت کی جا سکتی ہے۔ یہ ہمارے دوست سر ہنری کا وہی کھویا ہوا بوٹ ہے۔ جس کے لئے بہت دن سرگرداں رہے تھے۔"

"شاید سٹیپلٹن بھاگتے وقت اس کو یہاں پھینک گیا۔"

"جب اس نے کتے کو سر ہنری کے پیچھے لگایا تو یہ بوٹ اس کو سنگھانے کے لئے پاس تھا۔ مگر اس کے بعد جب گولیوں کی آواز سنائی دی۔ اور معلوم ہوا کہ سارا کھیل بگڑ گیا۔ تو گھبراہٹ میں بوٹ کو اسی طرح ہاتھ میں لئے دلدل کی طرف دوڑا۔ کم از کم اس مقام تک اس کا بحفاظت آنا یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے۔"

مگر آگے کا حال کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ قیاس جانتا تھا کہ انجام کیا ہوا۔ پر تحقیق عاجز تھی۔ اس نرم دلدلی زمین میں جہاں دبی ہوئی مٹی بہت جلد اپنی اصلی سطح پر آ جاتی ہے۔ نقش پا تلاش کرنا غیر ممکن تھا۔ لیکن جب ہم جزیرہ کی ٹھوس زمین پر پہنچے اور مشتاق نظروں سے پاؤں کے نشانات ڈھونڈنے لگے تو وہاں بھی اس کی موجودگی کا کوئی سراغ نظر نہ آیا۔ پھر بھی اگر آثار سے حقیقت حال معلوم کرنا ممکن ہے۔ تو میرے خیال میں اس یادگار رات کو جب سٹیپلٹن دھند کی پروا نہ کر کے اس دلدل کی طرف دوڑا۔ تو اندرونی جزیرہ کی جائے پناہ تک نہ پہنچ سکا گرمپن کی اس وسیع اور خوفناک دلدل کے وسط میں کسی مقام پر یہ سنگدل اور بے رحم شخص آج تک دفن ہے۔ نرم کیچڑ نے اسے اپنے اندر جذب کر لیا۔ اور وہیں اس کی ہستی ناپاک کا خاتمہ ہوا۔

دلدل سے گھرے ہوئے اس ویران جزیرہ میں ہم نے کئی ایسے نشانات دیکھے جن سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اپنے وحشی مددگار کو اسی میں چھپایا کرتا تھا۔ ایک بہت بڑا

پہیہ اور ایک شگاف جس کا نصف حصہ کوڑے کرکٹ سے بھرا ہوا تھا۔ یہ چیزیں ترک کی ہوئی سانگ کی کان کا سراغ مہیا کرتی تھیں۔ پاس ہی ان جھونپڑیوں کے کھنڈر تھے جہاں کسی زمانہ میں کان کن مزدور رہا کرتے ہوں گے۔ مگر وہ بڑھتی ہوئی دلدل کی وجہ سے کسی طرف کو چلے گئے۔ انہی شکستہ جھونپڑیوں میں سے ایک کے اندر کھونٹے سے بندھی ہوئی لوہے کی زنجیر اور بکھری ہوئی ہڈیاں ثابت کرتی تھیں۔ کہ دیوہیکل کتے کو اس جگہ باندھ کر رکھا جاتا تھا۔ ایک کونے میں ہڈیوں کا پنجر نظر آیا جس کے ساتھ چند بھورے رنگ کے بال لگے ہوئے تھے۔

"یہ کسی کتے کا پنجر ہے؟" ہومز نے اسے دیکھ کر کہا۔ "آہ۔ معلوم ہوتا ہے یہ گھومے ہوئے بالوں کا کوئی سپینیل کتا تھا۔ بے چارہ مارٹیمر اب وہ اپنے عزیز کتے کو پھر زندہ نہ دیکھے گا۔ واٹسن اب کونسا راز قابل دریافت باقی رہ گیا ہے؟ سٹیپلٹن اپنے کتے کو یہیں چھپا کر رکھتا تھا۔ مگر اس کی آواز بند کرنا چونکہ غیر ممکن تھا۔ اس لئے وہ خوفناک آوازیں کبھی کبھی سنائی دیتی تھیں۔ جن کی بدولت دہات کے لوگ شیطانی کتے کی ہستی کے قائل ہو گئے تھے۔ اوقات ضرورت میں وہ اس کتے کو میری پٹ ہوس میں بھی رکھ سکتا تھا۔ مگر شاذ ونادر ہی اور وہ بھی انتہائی مجبوری کے وقت کیونکہ اس جگہ افشا کا خوف دامنگیر رہتا تھا۔ ایسی جرأت صرف ان موقعوں پر کی جاتی تھی۔ جب کوئی آخری اور انتہائی کوشش عمل میں آنے والی ہو۔ اس ٹین کے ڈبے میں جو لئی سی نظر آتی ہے غالباً یہی وہ مرکب ہے جسے وہ کتے کے منہ اور آنکھوں کے گرد مل دیتا تھا۔ شیطانی کتے کی روایت سننے کے بعد اس نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا کہ نقل پر اصل کا گمان ہو۔ غریب سر چارلس نے اسی کتے سے ڈر کر جان دی۔ اور بدنصیب سلڈن بھی اگر اسے دیکھ کر چیخیں مارتا ہوا اندھا دھند دوڑا تو یہ امر باعث حیرت نہیں ہو سکتا سر ہنری طبعاً بہت دلیر ہیں۔ مگر اس آتشی کتے کو دیکھ کر وہ بھی گھبرا گئے۔ اور میرے

خیال ہیں ان کی بجا کوئی اور شخص ہوتا ۔ تو اندھیرے میں اس طرح کے خوفناک حیوان کو اپنے تعاقب میں دوڑتا ہوا دیکھ کر ضرور ڈر جاتا ۔ سٹیپلٹن کی یہ چال نہایت عیارانہ تھی کیونکہ اس ذریعہ سے نہ صرف وہ اس شخص کو جس کی ہلاکت منظور ہو ۔ سہما کر مار سکتا تھا ۔ بلکہ اگر کوئی شخص اس کتے کو اتفاقاً ویرانہ سے گزرتے ہوئے دیکھ لیتا تو سمجھتا تھا ۔ کہ وہی شیطانی کتا ہے جس کی روائت قدیم سے خاندان باسکرولی میں چلی آتی تھی ۔ تحقیق کی فرصت نہ کسی کو تھی ۔ نہ کسی نے کی ۔ بہر حال واٹسن یہ بات میں نے لندن میں بھی تم سے کہی تھی ۔ اور اب پھر کہتا ہوں کہ مجھے اپنی زندگی میں کبھی اتنے خطرناک آدمی سے مقابلہ کا موقعہ نہ ملا ہوگا جتنا وہ تھا ۔ جو اس جگہ دائمی نیند سوتا ہے ۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا لمبا بازو سبز رنگ کی اس وسیع دلدل کی طرف پھیلایا جو دور تک بچھی ہوئی اور حدِ نگاہ پر کچھار کے ویرانہ سے ملی ہوئی نظر آتی تھی ۔

حصہ سوم ختم ہوا

ایک نظر بازگشت

مقام :۔ لندن

وقت :۔ پہلی رات کا

اس جانگداز ناٹک کا آغاز لندن میں ہی تھا۔ وہیں اس کا انجام ہوتا ہے۔

اخیر نومبر کے دن تھے۔ شہر پہ دھند چھائی ہوئی اور ہلکی سرد بارش ہو رہی تھی ہم دونو ۔ یعنی میں اور ہومز۔ بیکر سٹریٹ والے مکان میں سلگائی ہوئی آگ کے سامنے بیٹھے پائپ پی رہے تھے۔ وہ باسکرولی ہال کے ہوشربا واقعہ کے بعد دو نہایت اہم مقدمات میں حصہ لے چکا تھا۔ ایک نان پریل کلب کا واقعہ فاجعہ جس میں کرنیل اپ ووڈ نے تاش کے کھیل میں بعض شرمناک افعال کئے تھے۔ دوسرا سیڈم مونٹ پنسیر کا مقدمہ جس پر اپنی سوتیلی بیٹی میڈموازل کاریر کے قتل کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ حالانکہ وہی لڑکی چھ ماہ بعد نیویارک میں زندہ اور شادی شدہ پائی گئی۔ ان دو مقدموں میں کامیابی حاصل کرنے کی وجہ سے میرا دوست بہت خوش نظر آتا تھا۔ اور چونکہ عام حالات میں وہ ہر قسم کی تفصیل سے دانستہ گریز کرتا۔ اور اسے تضیع اوقات سمجھتا ہے۔ اس لئے باسکرولی ہال کے واقعہ پراسرار کی باقاعدہ کیفیت معلوم کرنے کا موقعہ اچھا نظر آیا۔ شرلک ہومز کی عادت ہے کہ جب کسی مقدمہ میں حصہ لے رہا ہو۔ تو ذہن کو روشن اور صاف رکھنے کے لئے دوسرے معاملات پر بحث کرنا پسند نہیں کرتا۔ مگر آج ایک طرف اسکو فرصت اور فراغت تھی۔ دوسرے سر ہنری اور ڈاکٹر مارٹیمر اتفاق سے اسی دن سیاحت عالم کے

سلسلہ میں لندن آئے تھے۔ اور سپہبہر کو ان سے ملاقات بھی ہو چکی تھی۔ اس لئے میں نے اس ملاقات ہی کے سلسلہ میں اسرار باسکرولی کی تفصیل کا ذکر چھیڑ دیا۔

"واقعات کا سارا سلسلہ" اس نے میرے سوال پر تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد کہا اس شخص کے نکتہ نظر سے جس کا نام اب سٹیپلٹن ہی سمجھنا چاہئے۔ بالکل صاف اور سادہ تھا۔ گو ہمیں اس وجہ سے کہ آغاز میں اس کی نیت اور صحیح حالات کا علم نہ تھا۔ معاملہ بہت پیچیدہ اور وقت طلب معلوم ہوا حسن اتفاق سے مجھے دوبار مسز سٹیپلٹن سے گفتگو کا موقعہ ملا ہے۔ اور اب یہ معاملہ اتنا صاف اور واضح ہو گیا ہے۔ کہ میری رائے میں کوئی بات ایسی باقی نہیں رہی جسے پردہ راز میں چھپا ہوا سمجھا جائے۔ تفصیل دیکھنے کا شوق ہو تو میری جدول دار فہرست میں حرف بی کے ماتحت بعض ایسی یادداشتیں پاؤ گے جن سے تمہارے شبہات رفع ہو جائیں گے۔"

"مگر کیا مناسب نہ ہوگا۔ کہ تم زبانی کچھ حال بیان کر دو؟"

"عذر کچھ نہیں۔ مگر شک ہے کہ ساری تفصیل مجھے یاد ہو یا نہ ہو۔ جن لوگوں کو اپنے ذہنی قوا کسی نقطہ خاص پر جمع کرنے کی عادت ہو۔ ان کی حالت میں عموماً دیکھا گیا ہے۔ کہ حال کے واقعات ماضی کی یاد کو بالکل محو کر دیتے ہیں۔ تم کسی کامیاب بیرسٹر کو دیکھو۔ کسی زبردست مقدمہ میں پیش ہو رہا ہو۔ تو اس کو سارے حالات از بر یاد ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اس مقدمہ کا ماہر کامل سمجھا جاتا ہے۔ مگر ایک یا دو ہفتہ کے بعد نئے معاملات اگلے مقدمہ کی یاد کو اس طرح محو کر دیتے ہیں کہ وہ اس کو مسلسل یا مربوط پیرایہ میں بیان بھی نہیں کر سکتا۔ یہی حالت میری ہے۔ یعنی ہر نیا واقعہ پہلے کی یاد مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ میڈموازل کاریر کے مقدمہ نے باسکرولی ہال کے معاملہ کو بالکل ہی ذہن سے خارج کر دیا۔ اور عین ممکن ہے کہ کل کوئی اور معاملہ میری نظروں میں لایا جائے تو میں اس کے سلسلہ میں فرانسیسی حسینہ اور بدمعاش آپ ڈ کے واقعات کو بھی بھول

جاؤں۔ بہرحال جہاں تک آتشی کنتے کے راز کا تعلق ہے میں اس کے حالات اب بھی کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کر سکتا ہوں۔ درمیان میں کوئی بات رہ جائے تو خود پوچھ لینا۔

"تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ وہ مشابہت جو میں نے ہیوگو باسکرول کی تصویر اور سٹیپلٹن کی صورت میں دیکھی اصلی تھی۔ یعنی اس کا تعلق محض میرے وہم سے نہ تھا۔ یہ شخص سٹیپلٹن سر چارلس کے چھوٹے بھائی۔ اسی راجر باسکرول کا بیٹا تھا۔ جو بدنام ہو کر جنوبی امریکہ کو بھاگ گیا۔ اور جس کی نسبت مشہور تھا کہ لاولد مرا۔ مگر یہ خیال غلط تھا۔ اس نے شادی کی۔ اور اس تعلق سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام باپ کے نام پر راجر باسکرول رکھا گیا۔ یہ تمہارے سٹیپلٹن کا اصلی نام تھا۔ جوان ہوا تو اس شخص نے کوسٹاریکا کی ایک مشہور حسینہ برل گارسیا سے شادی کی۔ اور بہت سا روپیہ غبن کر کے بی بی سمیت انگلستان بھاگ آیا۔ یہاں آ کر اس نے اپنا نام وانڈیلور مشہور کیا۔ اور یارک شائر کے مشرق میں ایک سکول قائم کر کے رہنے لگا۔ صیغہ تعلیم سے اس کے تعلق کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ امریکہ سے انگلستان آتے ہوئے جہاز میں اس کی ملاقات ایک اور معلم سے ہو گئی جسے دق کا عارضہ تھا۔ وانڈیلور نے اس کی شہرت سے فائدہ اٹھا کر نئے سکول کو خاصہ کامیاب بنا لیا۔ مگر اس کے کچھ عرصہ بعد جب فریز یعنی اس مدقوق معلم کا انتقال ہو گیا۔ تو وانڈیلور کی بدانتظامی اور عدم توجہی سے گھاٹا پڑنے لگا۔ اب اس نے پھر ایک بار نام بدلا۔ اور چونکہ حیوانات و نباتات کی تحقیق کا دیرینہ شوق رکھتا تھا۔ اس لئے رہی سہی جتھا ساتھ لے کر نئی تجویزیں سوچتا سٹیپلٹن کے نام سے ڈیون شائر میں آباد ہو گیا۔ میں نے اس شہر کے مہتمم عجائب خانہ سے دریافت کیا ہے۔ کہ یہ شخص واقعہ میں طبعیات کا ماہر کامل اور مستند استاد تھا۔ حتےٰ کہ ایک خاص کیڑے کا نام اس کے نام پر وانڈیلور مشہور ہے۔ کیونکہ یارک شائر کے زمانہ قیام میں اسی نے سب سے پہلے اس کیڑے کی تحقیقات کی تھی۔

آؤ اب ہم اس شخص کی زندگی کے اس زمانہ کی طرف آتے ہیں جو ہمارے لئے خاص

دلچسپی رکھتا ہے میرے خیال میں یہاں آنے سے پہلے اس نے خفیہ تحقیقات سے معلوم کر لیا تھا۔ کہ خاندان باسکرولی کے آخری وارث کو راہ سے ہٹا دیا جا سکے۔ تو جائداد و ریاست آسانی سے اس کے قبضہ میں آ جائیگی۔ آغاز قیام میں غالباً اس کی تجویزیں مبہم اور دھندلی تھیں۔ مگر یہ بات کہ وہ ایک گہری سازش کا عندیہ لے کر گیا تھا۔ اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ یہاں پہنچتے ہی اس نے اپنی بی بی کو بہن ظاہر کرنا شروع کر دیا۔ شاید اس طمعہ سے وہاں لوگوں کو دام فریب میں پھنسانا چاہتا تھا جن کے خلاف منصوبے لے کر وہ اس جگہ آیا۔ ابھی تک وہ اس بات کو طے نہ کر سکا تھا کہ یہ کام کس طریقہ پر کیا جائے۔ بہرحال اس کا مدعا کسی طرح ریاست باسکرولی پر قبضہ کرنا تھا۔ اور اس کام کے لئے وہ ہر طرح کے خطروں سے گذرنے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔ ڈیون شایر میں آباد ہو کر پہلا کام جو اس نے کیا یہ تھا۔ کہ اپنے آبائی مکان کے عین پاس رہنے لگا۔ اور پھر اس کے بعد سر چارلس باسکرولی اور باقی ہمسایوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کر لئے۔

"بدقسمتی سے سر چارلس نے جن کے دل میں شیطانی کتے کا خوف ہر وقت سمایا رہتا تھا۔ ایک دن سٹیپلٹن سے اس روائت کا ذکر کر دیا۔ جو ہیوگو باسکرولی کے زمانہ سے اس خاندان میں چلی آتی تھی۔ اور اس طرح سچ پوچھو۔ تو خود اپنی ہلاکت کا سامان کیا۔ سٹیپلٹن جانتا تھا۔ کہ سر چارلس کا دل کمزور ہے۔ اور وہ کسی معمولی صدمہ سے بآسانی ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ باتیں اس کو خاندانی طبیب ڈاکٹر مارٹیمر کی زبانی جو سازشانہ ارادوں سے بالکل بے خبر تھا معلوم ہو چکی تھیں۔ وہ یہ بھی جانتا تھا۔ کہ سر چارلس کی طبیعت میں وہم بہت ہے۔ اور وہ اس کتے کی روائت کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اس قدر معلوم کرنے کے بعد اس کی تیز ذہانت نے وہ طریقہ سمجھایا جس سے بیرونٹ ہلاک بھی ہو جائے۔ اور قاتل پر حرف شک بھی نہ آنے پائے۔

"ساری تجویزیں سچتہ کر کے اس نے ان کی تکمیل کا کام ہاتھ میں لے لیا۔ اس کی سچا گوئی

عام مجرم ہوتا۔ تو ایک معمولی کتے سے کام لینا ہی کافی سمجھتا۔ مگر سٹیپلٹن ماہر عالم تھا۔ اپنی علمی معلومات سے اس نے کتے کو ویسا ہی خوفناک بنانے کی تجویز سوچی۔ جیسا روائت بیان کرتی تھی۔ فلہم روڈ پر راس اینڈ مینگلز کی دکان کتوں کی خرید و فروخت کے لئے مشہور ہے۔ یہ کتا جو ان کی دوکان میں سب سے وحشی اور خوفناک تھا۔ اس نے اپنے لئے خریدا۔ اور جہاز پر ڈیون شائر کی قریبی بندرگاہ تک لے جا کر کچھار کے رستہ پیدل چلتا اپنے گھر لے گیا۔ تاکہ کسی کو اس کتے کی آمد کا علم ہی نہ ہو۔ کیڑوں اور تتلیوں کی تلاش میں گرمپن مائر کے اندرونی جزیروں میں اس کی آمد و رفت عموماً رہتی تھی۔ یہ جگہ اس کتے کو چھپانے کے لئے بہت موزوں نظر آئی۔ چنانچہ کتے کو وہاں رکھ کر وہ موقعہ کا انتظار کرنے لگا۔

"مگر اس قسم کا موقعہ جو سر طرح مفید مطلب ہوتا بہت دیر کے بعد حاصل ہوا۔ مشکل یہ ہوئی کہ سر چارلس فطرتاً ڈرپوک اور وہمی طبیعت کے آدمی تھے۔ اور رات کے وقت کبھی اپنے مکان سے پرے جانا منظور نہ کرتے تھے۔ کئی بار سٹیپلٹن کتے کو ساتھ لیکر ان کی آمد کا منتظر ہوا۔ مگر اس قسم کا موقعہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ انہی لاحاصل کوششوں کے دوران میں بعض کاشتکاروں نے اس آتش ریز کتے کو دیکھا۔ تو ان کی زبانی خاندانی روایت کی اور بھی تصدیق ہو گئی۔ پہلے سٹیپلٹن کا خیال تھا۔ کہ اپنی بی بی کی مدد سے سر چارلس کو گھر سے باہر لا کر ہلاک کر سکوں گا۔ مگر وہ اس فریب میں مدد دینے کے لئے تیار نہ ہوئی۔ اس پر سٹیپلٹن نے اس کو دھمکایا۔ اور پھر زد و کوب بھی کیا۔ مگر جیسا مشہور ہے۔ اسے نہ ماننا تھا نہ مانی ناچار اس معاملہ کو کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کرنا پڑا۔

"مگر سٹیپلٹن کامل عیار تھا۔ اس نے جلدی ہی ان مشکلات کے حل کی نئی ترکیب سوچ لی۔ انہی دنوں سر چارلس نے جو اسے اپنا سچا دوست سمجھتے تھے۔ تقسیم خیرات میں اس کو اپنا مددگار بنا لیا تھا۔ اس کی سفارش پر وہ مسز لارا لائنز کو مدد دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور سٹیپلٹن لارا سے یہ کہہ کر کہ میں اب تک کنوارا ہوں۔ اسے اپنے بس میں کر چکا

تھا۔ اس نے وعدہ کیا۔ کہ اگر تم اپنے پہلے شوہر سے طلاق لے لو تو میں تم سے شادی کروں گا۔ معاملات اس حالت میں تھے۔ کہ خبر آئی سر چارلس ڈاکٹر مارٹیمر کے مشورہ سے غیر معین عرصہ کے لئے لندن جا رہے ہیں۔ اب سٹیپلٹن نے سوچا کہ جو کرنا ہے۔ فوراً کرنا چاہیئے۔ ورنہ شکار ایک بار ہاتھ سے نکل گیا۔ تو دوبارہ قابو آنا بہت مشکل ہوگا۔ اس نے مسز لائنز پر دباؤ ڈال کر سر چارلس کے نام ملاقات نیم شبی کی چٹھی لکھوائی اور کہا کہ ان سے ملکر سارا حال بیان کرنا اور اخراجات طلاق کے لئے مالی مدد مانگنا۔ مگر سب کچھ ہو چکا۔ تو اس نے کسی بہانہ سے اس کا جانا روک دیا۔ اور اس طرح سر چارلس کی تنہائی کا وہ موقع جس کی اسے مدت دراز سے تلاش تھی۔ مل گیا۔

"شام کو موضع کوم ٹریسی سے واپس آیا۔ تو سب سے پہلے کتے کو جزیرہ سے نکال کر اس کے منہ پر فاسفورس کا مرکب ملا۔ پھر رات کو اسے ساتھ لے کر کچھار کے اس پھاٹک پر گیا۔ جہاں سر چارلس کو لارا کے انتظار میں کھڑا ہونا تھا۔ کتے نے مالک کی تحریک پائی تو باڑ کو پھاندکر سر چارلس کی طرف دوڑا۔ اور وہ بدنصیب اُسے روایت کا شیطانی کتا سمجھ کر چیخیں مارتا ہوا بھاگ نکلا۔ اس تنگ اندھیری گلی میں اتنے قوی ہیکل حیوان کو اس حالت میں دیکھنا کہ اس کے منہ اور آنکھوں سے نیلگوں شعلے نکل رہے تھے۔ ایک ایسا بھیانک منظر تھا کہ سر چارلس کی بجائے کوئی اور ہوتا تو وہ بھی تاب مقابلہ نہ لا سکتا۔ غریب کا دل پہلے ہی کمزور تھا گلی کے سرے پر پہنچ کر حرکت قلب بند ہونے سے گرا اور مر گیا۔ کتا اب تک گھاس کی کیاریوں میں ہوتا ہوا دوڑ رہا تھا۔ اس لئے پٹڑی پر اس کے پنجوں کے نشان کہیں پیدا نہ ہو سکتے تھے۔ سر چارلس مر کر گر پڑے۔ تو کتا بو سونگھنے کے لئے پاس گیا۔ مگر ان کو مردہ پاکر فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ یہی وہ مقام تھا۔ جہاں ڈاکٹر مارٹیمر نے اس کے پنجوں کے نشان دیکھے تھے۔ سر چارلس کی ہلاکت کے بعد سٹیپلٹن نے کتے کو واپس بلایا۔ اور پھر اسی جزیرہ میں لے جا کر چھپا دیا۔ اس طرح سر چارلس کی موت نے ایک راز سربستہ کی صورت اختیار کی

بچے حکام بھی حل کرنے سے قاصر رہے۔ اور انجام کار یہ معاملہ ہماری نظروں میں لایا گیا۔

"خیر یہاں پر سر چارلس باسکرولی کی موت کا واقعہ ختم ہوتا ہے۔ تفصیلات سے تم نے دیکھ لیا ہوگا کہ بدنصیب بیرونٹ کا قتل اس عیاری اور مکاری سے عمل میں لایا گیا کہ قاتل کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکتی تھی۔ چونکہ ایک بے زبان جانور اس کا شریک سازش تھا۔ اس لئے انکشاف راز کی کوئی صورت ممکن ہی نہ تھی۔ اس کے علاوہ قتل کی ترکیب ایسی انوکھی اور عجیب تھی۔ کہ کسی کو خیال بھی نہ آسکتا تھا۔ یہ ترکیب جتنی عجیب تھی اتنی ہی موثر تھی۔ صرف دو عورتوں کا اس معاملہ سے تعلق تھا۔ ایک مسز سٹیپلٹن دوسری مسز لارا لائنز اور دونوں کو سٹیپلٹن کے خلاف شبہات بھی تھے۔ مگر پورے حالات کبھی ان کو معلوم نہ ہو سکے۔ مسز سٹیپلٹن کو بے شک معلوم تھا۔ کہ اس کا شوہر بیرونٹ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ اور اسے کتے کی ہستی کا بھی علم تھا۔ مگر مسز لائنز ان دو باتوں سے بھی بے خبر تھی۔ اسے یہ کہہ کر مرعوب کر لیا گیا تھا۔ کہ بیرونٹ کی موت چونکہ تمہاری چٹھی کی وصولی کے عین بعد واقع ہوئی ہے۔ اس لئے اگر یہ معاملہ پولیس کی نظروں میں آیا۔ تو ضرور تمہارے خلاف کئی ایک شبہات پیدا ہوں گے۔ مگر ان عورتوں کے دلی خیالات کچھ ہی ہوں۔ وہ بہرحال اس کے بس میں تھیں۔ اور اسے ان کی طرف سے کچھ اندیشہ نہ تھا۔ کام کا یہ حصہ بڑی خوش اسلوبی سے پورا ہو گیا۔ مگر مشکل حصہ کی تکمیل ابھی باقی تھی۔

"میں نہیں جانتا سٹیپلٹن کو اس بات کا علم تھا یا نہیں کہ سر چارلس کا وارث کینیڈا میں آباد ہے۔ بہرحال اس بارہ میں سارے حالات اسے جلدی ہی ڈاکٹر مارٹیمر سے معلوم ہو گئے۔ جو اس شخص کی اصل حقیقت سے ناواقف اور اسے اپنا گہرا دوست سمجھتا تھا۔ کچھ بھی ہو۔ مارٹیمر کے ذریعہ سے اس شخص کو ہنری باسکرولی کی آمد کی خبر مل گئی۔ سٹیپلٹن کی پہلی خواہش یہ تھی۔ کہ نووارد کو ڈیون شایر آنے کا موقعہ ہی نہ دیا جائے۔ اس لئے اگر ممکن ہو تو وہ اسے لندن ہی میں ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ چونکہ اس سے پہلے اس کی بی بی

نے سرچارلس کو دام فریب میں پھنسانے کی مدد سے انکار کیا تھا۔ اس لئے سٹیپلٹن کو اس سے بہت کچھ بدگمانی ہو گئی تھی۔ اور وہ اس خیال سے اس کو اپنی نظروں سے دور رکھنا نہ چاہتا تھا۔ کہ مبادا میرا اثر زائل ہو جائے۔ پس وہ اس کو اپنے ساتھ ہی لندن لے گیا اور اس جگہ یہ دونو کریون سٹریٹ کے میکس برو پرائیویٹ ہوٹل میں مقیم ہوئے۔ میرا کارکن کارٹ رائٹ کٹے ہوئے اخبار کی تلاش میں اس ہوٹل میں بھی گیا تھا۔ مگر ناکام واپس آیا یہاں سٹیپلٹن نے اپنی بی بی کو ایک کمرہ میں بند کر دیا۔ اور خود مصنوعی داڑھی لگا کر ڈاکٹر مارٹیمر کے پیچھے پیچھے پہلے ہمارے مکان تک آیا۔ پھر نارتھمبرلینڈ ہوٹل میں اور اس کے بعد ریل کے سٹیشن پر گیا۔ مسز سٹیپلٹن کو اس کے ارادوں کا کچھ نہ کچھ علم ضرور تھا۔ مگر وہ اس سے اتنا ڈرتی تھی... خصوصاً اس لئے کہ اس کا بے رحم شوہر زدوکوب سے بھی دریغ نہ کرتا تھا۔ کہ ایک شخص کی زندگی کو خطرہ میں جانتے ہوئے بھی وہ اسے خط لکھنے کی جرأت نہ کر سکتی تھی اسکو معلوم تھا۔ کہ اگر میرا خط سٹیپلٹن کے ہاتھ آگیا۔ تو بس جان کی خیر نہ ہوگی۔ انجام کار جیسا ہم کو معلوم ہے۔ اس نے اخبار ٹائمز سے مختلف الفاظ کاٹ کر ان کی مدد سے ایک تنبیہی خط تیار کیا۔ اور انداز تحریر بدل کر چھاپہ کے حرفوں میں پتہ لکھا۔ یہی وہ خط تھا جس سے بیرونٹ کو پہلی بار خطرہ سے آگاہی ہوئی۔ اور جسے لے کر وہ ہمارے پاس آیا تھا۔

"سٹیپلٹن نے جب دیکھا۔ کہ سرہنری کی ہلاکت لندن میں کسی طرح ممکن نہیں۔ تو اس نے ان کی استعمال کی ہوئی کوئی چیز حاصل کرنے کی کوشش شروع کی۔ کیونکہ اس چیز کی بو سنگھا کر ہی کتے کو ان کے پیچھے لگایا جا سکتا تھا۔ یہ کام اس نے اپنی مخصوص مستعدی اور دلیری کے ساتھ کیا۔ اور جس ہوٹل میں سرہنری مقیم تھے۔ اس کے کسی نوکر یا خادمہ کو رشوت دے کر بوٹ کا ایک پیر حاصل کر لیا۔ اتفاق سے پہلا بوٹ نو خریدا اور غیر مستعمل تھا۔ اور وہ مطلب جس کے لئے اس نے اسے حاصل کیا پورا نہ ہو سکتا تھا۔ اس پر وہ بوٹ واپس ان کے کمرہ میں رکھوا کر ان کے پرانے سیاہ بوٹ کا ایک پیر حاصل کیا گیا۔ اور یہی دو

واقعہ تھا جس سے پہلی بار میرے دل میں شبہ پیدا ہوا۔ کہ ہمارا واسطہ کسی جناتی مخلوق سے نہیں بلکہ ایک معمولی کنبے سے پڑنے والا ہے۔ کیونکہ اس کے سوا نیا بوٹ واپس کر کے استعمال شدہ حاصل کرنے کی اور کوئی معقول وجہ نظر نہ آتی تھی۔ واٹسن تم میرے طریقوں سے اچھی واقفیت رکھتے ہو۔ مگر شاید یہ بات تم کو بھی معلوم نہیں۔ کہ جتنا کوئی واقعہ خفیف اور معمولی ہو میں اس پر اتنی ہی زیادہ غور و فکر کیا کرتا ہوں۔ اور بارہا ایسا ہوا ہے کہ جو بات ظاہر میں بے حقیقت نظر آتی تھی۔ وہی آخر کار معاملہ کو سلجھانے کا ذریعہ ثابت ہوئی۔

اس سے اگلے دن جب ہمارے دوست اس مکان پر آئے۔ تو سٹیپلٹن سایہ کی طرح ان کے ساتھ تھا۔ اس مکان اور میری شباہت سے اس کی واقفیت نیز اس کے عام طرز عمل سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سٹیپلٹن ایک عادی مجرم تھا۔ اور اس کا دور گناہ واقعات باسکرولی پر ہی ختم نہیں ہوتا۔ شاید تمہیں یاد ہو پچھلے تین سال سے مغربی اضلاع میں چوری کی متعدد وارداتیں ایسی ہوئی ہیں۔ جن کے لئے کوئی مجرم گرفتار نہیں ہوا۔ ان میں سے آخری واردات گذشتہ مئی میں فوکسٹون کورٹ میں ہوئی تھی۔ جہاں ایک مرد نقاب پوش نے نوکر کو پستول کے فائر سے ہلاک بھی کر دیا تھا۔ اگر میرا اندازہ بالکل ہی غلط نہیں۔ تو کہہ سکتا ہوں کہ یہ سب وارداتیں سٹیپلٹن کی تھیں۔ اس ذریعہ سے وہ اپنے اخراجات کے لئے روپیہ حاصل کرتا تھا۔ گویا یہ آدمی کئی سال سے ایک خطرناک مجرم کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔

اس کی عیاری اور بیدار مغزی کا ایک نمونہ اس روز دیکھنے میں آیا جب وہ ریجنٹ سٹریٹ میں ہماری نظروں کے سامنے فرار ہو گیا۔ اس پر اکتفا نہ کر کے اس نے گاڑیبان سے اپنا نام شرلک ہومز بیان کیا۔ اور کہا میں لندن کا سب سے نامی جاسوس ہوں۔ اس پیغام کا مطلب یہی ہو سکتا تھا۔ کہ وہ جانتا ہے۔ میں اس معاملہ کی تحقیقات ہاتھ میں لے

چکا ہوں۔ چونکہ اسے معلوم تھا۔ کہ میں گارڈیان سے ضرور اس کا حال دریافت کروں گا اس لئے مجھے چڑانے کو یہ پیغام بھیج دیا۔ پھر بھی یہ جاننے کے بعد کہ معاملہ میرے ہاتھ میں آ چکا ہے۔ اس نے دیکھ لیا۔ کہ اب لندن میں کامیابی ناممکن ہے۔ اس لئے یہاں سے ڈارٹ مور چلا گیا۔ اور میں بیرونٹ کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔"

"ذرا ٹھیرو" میں نے قطع کلام کرکے کہا "یہاں تک تم نے سارے واقعات کو قابل تعریف تسلسل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مگر ایک بات ایسی رہ گئی۔ جس کے متعلق میرا اطمینان نہیں ہوا یعنی جس وقت سٹیپلٹن لندن آیا۔ تو کتے کی حفاظت کون کیا کرتا تھا؟"

"آہ۔ یہ سوال بڑا اہم ہے۔ مگر میں نے اس پر بھی اچھی طرح غور کر لیا ہے۔ میرے خیال میں سٹیپلٹن نے کسی آدمی کو ضرور اپنا معتمد بنا رکھا تھا۔ اگرچہ کبھی اس کو اپنے معاملات سے اس قدر واقف ہونے کا موقعہ نہیں دیا کہ وہ اس پر غالب ہو جاتا۔ تمہیں یاد ہوگا میری پٹ ہوس میں انتھنی نام ایک بڈھا نوکر اس کے پاس رہا کرتا تھا۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ کہ یہ شخص سٹیپلٹن کے زمانہ معلمی سے اس کے پاس رہتا تھا۔ اس صورت میں اس کو معلوم ہوگا۔ کہ اس کا مالک اور مالکن بھائی بہن نہیں بلکہ میاں بی بی ہیں۔ یہ شخص جسے ہم نے گھبراہٹ میں موقعہ پر گرفتار نہیں کیا تھا۔ اسی دن سے روپوش ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ انگلستان میں انتھنی ایک غیر معمولی نام ہے۔ حالانکہ انٹونیو جو لفظ انتھنی کی دوسری صورت ہے۔ تمام ہسپانی یا ہسپانو امریکن ملکوں میں ایک عام اور کثیر الاستعمال نام سمجھا جاتا ہے۔ مسز سٹیپلٹن کی طرح یہ شخص بھی صاف انگریزی بولتا تھا۔ مگر اس کے لہجہ میں ہلکی اجنبیت پائی جاتی تھی۔ میں نے اس بڈھے کو ایک دو بار گریمپن کی دلدل سے گذرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پس اغلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں جب سٹیپلٹن لندن آیا ہوا تھا یہی شخص کتے کی پرورش کرتا رہا۔

"لندن میں ناکام رہ کر سٹیپلٹن اور اس کی بی بی ڈیون شایر چلے گئے۔ اور میں

کچھ دنوں بعد تم بھی سرہنری کے ساتھ جا پہنچے۔ اس جگہ دو ایک باتیں ہیں جو مجھے خود اپنے متعلق بیان کرنا ہیں۔ تمہیں یاد ہوگا۔ اس کاغذ کا معائنہ کرتے وقت جس پر کٹے ہوئے حروف چسپاں کئے گئے تھے۔ میں نے اس کا آبی نشان بڑے غور سے دیکھا تھا۔ ایسا کرتے ہوئے مجھے اس کاغذ سے سپید چنبیلی کی ہلکی خوشبو آئی۔ ہر چند خوشبوئیں بے شمار ہیں۔ مگر تحقیقات جرم کے ماہر کا ان میں سے ہر ایک کے خفیف ترین اختلاف سے واقف ہونا ضروری ہوتا ہے۔ میں تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ کسی خوشبو کی فوری شناخت سے مجھے بارہا تحقیق میں مدد ملی ہے۔ کاغذ کی بو سونگھتے ہی میں نے جان لیا۔ کہ اس اطلاع کی تہ میں ضرور کسی عورت کا ہاتھ ہے۔ اس کے ساتھ ہی میرے خیالات سٹیپلٹن اور اس کی بہن کی طرف ... کیونکہ تب تک مجھے ان کے صحیح تعلقات کا علم نہ تھا۔ لگ گئے۔ گویا ڈیون شائر جانے سے پہلے مجھے دو باتیں معلوم ہو گئی تھیں۔ ایک یہ کہ اس معاملہ کی تہ میں ایک معمولی کتا کام کرتا ہے۔ دوسرا یہ کہ مجرم سٹیپلٹن یا اس کی بہن میں سے کوئی ایک ہے۔

"اب ضرورت صرف اس بات کی تھی۔ کہ سٹیپلٹن کی پوری طرح نگرانی کی جائے تمہارے ساتھ رہ کر ایسا کرنا غیر ممکن تھا۔ کیونکہ مجھے دیکھ کر وہ فوراً محتاط ہو جاتا۔ ناچار ہر شخص کو دھوکا دے کر۔ حتےٰ کہ تمہیں بھی جو میرے سب سے عزیز دوست ہو۔ میں خفیہ طور پر اس وقت محل واردات پر جا پہنچا۔ جب ہر شخص یہ سمجھے ہوئے تھا۔ کہ میں لندن میں مقیم ہوں اس جگہ رہتے ہوئے مجھے کوئی خاص تکلیف پیش نہیں آئی۔ کیونکہ میں ہر طرح کی صعوبتوں کا عادی ہوں۔ لیکن آتی بھی۔ تو مجھے اس کی پروا نہ ہوتی۔ کیونکہ مشکل کام مشکلوں سے گذر کر ہی پورے ہوتے ہیں۔ بہرحال میرے وقت کا بڑا حصہ موضع کوم ٹریسی میں بسر ہوتا تھا۔ اور میں صرف ان اوقات خاص میں اس ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں جاتا۔ جب میرے لئے موقعہ واردات کے پاس ہونا ضروری ہوتا۔ کارٹ رائٹ کو میں اپنے ساتھ لیتا گیا تھا۔ اور ایک دہاتی لڑکے کے بھیس میں وہ میرا بیحد مددگار ثابت ہوا۔ وہی میرا کھانا اور دھلے ہوئے

کپڑے لاتا تھا۔ اور چونکہ میرے لئے سارے حالات سے خبردار رہنا ضروری تھا۔ اس لئے ایک طرف میں سٹیپلٹن کی۔ اور دوسری جانب کارٹ رائٹ تمہاری نقل وحرکت کی نگرانی کیا کرتا تھا۔

یہ بات میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تمہاری رپورٹیں ایک دن کے وقفہ سے مجھے برابر ملتی رہی ہیں۔ لندن سے چلتے وقت میں نے ایسا انتظام کیا تھا۔ کہ جیسے ہی وہ بیکر سٹریٹ پہنچیں۔ انہیں فوراً کومب ٹریسی بھجوا دیا جائے۔ تمہاری ان چٹھیوں سے مجھے تحقیقات میں خوب مدد ملی۔ خصوصاً وہ جو تم نے سٹیپلٹن کی ابتدائی زندگی کا مختصر حال لکھا تھا۔ وہ تو بہت ہی کارآمد اور مفید ثابت ہوا۔ اس کے بعد بہن بھائی کا صحیح تعلق معلوم ہو گیا۔ اور میں نے اس معاملہ کی اصلی نوعیت بھی جان لی۔ سلڈن کے فرار باری مور کی پراسرار حرکات اور اس کی بی بی کی پریشانی سے بات کسی قدر پیچیدہ ضرور ہو گئی تھی۔ پر ان معاملوں کو تم نے آپ ہی اپنی چٹھیوں میں واضح کر دیا۔ گو میں بھی اپنے مشاہدہ سے وہی نتیجہ اخذ کر چکا تھا۔ جو آخرکار تم نے ظاہر کیا۔

"جس روز تم مجھے ڈھونڈتے ہوئے جھونپڑی تک آئے تو میں اس معاملہ کے سارے حالات معلوم کر چکا تھا۔ اگرچہ اس وقت بھی میری تحقیقات اتنی مکمل نہ ہو سکی تھی کہ عدالت فوجداری میں کوئی باقاعدہ شہادت پیش کی جا سکتی۔ اس رات سٹیپلٹن نے سر ہنری کی جان لینے کی پہلی کوشش کی۔ مگر ان کی بجائے بدنصیب سلڈن ہلاک ہوا۔ یہ واقعہ اہم ضرور تھا مگر اس سے بھی کوئی ایسی بات معلوم نہ ہو سکی جس کی بنا پر سٹیپلٹن کے خلاف قتل عمد کا الزام عاید کیا جا سکتا۔ انتہائی صورت یہ تھی کہ اسے ارتکاب جرم کی حالت میں پکڑا جائے اور اس کے لئے سر ہنری کو ایک رات تنہا اور غیر محفوظ حالت میں چھوڑنا لازم تھا۔ مجبوراً یہ کرنا ہی پڑا اور ایسا کیا گیا۔ اور گو اس واقعہ سے ہمارے دوست کو سخت صدمہ پہنچا تاہم اس سے معاملہ ختم ہوا اور سٹیپلٹن کی ناپاک ہستی کا خاتمہ ہو گیا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مجرم کی گرفتاری کے لئے موکل کو اتنے بڑے خطرہ میں ڈالنا ایک ایسا واقعہ ہے۔ جس سے

میری قوت استقامی پر بھی روشنی نہیں پڑتی تھی مگر میرے عذر سمجھ میں۔ اول تو اس قدر خوفناک حیوان کے مقابلہ کی امید نہ تھی۔ جو اس رات دیکھا گیا۔ دوسرے اس دھند کا بھی گمان نہ تھا۔ جو دفعتاً ہمارے انتظامات کو درہم برہم کرنے کے لئے پیدا ہو گئی۔ خیر ہمیں اپنی کوششوں میں پوری کامیابی ہوئی۔ اور اب ڈاکٹر مارٹیمر اور باقی ماہر اطبا کا بیان ہے۔ کہ تھوڑا آرام اور سفر سر ہنری کی صحت کو ہر لحاظ سے بحال کر دے گا۔ مجھے یقین ہے۔ موجودہ بحری سیاحت نہ صرف انکے قوائے جسمانی کو تازہ دم کر دے گی۔ بلکہ جو زخم ان کے دل پر آیا تھا۔ وہ بھی مندمل ہو جائے گا۔ مسز سٹیپلٹن سے جس کو وہ اپنی بے خبری میں دوشیزہ سمجھے ہوئے تھے۔ انہیں سچی محبت تھی۔ اور انہیں سب سے زیادہ رنج اسی بات کا ہے۔ کہ کیوں اس نے دم آخر تک اس معاملہ کو تاریکی میں چھپائے رکھا۔

اب میرے خیال میں فقط مسز سٹیپلٹن کا حال بیان کرنا باقی رہ گیا ہے۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اس کا شوہر اس پر غیر معمولی اثر و اقتدار رکھتا تھا جس کی صحیح وجہ مجھکو معلوم نہیں۔ ممکن ہے اس کا باعث محبت ہو۔ ممکن ہے خوف یا شاید دونوں ہی باتیں ہوں۔ کیونکہ خوف و محبت میں بسا اوقات نہائت باریک اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر اصلی وجہ کچھ ہو۔ اس شخص کو مسز سٹیپلٹن پر غیر معمولی رسوخ تھا جسکے کہ اسکے حکم پر اسے اپنے آپ کو اسکی بہن ظاہر کرنے میں تامل نہ ہوا۔ لیکن اس کے بعد جب اس نے اسے جرم قتل میں شریک کرنے کی کوشش کی۔ تو بات اس کی حد برداشت سے باہر ہو گئی۔ اور وہ اس پر آمادہ نہ ہو سکی۔ اپنے شوہر کو محفوظ رکھتے ہوئے اس نے سر ہنری کو خبردار کرنے کی کوشش کی۔ اور یہ کوشش بعد ازاں کئی اور موقعوں پر بھی جاری رہی۔ معلوم ہوتا ہے سٹیپلٹن کا مزاج ظاہری سکون کے پردہ میں غیر معمولی جوش رکھتا تھا۔ چنانچہ اسکی اپنی خواہش تھی۔ کہ سر ہنری اور مسز سٹیپلٹن میں عشقیہ تعلقات پیدا ہوں۔ مگر جب اس نے بیرونٹ کو اظہار محبت کرتے ہوئے دیکھا۔ تو ضبط نہ کر سکا۔ وہ چاہتا تھا کہ میری بی بی سر ہنری کو دام محبت میں پھنسا کر ورطہ ہلاکت کے پاس لے آئے۔ مگر اس کی طبیعت کا غیر معمولی

جوش انتہائی کوشش سے بھی چھپا نہ رہ سکا۔ سر ہنری سے اپنی بی بی کا تعلق پیدا کرانے میں اس نے یہ مصلحت سوچی تھی۔ کہ اس طرح بیرونٹ عموماً ہمارے مکان پر آیا کرے گا۔ اور وہ موقعہ جس کی اسے تلاش تھی۔ آسانی سے حاصل ہو جائے گا۔ مگر جس روز معاملات نے انتہائی صورت اختیار کی یعنی سٹیپلٹن کو وہ موقعہ جس کا اسے کئی دن سے انتظار تھا۔ مل گیا۔ تو اس کی بی بی دفعتاً اس کی مخالف بن گئی۔ وہ بدنصیب سلڈن کی ہولناک موت کا کچھ حال سن چکی تھی۔ اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ دعوت کی رات کو وہی کتا باغ کے ایک کونے میں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب اس نے اپنے شوہر سے یہ کہا۔ کہ تم کیوں ایک ناکردہ گناہ آدمی کی ہلاکت کے درپے ہو۔ تو وہ دونوں میں جھگڑا شروع ہو گیا اور اس وقت پہلی بار مسز سٹیپلٹن کو معلوم ہوا کہ میرا شوہر مجھے کٹھ پتلی بنا کر ایک اور عورت پر ڈورے ڈال رہا ہے۔ یہ جاننے کے بعد اس کی وفا ایک لمحہ میں نفرت سے بدل گئی۔ سٹیپلٹن نے جب دیکھا کہ یہ عورت ضرور میرا راز فاش کر دے گی۔ تو اس نے اسکو دوسرے کمرہ میں لے جا کر ایک ستون سے ساتھ باندھ دیا۔ تاکہ وہ سر ہنری کو خطرہ سے آگاہ نہ کر سکے۔ غالباً اس کا خیال تھا کہ سر ہنری کی موت کے بعد جب ہر شخص یہ خیال کریگا کہ ان کی ہلاکت خاندانی روایت کے مطابق کسی غیبی ذریعہ سے ہوئی ہے۔ تو میں کسی طرح دم دلاسہ دے کر اپنی بی بی کو پھر منا لوں گا۔ اور وہ ان معاملات پر سابق کی طرح چپ رہیگی۔ مگر میں جانتا ہوں کہ یہ اس کی بھاری غلطی تھی۔ فی الحقیقت اگر ہم اس معاملہ میں دخل انداز نہ ہوتے تو بھی اسکی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا۔ کیونکہ ہسپانوی خون کی عورتیں کینہ و انتقام سے بآسانی دست بردار نہیں ہوتی ہیں۔ میرا خیال ہے وہ اس سے انتقام لینے کی خاطر ضرور اس کا راز فاش کر دیتی۔ بس یہی حالات ہیں جو میں تحریری یادداشت کو دیکھے بغیر تم سے بیان کر سکتا تھا۔ مگر امید ہے اس تفصیل میں کوئی بات باقی نہ رہ گئی ہوگی۔

"سٹیپلٹن نے سر چارلس کو سہما کر ہلاک کیا تھا۔ شاید اس خیال سے کہ سر ہنری کو اس طرح خوفزدہ کر کے ہلاک کرنا غیر ممکن ہوگا۔ وہ ان کی موت کے درپے ہوا؟"

"تمہارا خیال صحیح ہے کیا یاد نہیں وہ کتا کس قدر خوفناک اور تند خو تھا ؟ اگر کوئی آدمی اسے دیکھ کر ہی نہ مر جائے تو بھی شدت خوف سے اس کا ناقابل مزاحمت ہونا یقینی تھا"

"سچ ہے۔ مگر ہاں۔ ایک سوال اور باقی رہ گیا۔ جس پر تم نے اب تک روشنی نہیں ڈالی۔ فرض کرو خاندان باسکرولی کا کوئی وارث باقی نہ رہتا۔ اور سٹیپلٹن اپنی تجویزوں میں کامیاب ہو جاتا۔ تو دیکھنا یہ ہے وہ اپنے حقوق وراثت کیونکر ثابت کرتا ؟ اس کی طرف سے دعویٰ ریاست پیش ہونے پر یقیناً سوال پیدا ہوتا کہ اس وقت تک کیوں اس نے فرضی نام اختیار کر رکھا تھا ؟ کیا اس کے دعوے وراثت پر کئی ایک شبہات پیدا نہ ہو جاتے ؟"

"بڑا زبردست اعتراض ہے جس کا میں بھی کوئی تشفی بخش جواب نہیں دے سکتا۔ دراصل میری تحقیقات کا دائرہ نقطہ ماضی و حال پر محدود ہے۔ مستقبل کا حال اس میں شامل نہیں۔ مسز سٹیپلٹن کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اس نے کئی بار اپنے شوہر کو اس معاملہ کا ذکر کرتے ہوئے سنا تھا۔ مگر کوئی خاص معلومات وہ بھی حاصل نہ کر سکی۔ میری اپنی رائے میں اس کے لئے تین رستے کھلے تھے۔ ایک یہ کہ جنوبی امریکہ میں واپس جا کر وہاں سے دعوے پیش کرتا۔ اور وہیں کے برطانوی حکام کا اطمینان کرا کے اس ملک میں آئے بغیر قبضہ ریاست حاصل کر لیتا۔ دوسرا یہ کہ بھیس بدل کر اصلی نام سے ظاہر ہوتا اور تیسرا یہ کہ کسی اور آدمی کو ضروری ثبوت اور کاغذات مہیا کر کے اسے وارث کی حیثیت میں پیش کرتا۔ اور جب ریاست اس کے قبضہ میں چلی جاتی۔ تو اس کے ساتھ آمدنی کا شریک ہو جاتا۔ مگر یہ ایسی باتیں ہیں جن پر کوئی فیصلہ کن رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ مگر اتنا میں اب بھی کہتا ہوں کہ ایسا عیار آدمی ان مشکلوں کے حل کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور پیدا کر لیتا۔ اور اب واٹسن چونکہ ہم کئی ہفتوں سے بے حد مصروف تھے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایک رات تفریح کی نذر کی جائے۔ تاکہ تھکے ہوئے دماغ کو آرام کا موقعہ حاصل ہو۔ لاہیو جینا ٹ کے تھیٹر میں میرا بکس محفوظ ہے۔ آج وہاں ڈارنگی کا گانا ہوگا۔ آدھ گھنٹہ تک کپڑے پہن کر تیار ہو جاؤ۔ رستہ میں مارسینی کے ہاں کھانا کھاتے چلیں گے"

ختم ہوا

ہمارا نیا ناول

اسرار و سراغرسانی کا بے نظیر افسانہ

سنہری بچھو

مسلم الثبوت ناولسٹ سیکس رومر کی ایک بے نظیر تصنیف سے

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

نے بڑی محنت و جانکاہی سے ترجمہ کیا ہے۔ اردو میں یہ اپنے رنگ کی پہلی کتاب ہوگی اتنا عجیب و حیرت خیز ناول ہے کہ ناظر شروع سے آخر تک انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ ایک غیر معمولی دماغ دنیا کے موجودہ انتظام کو ناقص سمجھ کر اپنے خیال کے مطابق عالمگیر انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے جس کے سلسلہ میں یورپ کے سربرآوردہ عالموں، فیلسوفوں اور فوجی افسروں کی موتیں نہایت پراسرار حالات میں واقع ہوتی ہیں۔ فرانسیسی خفیہ پولیس کا نامی افسر گیسٹن میکس اس تحقیقات کو اپنے ہاتھ میں لیتا اور دشمنوں کے ہاتھوں زیر ہوتا ہے۔ اور ایک پری جمال حسینہ کا افسانہ عشق اس قصہ کی دلچسپی کو اتنا بڑھا دیتا ہے کہ ختم کئے بغیر چین نہیں آتا

دیکھئے۔ دیکھئے

خوفناک شعاع شلمیر کا راز سنہری بچھو کے ہوشربا اسرار

آپ اسے پڑھ کر اکثر ناولوں کو بھول جائیں گے

عالم ہمہ افسانہ مادارد وماہیچ

جناب پرنس بلند جاہ مرزا محمد عسکری کلکتہ (موجودہ ناول کا صرف ابتدائی حصہ دیکھکر) واقعہ میں یہ ناول آتشی کتا نہایت ہی عمدہ اور اس کی عبارت بڑی پُرلطف ہے۔ جس کی تعریف نہیں ہوسکتی۔ مجھے تو مترجم کے سب ناولوں سے یہ ناول زیادہ پسند آیا ہے۔

جناب محمد رمضان خاں صاحب بھرت پور ۔ مضمون نہایت اچھا اور دلچسپ ہے۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب نواب محمد اکرام الدین خاں بہادر حیدرآباد دکن ۔ سراب زندگی بہترین کتاب ہے۔

جناب محمد عبداللہ صاحب یوگنڈا (افریقہ) سلسلہ بہت دلچسپ ہو رہا ہے۔ آپ کی محنت واقعی قابل داد ہے۔

جناب شیخ محمد جعفر صاحب ککے زئی ممنورا ۔ سراب زندگی خوب رہا۔ آپ کی محنت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو خدمت آپ اُردو کی کر رہے ہیں۔ خدا آپ کو اس کے لئے جزائے خیر دے۔

جناب محمد کلیم الحق صاحب حقی حیدرآباد (دکن) ترجمہ آپنے اس عمدگی سے کیا ہے۔ کہ ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ میں آپ کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔

جناب سکرٹری صاحب محمڈن لائبریری ۔ آپ کے تراجم اور آپ کے زیر نظم جتنی بھی کتابیں اس وقت تک چھپکر شائع ہوئی ہیں۔ وہ ہمارے مطالعہ سے گذریں۔ آپ کا مذاق عمدہ کتابوں کے متعلق قابل داد ہے۔

جناب جلال الدین نیاز الدین راولپنڈی ۔ میں ہزاروں کی تعداد میں ناول پڑھ چکا ہوں مگر ... ایسا پردرد دلچسپ اور دل آویز ناول آجتک میری نظروں سے نہیں گذرا۔ شاید مصنف نے اپنا کمال اس پر ختم کیا تھا۔ مگر مترجم نے تو رہی سہی کمی کو بھی پورا کر دیا ہے۔

نیکی اور بدی کے استمراری مسئلہ پر ایک معرکہ خیز ناول

باپ کا قاتل

رینالڈس کے "بیری سائیڈ" کا اُردو ترجمہ

منشی شمیم الدین صاحب لھوری کے قلم سے

کیا یہ بتلانے کی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا عجیب ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس مضمون کا مظہر نہیں ہے؟ باپ اپنے چھوٹے بچہ کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا۔ اور اس کے نرم چمکیلے اور گھومے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل فخر انسانی حالت کو قطعی فراموش کر کے ننھے بچہ کی دلبستگی کے لئے بالکل مہمل اور بے معنی زبان میں گفتگو کرنے لگتا ہے۔ وہ اپنے بچہ کی خاطر حکایتیں بیان کرتا اور سنجیدگی۔ قائم مزاجی اور دنیاوی فکر سب کچھ اس پر قربان کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ساتھ اس کی اچھل کود میں شامل ہو جاتا ہے اور ان سب باتوں کی تہ میں صرف یہ امید اس کے لئے باعث راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچہ کے لئے وافر دولت کما سکوں۔ اسی فکر میں اس کی ساری زندگی بسر ہوتی ہے اور اس کا انعام؟... ہاں اس کا انعام کتنا راحت بخش ہوتا ہے۔ بچہ اس کی آمد کے وقت تبسم زار باغ باغ۔ خوشی سے اچھلتا۔ دروازہ کے باہر معلوم قدموں کی آہٹ سن کر دوڑتا اور ننھے بانہہ پھیلا کر توتلی زبان میں کہتا ہے "اباجان"۔

الٰہی یہی بچہ جوان ہو کر باپ کو قتل کرے!... یہی ننھے ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں کہ اس محبت دل میں خنجر بھونک دیں جو ہر وقت اسی کیلئے فکرمند اور مضطرب رہتا تھا! یہی معصوم بچہ بالغ ہو کر دنیا کے ذلیل ترین گناہ کا مرتکب ہو!... ہائے کیا فطرت انسانی اس درجہ قابل نفرین ہو سکتی ہے"؟ (مصنف کی تمہید سے ماخوذ)

قیمت [illegible]

ہم سے طلب کریں

آدمی بھی چونک اٹھتا ہے۔ آرسین لوپن یکے بعد دیگرے تفریحی طور پر سات مہمیں سر کرتا ہے۔ ہر ایک مہم کسی نہایت دلچسپ جاسوسی ناول سے کم نہیں۔ قیمت ۱۲/

شریف قاتل۔ بالکل نیا اور انوکھا ناول جس میں حسن و عشق کے کارنامے۔ ہجر و فراق کے فسانے۔ چالاکی اور عیاری کے فوٹو۔ یورپ کے قمارخانہ مانٹی کارلو کے اسرار سکہ سازوں کی کارستانیاں اور سراغرسانوں کی عیاریاں۔ رنج و غم کے جگرخراش مناظر وصل و نکاح کے دلخوش کن نظارے۔ نہایت ہی دلآویز اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ قیمت ۸/

چیلا۔ بابو کشوری لال گوسوامی کے مشہور و معروف جاسوسی ناول کا ترجمہ۔ ہر لحاظ ایک رئیس زادہ کی تمام عیاریوں اور سحرکاریوں کا خاتمہ ایک بےکس اور غریب لڑکی کے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ ایک ہی وقت میں ایک ہی محلہ میں دو خون ہو جاتے ہیں۔ پولیس تحقیقات کرتی ہے لیکن سراغ نہیں ملتا۔ آخر ایک ڈاکٹری کا طالب علم اپنی عقل و دانش کے زور سے تمام مخفی رازوں کا انکشاف کرتا ہے۔ اور وہ رئیس زادہ ایک رنڈی کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے مفلسی اور قلاشی کا نقشہ نہایت ہی رقت آمیز الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ سرورق پر نہایت ہی دلکش رنگین تصویر دی گئی ہے۔ قیمت ۱۲/

ڈاڑھی کھیر۔ لندن کے جاسوسی ناول کا بالکل نیا اور حیرت انگیز ناول جس کا پلاٹ نہایت پیچیدار اور دلچسپ ہے۔ کہ ہر دم پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ جدت آفرینی میں مصنف نے کمال کر دیا ہے۔ انگلستان کی نئی اور پرانی تہذیب کا نقشہ لفظوں کے لباس میں کچھ اس انداز سے کھینچا گیا ہے کہ تمام واقعات آنکھوں کے سامنے پھر جاتے ہیں۔ رئیسوں اور امیروں کی کارگذاریاں۔ عیاروں کی عیاریاں۔ ڈاکوؤں کی کرشمہ سازیاں۔ سراغرسانوں کی محو حیرت کر دینے والی چالیں جن کا عشر عشیر بھی ہندوستان میں نظر نہیں آتا۔ نہایت ہی خوش اسلوبی سے بیان کی گئی ہیں قیمت ۸/

ہم سے طلب کرو

منزل مقصود پراسرار ناول نویسی کے بادشاہ زمانہ حال کے رینالڈس ولیم لکوکے بے نظیر حیرت انگیز ناول تبٹ اپ کا ترجمہ از منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری - یہ ناول اردو میں ایک بالکل ہی نئی چیز ہے - اور ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ ایسا پراسرار ناول جسکے ہر باب میں نیا راز نمودار ہوتا ہے - ہرگز آپ کی نظر سے نہیں گذرا ہوگا - حجم ۲۵۰ صفحات قیمت ۱۲

شریف بدمعاش - مارس لیبلانک کے ناول کنفشنز آف آرسین لوپن کا اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے جس میں فرانس کے نامی چور آرسین لوپن کی حیرت انگیز عیاریوں کا ذکر دلکش پیرایہ میں کیا گیا ہے - جس طریق پر اس شخص نے پولیس کی آنکھوں میں خاک جھونکی - فرانسیسی پولیس کے اعلےٰ کارکنوں کو اُتو بنایا - عظیم خطرات کا مقابلہ کیا اور ہر بار بال بال بچتا رہا - اس کا ذکر خود اس کی زبان سے - قیمت ۱۰ / ؍

چلتا پرزہ - مارس لیبلانک کے ناول کنفشنز آف آرسین لوپن کے آخری حصے کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب کے قلم سے - یہ ناول بھی فرانس کے نامی چور آرسین لوپن کے بعض زبردست کارناموں پر مشتمل ہے جن لوگوں نے اس شخص کے معرکوں کو پڑھا ہے وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ناول کس پایہ کا ہے - ضخامت ۲۰۵ صفحے قیمت صرف ۸ / ؍

خونی طوفان - غدر کے مشہور باغی نانا صاحب اور ایک فرانسیسی بدمعاش ڈاکو کی حیرت انگیز سازشوں کا ایک پنجابی جاسوس کی زبانی انکشاف کرایا گیا ہے - اور دکھایا ہے کہ نانا صاحب کس طرح اس بدمعاش ڈاکو کا دست راست بن کر کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہا تھا اور کس طرح تانتیا ٹوپی نے خالص وطن پرستی کے جذبہ سے متاثر ہو کر اسے ان بدمعاشوں کے پنجے سے نکالنا چاہا - اور کس طرح نانا صاحب کی دختر نیک اختر نے پنجابی جاسوس اور ایک انگریز لڑکی اور اس کے عاشق ایک انگریز ڈاکٹر کی جان بچائی - جو ان روسی بدمعاشوں کے جال میں پھنس گئے تھے - قیمت عہ

ہم سے طلب کرو

نقلی نواب - آرسین لوپن کے متعلق بالکل نیا اور نہایت دلکش ناول۔ لوپن کا سب سے پہلا اور حیرت خیز کارنامہ آرسین لوپن کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے۔ ضخامت ۳۰۴ صفحات قیمت ۱۲/

قاتل کون ہے - نہایت ہی دلکش اور دلچسپ جاسوسی ناول بنگال کے مشہور و معروف ناول نویس بابو پنچکوڑی دے کے زور قلم کا کرشمہ - اس میں ایک پر اسرار قتل کی تفتیش اور تحقیقات کا حال ایسے سنسنی خیز طریقہ پر درج ہے کہ صفحہ صفحہ پر پڑھنے والوں کے دل میں یہ سوال پیدا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ قاتل کون ہے۔ لیکن لطف یہ کہ اس سوال کا صحیح جواب آخری صفحہ تک بھی نہیں ملتا۔ اور جب ملتا ہے تو ایسا کہ پڑھنے والا ششدر و حیران رہ جاتا ہے۔ قیمت ۸/

لاکھ روپیہ - یہ ناول بھی بابو پنچکوڑی دے کے ہی زور قلم کا نتیجہ ہے۔ اس میں ایک لاکھ روپیہ کے گرانبہا ورثہ کے حاصل کرنے کے متعلق کئی اشخاص کی مجرمانہ کوششوں اور آخر کار انہیں کوششوں میں ایک کے اپنی جان شیریں تک ضائع کرنے کی پُر درد اور پُر لطف داستان ہے۔ جو کہ از حد سبق آموز و عبرت خیز ہے۔ قیمت صرف ۱۲/

انارکسٹ - سراغرسانی کا ایک نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز ناول ہے۔ فرانس۔ امریکہ انگلستان میں ایک انارکسٹ گروہ کی خوفناک کارروائیاں و چالاکیاں۔ ان کا انکشاف اور انجام۔ غرضکہ اپنے ڈھنگ کا بالکل پہلا نرالا ناول ہے۔ قیمت ۱۲/

خونی ہیرا - دی ایریسٹ آف آرسین لوپن کا اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے اس میں سر آرتھر کانن ڈائل کے شہرہ آفاق سراغرساں شرلاک ہومز کا مقابلہ یورپ کے مشہور عالم چور آرسین لوپن سے ہوتا ہے۔ کس طرح ایک کی عیاری دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتی اور کیونکر ایک اپنے عدیم النظیر ذہن رسا کی مدد سے دوسرے کی لاجواب عاقبت بینی پر غالب آنا چاہتا ہے اس جدوجہد کی داستان نہایت درجہ دلچسپ ہے قیمت ۱۲/

ہم سے طلب کرو

روئے زمین کے نہایت دلکش تاریخی ناول

مہاراجہ نند کمار کو پھانسی۔ مترجمہ لالہ شانتی نارائن۔ یہ ایک عجیب و غریب بنگالی ناول کا اردو ترجمہ ہے۔ جس میں ان تمام ہولناک مظالم کی پر درد داستان بیان کی گئی ہے جو اسلامی حکومت کے خاتمہ اور انگریزی عملداری کے آغاز میں نوابی کے خود غرض اور خود پرست نائبوں ایسٹ انڈیا کمپنی کے حریص اور لالچی قائمقاموں اور ان دونوں طاقتوں کے ماتحت سفلہ مزاج۔ تنگ دل۔ کمینہ خیال بنگالی و غیر بنگالی ملازموں کے ہاتھوں بدنصیب اہل بنگال کو برداشت کرنے پڑے جن کے ظلم اور زیادتیوں سے تنگ آ کر ہمارے ہندوستانی پارچہ بافوں نے جن کی صنعت و حرفت کے نادر اور نایاب نمونے کسی زمانہ میں مادر ہند کے لئے باعث ناز تھے۔ خود اپنے ہاتھوں کے انگوٹھے کاٹ ڈالے تا کہ ان کو برائے نام اجرت پر فاقہ کشی کر کے ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارندوں کے لئے کام نہ کرنا پڑے۔ اس ناول کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارندوں نے نمک کا اجارہ لیکر نمک فروشوں وغیرہ پر کیسے ناگفتہ بہ مظالم روا رکھے اور محب وطن مہاراجہ نند کمار پر جو ان افسوسناک اور شرمناک حالات میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتے تھے کس طرح فرضی مقدمات چلا کر ان کو پھانسی دی گئی۔ قیمت عہ

خونی تلوار۔ رینالڈس کے بے نظیر تاریخی ناول میسیکر آف گلنکو کا اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے۔ رینالڈس کے ناولوں میں بالکل نیا اور نہایت لاجواب جس کا ترجمہ پہلی بار اردو میں کیا گیا ہے۔ اس ناول کا پلاٹ بالکل ایسے ہی سانحہ پر مبنی ہے جیسا ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں پیش آیا تھا۔ ایسے ہولناک واقعہ پر رینالڈس کی تحریر۔ پوچھئے نہیں اس میں کیسی کچھ دلچسپیاں مرکوز ہیں۔ گلنکو کا قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے ایسا خوفناک کہ مورخ اب تک اس کا ذکر کرتے ہوئے کانپتے ہیں۔ رینالڈس نے

ہم سے طلب کرو

اسرار و سراغرسانی کے حیرت خیز ناول

ان میں سے جو آپ نے نہیں دیکھے اب ملاحظہ فرمائیے

خونی تحریر۔ اپنے ڈھنگ کا نیا اور نرالا نہایت ہی دلچسپ جاسوسی ناول۔ ایک نوجوان کا نہایت پراسرار طریقہ سے قتل ہونا اور ارتکاب جرم کا الزام۔ اس کی حسین بی بی پر لگایا جانا مقتول کی رسالی کی عقل اور دانشمندی۔ ایک ڈاکٹر کی عرقریزی اور انتھک محنت کے باعث بیوہ کی پیشانی سے بدنامی کا دھبہ مٹایا جاتا ہے۔ حسن و عشق کے نظارے اور ہجر و وصال کی داستان نہایت دلآویز پیرائے میں بیان کی گئی ہے۔ قیمت عہ ر

گہرا راز۔ فن سراغرسانی کا دلکش ناول جو رنگا رنگ تصویروں سے مزین ہو کر شائع ہوا ہے۔ پیاری زبان۔ دلکش انداز بیان۔ دلچسپ پلاٹ اور لاجواب کیرکٹر اس ناول کی جان ہیں۔ انگلستان کے ایک مشہور و معروف اور ہر دلعزیز ڈاکٹر کی ستم آرائیاں قابل ملاحظہ ہیں۔ اس ڈاکٹر نے اپنی بہن کا مال لوٹنے کی خاطر ایک خاندان کا خاندان موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ آخر ایک نوجوان لڑکے نے ایک بے گناہ اور حسین دوشیزہ کی پاک محبت سے متاثر ہو کر اس کی تمام مکاریوں کا راز طشت از بام کر دیا۔ اور اسے اس دنیا سے رخصت ہونے کے لئے مجبور کیا۔ قیمت عہ

سراب زندگی۔ پراسرار ناول نویسی کے بادشاہ ولیم لیکیو کے زبردست ناول "وائلز آف دی ولڈ" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے اتنا عجیب ناول بہت کم آپ کی نظروں سے گذرا ہوگا۔ ایک نابینا آدمی کے روبرو قتل کی ایک ہولناک واردات ہوتی ہے جس کا سراغ تلاش کرتے ہوئے وہ خود کئی طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ قصہ کی دلچسپی آغاز داستان سے شروع ہو کر دم آخر تک برابر قائم رہتی ہے۔ اور سارے واقعات نہایت تیزی رفتار کے ساتھ ظہور میں آتے ہیں ۲۴۴ صفحے قیمت

ہم سے طلب کریں۔

کملا بائی ... [illegible] کے عاشق کشتہ کا قتل۔ مقتول کے نوکر کا اس شخص کو ناجائز دباؤ سے حاصل کرنا۔ قتل کا شبہ ایک خاتون پر ہونا۔ خاتون کی گرفتاری اور مقدمہ انگلستان کے مشہور سراغرساں مسٹر بلیک اور اس کے شاگرد کی ہوشیاری و عرقریزی۔ ملزم کی گرفتاری اور فرار وغیرہ وغیرہ۔ واقعات اس قدر دلچسپ اور نرالے ڈھنگ میں بیان کئے گئے ہیں۔ کہ آپ پڑھتے پڑھتے تصویر حیرت بن جائینگے قیمت ایک روپیہ (عہ) [illegible]

روحوں کا اخراج۔ مسٹر رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن کے مشترکہ افسانہ "اے ٹربیوٹ آف سولز" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے ہے۔ یہ ایک حیرت انگیز قصہ ہے جس میں مصنفوں کی رنگین بیانی نے ایک خاص ہی شان پیدا کر دی ہے۔ ایک شخص تین روحوں کا اخراج دے کر طاقت و عظمت حاصل کرتا ہے۔ مگر اس کا انجام نہایت درجہ عبرت ناک ہے۔ اس طرز پر اس پایہ کا کوئی ناول آپ کی نظر سے نہ گزرا ہوگا۔ قیمت ۱۰ر

مایا۔ یہ ناول جاسوسی میں اسم بامسمی ہے۔ جاسوس ملزم کو گرفتار کرتے کرتے خود ہی زندان بلا میں پھنس جاتا ہے۔ دونوں کا بڑا زبردست مقابلہ ہوتا ہے۔ آخر وہ اسے نیچا دکھا کر کامیاب واپس آتا ہے۔ وہ مشکل لڑکیوں کا معمہ آخری صفحہ پر ہی جا کر کھلتا ہے۔ ایک بار کتاب کو شروع کر کے پیچھے چھوڑنے کو طبیعت نہ چاہے گی۔ قیمت ۸ر

رنگیلے ستار مصر کے ریگستانی پر اسرار تہ خانہ اور وہاں کے چند بدمعاشوں کی ایک خفیہ [illegible]ت کے شیطانی کارناموں کا نقشہ کچھ اس خوبی سے کھینچا ہے کہ ناظرین تحسین و آفرین [illegible] رہ سکیں گے قیمت عہ

محبت کا قیدی۔ فرانس کا نامی جادوگر آرسین لوپن اپنے دربا کو اپنی طاقتوں کے وہ عجیب و غریب کرشمے دکھاتا ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور ہوشیار سے [illegible]

ہم سے طلب کرو